عمران سیریز
ہارنٹ
ظہیر احمد

محترم قارئین!
السلام علیکم۔
میرا نیا ناول 'ہارنٹ' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول میرے لکھے ہوئے ان ناولوں میں سے ایک ہے جس پر میں نے انتہائی توجہ اور یکسوئی سے کام کرنے کی کوشش کی ہے۔ یوں تو ہر ناول کے لئے توجہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن کچھ ناولوں کی کہانیاں ایسی ہوتی ہیں جو پوری توجہ مانگتی ہیں اور اس ناول میں ایسا ہی ہوا ہے۔ ناول شروع کرتے ہی میرے دماغ میں نت نئے آئیڈیاز ابھرنے شروع ہو گئے تھے کہ اس ناول کو میں اِس رنگ میں لکھوں یا اُس رنگ میں۔ اس کوشش میں اس ناول کو لکھتے ہوئے مجھے کئی مرتبہ تبدیلیاں کرنا پڑی تھیں۔
یہ تبدیلیاں آپ کو تو شاید محسوس نہ ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ اس ناول کو لکھنے کے لئے مجھے کتنا زیادہ وقت لگا ہے۔ اگر میں اس ناول میں تبدیلیاں نہ کرتا تو اس ناول کے ساتھ ایک اور ناول لکھا جا سکتا تھا۔ میرے سابقہ ناولوں کو جس طرح آپ پذیرائی بخش رہے ہیں اس کے لئے میں آپ سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔
جیسا کہ میں نے سابقہ ناولوں کے پیش لفظ میں کہا تھا کہ اب آپ کے خطوط تسلسل سے شائع کئے جائیں گے اور چونکہ خطوط کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس لئے انہیں محض پیش لفظ کے مخصوص صفحات تک

محدود نہیں رکھا جا سکتا تھا اس لئے خطوط کو پیش لفظ سے الگ کر کے آخری صفحات پر شائع کیا گیا ہے تاکہ ان تمام دوستوں کے خطوط شائع ہوسکیں جو گلہ کرتے ہیں کہ میں ان کے خط نہ پڑھتا ہوں اور نہ شائع کراتا ہوں۔

آپ کے لکھے ہوئے خطوط میرے لئے اثاثہ ہیں اس لئے مجھے ان سے محروم نہ رکھا کریں اور مجھے اپنی قیمتی آراء سے ضرور مستفید کیا کریں تاکہ میں آپ کی امنگوں اور آپ کے اعلیٰ معیار کو ملحوظِ خاطر رکھ کر لکھتا رہوں۔ اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

طالبِ دعا

ظہیر احمد

عمران ان دنوں سلیمان کے ساتھ اس کے آبائی گاؤں آیا ہوا تھا۔ اس گاؤں کا نام سردار پور تھا۔ سردار پور نام کا ہی گاؤں رہ گیا تھا۔ اس گاؤں کی تزئین و آرائش کسی شہر جیسی کی گئی تھی۔ وہاں پختہ سڑکوں اور پختہ مکانات کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا جس سے سردار پور گاؤں کم اور شہر زیادہ دکھائی دیتا تھا۔

کشادہ اور صاف ستھری سڑکیں اور سڑکوں کے کنارے وسیع اور بلند و بالا عمارتیں دیکھ کر واقعی کسی جدید شہر کا سا گمان ہوتا تھا۔ سڑکوں پر جدید اور نئے ماڈل کی دوڑتی ہوئی گاڑیاں اس بات کا ثبوت تھیں کہ گاؤں کسی بھی لحاظ سے پاکیشیا کے ایک ترقی یافتہ شہر سے کم حیثیت کا حامل نہیں تھا۔ یہ گاؤں کسی سکھ سردار نے بسایا تھا اور پھر اس نے گاؤں کو چونکہ جدید سے جدید بنانے کے عملی کام خود اپنی نگرانی میں کرائے تھے اس لئے شہر جیسے اس گاؤں کو اسی کے نام سے منسوب کر دیا گیا تھا۔

سیکرٹ سروس کے پاس چونکہ ان دنوں کوئی کیس نہیں تھا اس لئے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔ فراغت کے ان دنوں میں عمران کو اور کچھ نہ سوجھا تو وہ سلیمان کے ہمراہ سیر سپاٹے کرنے کے لئے اس کے گاؤں میں آ گیا۔

گاؤں کے شہر جیسے ماحول نے عمران کو خاصا متاثر کیا تھا۔ وہ پچھلے کئی روز سے وہاں موجود تھا۔ شہر جیسے اس گاؤں کو دیکھ کر عمران کو بے حد خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ پاکیشیا نے اب ترقی کی منزلیں تیزی سے طے کرنا شروع کر دی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ شہروں کے ساتھ ساتھ اب گاؤں اور قصبے بھی جدید سے جدید رنگ اختیار کرتے جا رہے تھے۔ وہاں نہ صرف سکول اور کالجز تھے بلکہ عوام کی سہولت کے لئے بڑے بڑے ہسپتال، کورٹ کچہریوں کے ساتھ وہ تمام انتظامات موجود تھے جس کے لئے گاؤں کے افراد کو خاص طور پر شہروں کی طرف دوڑنا پڑتا تھا۔

ان دنوں سردیوں کے موسم کی وجہ سے چونکہ راتیں لمبی اور دن چھوٹے ہوتے تھے اس لئے ساڑھے پانچ بجے کے قریب دن نکلنا شروع ہو جاتا تھا۔ دن نکلنے سے پہلے وقت مقررہ پر فجر کی اذان ہوتی تھی اور نماز کے پابند افراد سردی کی پرواہ کئے بغیر بستروں سے نکل کر فجر کی نماز باقاعدگی سے باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجدوں کا رخ کرنا شروع کر دیتے تھے۔ عمران بھی سلیمان کے ساتھ آج قریبی مسجد میں موجود تھا۔ دونوں نے پہلے نماز فجر ادا کی

اور پھر کلام پاک کے ایک ایک پارے کی تلاوت کرنے کے بعد وہ دونوں مسجد سے باہر آ گئے۔

”لگتا ہے آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ابھی تک دن کی روشنی نہیں پھیلی ہے“...... سلیمان نے کہا تو عمران نے چونک کر سر اٹھایا اور آسمان کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا۔ آسمان سیاہ رنگ کا تھا اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی دکھائی دے رہی تھی۔

”لگ تو نہیں رہا کہ آسمان پر بادل ہیں“...... عمران نے کہا۔

”بادل نہ ہوتے تو اب تک پو پھٹ چکی ہوتی۔ زمین پر نہ سہی آسمان پر تو چمک آ گئی ہوتی لیکن آسمان پر بھی گہری تاریکی چھائی ہوئی ہے جیسے ابھی آدھی رات کا وقت ہو“...... سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔

”آدھی رات ہوتی تو آسمان پر تارے چمک رہے ہوتے۔ مجھے تو دور دور تک کوئی تارا دکھائی نہیں دے رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”دن نکلنے والا ہے۔ دن میں تارے کس کو دکھائی دیتے ہیں“۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

”یہ نہ کہو کہ دن کو تارے دکھائی نہیں دیتے۔ میرا تمہیں ایک ہاتھ پڑ گیا تو تمہیں دن کو بھی اتنے تارے دکھائی دینا شروع ہو جائیں گے جنہیں تم گن نہیں سکو گے“...... عمران نے کہا۔

''مجھے دن میں اور رات میں تارے گننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ یہ کام انہی کو مبارک جو کسی کی ہجر میں رات رات بھر جاگ کر تارے گننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''کن کی بات کر رہے ہو۔ کون رات کو جاگ کر تارے گنتا ہے اور وہ بھی کسی کے ہجر میں''...... عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

''آپ یہ سب نہ ہی پوچھیں تو اچھا ہے۔ کیونکہ آپ نوجوان ہونے کے باوجود ان سب باتوں سے دور ہیں۔ آپ کو کیا معلوم کہ ایک مجنوں نے مرنے کے بعد اپنے پیچھے کتنے فصلی مجنوں چھوڑ دیئے ہیں۔ جسے دیکھو وہ اس دور کا مجنوں بنا ہوا ہے۔ رات جاگ کر وہ کسی کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے اور دن نکلتے ہی بستر میں گھس کر سویا رہتا ہے اور پھر رات گئے ہی جاگتا ہے۔ اس کے بعد پھر سے اس کا وہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ رات بھر جاگو اور دن بھر سوتے رہو۔ کوئی پوچھے تو کہہ دو کہ میں تمہارے فراق میں اپنی راتوں کی نیند اور دن کا سکون تک برباد کر چکا ہوں۔ کوئی یہ نہیں بتاتا کہ رات کی نیند وہ دن بھر سو کر پوری کر لیتا ہے۔ ہونہہ۔ یہ کیسا ہجر اور کیسا فراق ہے''...... سلیمان نے اسی طرح سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بڑی گاڑھی باتیں کر رہے ہو پیارے۔ کہیں تم بھی رات بھر

کسی کے ہجر و فراق میں آہیں تو نہیں بھرتے رہتے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''میں ان لغویات میں پڑنے کا عادی نہیں ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''مطلب یہ کہ تم اب بوڑھے ہو چکے ہو اسی لئے تم نے ان باتوں کو لغویات کہنا شروع کر دیا ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں ابھی تو بوڑھا نہیں ہوا ہوں لیکن آپ کے ساتھ رہا تو یقیناً ایک دن ضرور بوڑھا بلکہ بڈھا کھوسٹ ہو جاؤں گا۔ نہ آپ اپنا سوچتے ہیں اور مجھے اپنے بارے میں کچھ سوچنے کا موقع دیتے ہیں۔ میرا بس نہیں چلتا کہ میں کسی دن آپ کو چھوڑ جاؤں اور کسی بیوہ یا کسی مجبور غریب عورت سے شادی کر کے اپنے باقی کے دن چین وسکون سے گزاروں''...... سلیمان نے کہا۔

''تو چھوڑ دو مجھے۔ میں نے تمہیں کون سا اپنے پلو سے باندھ کر رکھا ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں چھوڑ سکتا نا۔ اگر میں نے آپ کو چھوڑ دیا تو مجھے آپ کو اپنی سابقہ تنخواہیں بھی چھوڑنی پڑیں گی اور پھر اس دولت پر ہاتھ کون صاف کرے گا جو آپ مجھ سے چھپا کر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''تو تم میری چھپائی ہوئی دولت کو حاصل کرنے کے لئے ہر

وقت میرے ساتھ چپکے رہتے ہو''...... عمران نے اسے گھور کر کہا۔

''ہاں بالکل۔ اگر میں ایسا نہ کروں تو آپ کی دولت کو کیڑے لگ جائیں اور نوٹ پڑے پڑے گل سڑ جائیں کیونکہ بعض اوقات تو آپ کو بھی اس بات کا پتہ نہیں ہوتا کہ آپ نے بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیاں کب اور کہاں چھپائی تھیں''...... سلیمان نے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ تم کن بڑے نوٹوں کی گڈیوں کی بات کر رہے ہو''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہاں آنے سے پہلے مجھے الماری کے نیچے رکھے ہوئے جوتوں کے پرانے ڈبے سے بڑے نوٹوں کی دس گڈیاں پڑی ہوئی ملی تھیں۔ ان نوٹوں کی حالت بے حد خستہ تھی اور ان میں باقاعدہ کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ میں نے ان گڈیوں کو وہاں سے نکال کر اپنی حفاظت میں رکھ لیا ہے۔ اگر دو چار دن گڈیاں وہیں پڑی رہتیں تو کیڑے خوراک سمجھ کر آپ کے سارے نوٹ کھا جاتے اور پھر اس کا موردِ الزام آپ نے مجھے ہی ٹھہرانا تھا کہ میں آپ کی چیزوں کی حفاظت نہیں کرتا''...... سلیمان نے کہا۔

''ارے۔ وہ گڈیاں پرانی نہیں تھیں۔ وہ تو میں نے تم سے بچانے کے لئے ہی وہاں چھپائی تھیں کہ میں انہیں کسی دن لے جا کر بنک میں اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا دوں گا۔ وہاں انہیں کیڑے کیسے لگ گئے اور وہ نوٹ خستہ حال کیسے ہو گئے''...... عمران نے کہا۔

''کیڑے لگے نہیں۔ لگ تو سکتے تھے نا اور اگر گڈیاں پرانی ہو جاتیں تو نوٹ خستہ حال ہو جاتے۔ میں نے تو آپ کو بڑے نقصان سے بچایا ہے''...... سلیمان نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ تو ہے۔ تم نے واقعی مجھے بڑے نقصان سے بچا لیا ہے اور واقعی میں جوتوں کے ڈبے میں گڈیاں رکھ کر بھول گیا تھا۔ تم نے اچھا کیا جو مجھے یاد دلا دیا۔ اب فلیٹ میں جا کر وہ گڈیاں مجھے دے دینا تاکہ میں انہیں بنک میں جمع کرا سکوں''۔ عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ یہ کام میں پہلے ہی کر چکا ہوں''۔ سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

''کون سا کام''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''نوٹ بنک اکاؤنٹ میں جمع کرانے کا''...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا پھر وہ یکلخت چونک پڑا۔

''لیکن تمہیں تو میرے اکاؤنٹ کا نمبر معلوم ہی نہیں ہے پھر تم نے کس بنک میں اور کس کے اکاؤنٹ میں رقم جمع کرائی ہے''۔ عمران نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ میں نے رقم آپ کے اکاؤنٹ میں جمع کرائی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ اگر تم نے رقم میرے اکاؤنٹ میں

نہیں تو پھر کس کے اکاؤنٹ میں جمع کرائی ہے“...... عمران نے اس کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”اپنے اکاؤنٹ میں“...... سلیمان نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

”اپنے اکاؤنٹ میں۔ میری رقم تم نے اپنے اکاؤنٹ میں کیوں جمع کرائی ہے۔ بولو“...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں نے آپ کی رقم نہیں۔ اپنی رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرائی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ میرے پانچ روپے والے ان دس نوٹوں کے ساتھ بڑے نوٹوں کی وہ گڈیاں بھی شامل تھیں جو مجھے جوتوں کے پرانے ڈبے سے ملی تھیں۔ ان گڈیوں پر کسی کا نام تو لکھا ہوا تھا نہیں جس سے مجھے پتہ چلتا کہ وہ آپ کی رکھی ہوئی گڈیاں ہیں اور ویسے بھی وہ میرے جوتوں کے ڈبے تھے جنہیں میں وہاں رکھ کر بھول گیا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے جوتوں کے ڈبے سے گڈیاں نکالیں اور پھر اپنے پانچ روپے والے دس نوٹوں کے ساتھ وہ ساری رقم بھی اپنے بنک اکاؤنٹ میں جمع کرا دی“...... سلیمان نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

”ارے باپ رے۔ پچاس لاکھ کی رقم تم نے اپنی بنانے کے لئے اس میں اپنے پچاس روپے شامل کر کے رقم بنک میں جمع کرا دی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ وہ رقم تو میں نے اپنی منگیتر کے لئے

ہیرے کی انگوٹھی خریدنے کے لئے سوپر فیاض سے اینٹھی تھی اور تم۔ تم وہ رقم بھی لے اُڑے“...... عمران نے رونی سی صورت بنا کر کہا۔

”چوروں کو ہمیشہ مور ہی پڑتے ہیں“...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چور کون ہے اور مور کسے کہہ رہے ہو تم“...... عمران نے پوچھا۔

”سوپر فیاض سے آپ نے رقم اینٹھی تھی۔ کسی کو دھوکہ دے کر رقم حاصل کرنے والا بھی چور ہی ہوتا ہے اور اگر کوئی دوسرا چور کی رقم اُڑا لے تو وہ مور کہلاتا ہے۔ اب آپ خود سمجھ لیں کہ چور خوبصورت ہوتا ہے یا مور“...... سلیمان نے ہاتھ سے اپنے بالوں کا سٹائل بناتے ہوئے کہا۔

”اس فلسفے کی گتھی سلجھانے کے لئے تو مجھے چائے کے کئی کپ پینے پڑیں گے تاکہ میرے دماغ کی الجھی ہوئی رگیں کھل جائیں اور میں اس گتھی کو سلجھا سکوں“...... عمران نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

”چائے کی آپ فکر نہ کریں۔ یتیم خانے میں جمع کرانے کے لئے میرے پاس تھوڑی سی رقم ہے وہ اب آپ کے کام آ جائے گی اور میں آپ کو ایک ہفتہ سکون سے چائے پلا سکوں گا“...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ دونوں اسی

طرح سے نوک جھونک کرتے ہوئے گھر کی جانب بڑھے جا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ گھر میں پہنچ گئے۔ عمران حسبِ معمول اپنے کمرے آ گیا اور میز پر پڑا ہوا اخبار دیکھنا شروع ہو گیا جبکہ سلیمان، عمران کے لئے چائے بنانے کے لئے کچن میں چلا گیا تھا۔ عمران اخبار پڑھ رہا تھا لیکن اس کی آنکھیں بھاری ہوتی جا رہی تھیں اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے بستر پر جا کر لیٹ جائے اور کچھ دیر کے لئے اور سو جائے تا کہ جب وہ دوبارہ اٹھے تو فریش ہو کر اٹھے۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اخبار کے الفاظ دھندلا سے رہے تھے۔ اس نے سر جھٹکتے ہوئے اخبار تہہ کر کے میز پر رکھا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے سلیمان چائے کا کپ لئے اندر آ گیا۔

''یہ لیں۔ آپ کے لئے گرما گرم چائے۔ یہ چائے پی کر آپ کی طبیعت ہری بھری ہو جائے گی''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرا چائے پینے کو دل نہیں چاہ رہا ہے۔ ایسا کرو کہ یہ چائے تم پی کر اپنی طبیعت ہری بھری کرو۔ میں کچھ دیر کے لئے سونا چاہتا ہوں۔ نجانے کیوں مجھے کسلمندی سی محسوس ہو رہی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ یہ پہلا موقع ہے جب چائے آپ کے سامنے ہے اور آپ اسے پینے سے انکار کر رہے ہیں''...... سلیمان نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے پہلا اور آخری موقع ہی سمجھو۔ ہر بار ایسا نہیں ہو گا کہ میں اپنے حصے کی چائے پینے کے لئے تمہیں دے دوں''...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ سلیمان کا جواب سنے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سامنے موجود بیڈ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

بیڈ کے قریب آتے ہی اس نے جوتے اتارے اور پھر وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ بیڈ پر لیٹتے ہی اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے گہری نیند سو گیا۔ اسے ابھی سوئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہا ہو۔

''اٹھیں۔ صاحب۔ اٹھیں۔ جلدی اٹھیں۔ دیکھیں باہر کیا ہو رہا ہے''...... سلیمان اسے جھنجھوڑتا ہوا بری طرح سے چیخ رہا تھا۔

''اوہو۔ کیا ہو گیا۔ کون سی قیامت آ گئی ہے جو تم مجھے اس طرح جھنجھوڑ رہے ہو''...... عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''قیامت ہی آ گئی ہے صاحب۔ اگر یہ قیامت نہیں ہے تو قیامت کے آثار ضرور ہیں۔ اٹھیں اور باہر چل کر دیکھیں''۔ سلیمان نے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی اور پریشانی کے تاثرات تھے۔

''باہر چل کر دیکھوں۔ کیا ہے باہر''...... عمران نے اٹھتے ہوئے

کہا۔ اس کے چہرے پر اب بھی غنودگی کے اثرات موجود تھے اور اس کی آنکھیں کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔

''آپ باہر چلیں اور پھر خود ہی دیکھ لیں کہ باہر کیا ہے۔ اٹھیں اور آئیں میرے ساتھ''...... سلیمان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے زبردستی بستر سے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا مصیبت ہے۔ رکو۔ میں خود ہی اٹھ جاتا ہوں''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا تو سلیمان نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ عمران نے ایک طویل انگڑائی لی اور پھر وہ بستر سے اتر کر نیچے آ گیا۔ اس نے بستر کے پاس پڑے ہوئے اپنے جوتے پہنے۔

''چلو۔ کیا دکھانا چاہتے ہو تم مجھے باہر لے جا کر''...... عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

''آئیں''...... سلیمان نے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر باہر آئے اور پھر سلیمان اسے ایک برآمدے سے گزارتا ہوا چھت پر جانے والی سیڑھیوں کی جانب لے آیا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم مجھے چھت پر لے جا رہے ہو''۔ عمران نے اسے سیڑھیوں کی جانب بڑھتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں وہ چیز آپ کو کھڑکی سے بھی دکھا سکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ چھت پر آئیں اور چھت سے دیکھیں''...... سلیمان نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وقت دیکھیں کیا وقت ہو رہا ہے''...... سلیمان نے کہا تو عمران کی نظریں برآمدے کی ایک دیوار پر لگے کلاک کی جانب اٹھ گئیں۔ کلاک دن کے بارہ بجا رہا تھا۔

''بارہ بج رہے ہیں۔ کیوں تمہیں وقت دیکھنا نہیں آتا کیا''۔ عمران نے پوچھا۔

''آتا ہے۔ کیوں نہیں آتا۔ میں جاہل تو ہوں نہیں کہ مجھے وقت دیکھنا بھی نہ آتا ہو''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''پھر مجھے وقت دیکھنے کے لئے کیوں کہا تھا''...... عمران نے بھی اسی کے انداز میں منہ بنا کر کہا۔

''آپ کے خیال میں یہ دن کے بارہ بجے ہیں یا رات کے''۔ سلیمان نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

''ظاہر ہے یہ دن کا وقت ہے تو دن کے ہی بارہ بجے ہوں گے۔ دن میں تو رات کے بارہ نہیں بج سکتے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''اب آئیں چھت پر''...... سلیمان نے کہا اور عمران کا ہاتھ پکڑے تیز تیز سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ عمران ایک لمحے کے لئے اسے دیکھتا رہا پھر برے برے منہ بناتا ہوا اس کے ساتھ ہو لیا۔

سلیمان نے چھت کا دروازہ کھولا اور چھت پر آ گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے چھت پر آ گیا۔ چھت پر آتے ہی عمران بری طرح سے چونک پڑا۔ اسے چھت پر ہر طرف اندھیرا سا چھایا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ یہاں اس قدر اندھیرا کیوں ہے“...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”آسمان کی طرف دیکھیں“...... سلیمان نے کہا تو عمران نے سر اٹھایا اور آسمان کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا اور پھر یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا کہ آسمان پر ہر طرف تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان پر سورج، چاند تو کیا ستارے بھی چمکتے ہوئے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آسمان پر گھٹا گھنگھور چھائی ہوئی ہو اور سورج اس میں چھپ گیا ہو۔

”لگتا ہے آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں۔ اس لئے سورج کی روشنی نہیں ہو رہی ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا آپ کو آسمان پر بادل دکھائی دے رہے ہیں“۔ سلیمان نے منہ بنا کر پوچھا۔ عمران نے غور سے آسمان کی طرف دیکھا لیکن اسے آسمان پر کسی بادل کے ہونے کا شائبہ تک دکھائی نہ دیا۔

”حیرت ہے۔ آسمان پر بادل تو دکھائی نہیں دے رہے۔ اگر آسمان پر بادل نہیں ہیں تو پھر یہ اندھیرا کیوں ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شکر ہے آپ کی آنکھ تو کھلی اور کھلی آنکھوں سے آپ نے اندھیرا تو دیکھا“...... سلیمان نے شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ عمران کے چہرے پر شدید حیرت لہرا رہی تھی۔

”لگتا ہے میں سارا دن سویا رہا ہوں اور اب جب رات ہوئی ہے تو تم نے مجھے جگایا ہے“...... عمران نے جیسے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔

”جی نہیں۔ یہ رات کا نہیں دن کا ہی وقت ہے۔ اور ابھی دن کے بارہ بجے ہیں لیکن صبح سے نہ تو روشنی ہوئی ہے اور نہ ہی سورج نکلا ہے“...... سلیمان نے کہا اور عمران حیرت بھری نظروں سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔

”دن کے بارہ بج رہے ہیں اور ابھی تک سورج ہی نہیں نکلا۔ کیوں کیا سورج کسی کے گھر دعوت پر گیا ہوا ہے یا شادی کی کسی تقریب میں“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”لگتا تو ایسا ہی ہے جیسے سورج میاں کسی کی دعوت یا شادی کی تقریب کو روشن کرنے وہاں پہنچ گئے ہیں اور سردار پور کا راستہ بھول گئے ہیں“...... سلیمان نے کہا۔

”سردار پور کا راستہ۔ کیا مطلب“...... عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ اندر چل کر ٹی وی آن کریں تو آپ کو خود ہی ساری صورتحال کا علم ہو جائے گا۔ پورے پاکیشیا میں سورج روشن ہے

لیکن سردار پور واحد علاقہ ہے جہاں سورج طلوع نہیں ہوا ہے۔ پورے سردار پور پر اسی طرح تاریکی کا راج ہے“...... سلیمان نے جواب دیا۔

”ایسا کیسے ممکن ہے۔ پورے پاکیشیا میں سورج روشن ہو اور سردار پور اس کی روشنی سے محروم رہ گیا ہو۔ یہ ناممکن ہے قطعی ناممکن“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آج یہ ناممکن، ممکن ہو گیا ہے صاحب۔ خود ہی دیکھ لیں۔ آسمان کے کسی حصے میں ایک ستارہ تک روشن نہیں ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے سردار پور کے آسمان پر کسی نے سیاہ چادر تان دی ہو جس سے نہ تو سورج کی روشنی سردار پور میں داخل ہو رہی ہے اور نہ ہی کوئی ستارہ چمکتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ پوری دنیا میں سردار پور میں ہونے والے اس حیرت انگیز ڈارک آؤٹ کو فوکس کیا جا رہا ہے۔ پوری دنیا حیران ہے کہ آخر پاکیشیا کے علاقے سردار پور میں ایسا کیا ہوا ہے کہ سورج کی روشنی سردار پور پہنچ ہی نہیں رہی ہے جبکہ سورج نظام شمسی کے تحت ٹھیک اپنی جگہ موجود ہے اور زمین بھی اپنے مدار میں اسی طرح سے گھوم رہی ہے جس طرح سے وہ ہزاروں لاکھوں سالوں سے گھومتی آئی ہے۔ دنیا بھر کے سائنس دان یہ جاننے کے لئے آپس میں سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں کہ سورج کی روشنی کے باوجود پاکیشیا کا ایک علاقہ یکلخت اندھیروں کی لپیٹ میں کیوں آ گیا ہے۔ آسمان صاف ہونے کے باوجود اس علاقے

میں روشنی نہیں ہے“...... سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تعجب ہے۔ نظام شمسی اور زمین کی گردش قوانین قدرت کے مطابق اٹل حقیقت ہے اس کے باوجود سردار پور میں سورج نمودار نہیں ہوا ہے۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو واقعی مجھے بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی نے سورج کے سامنے سیاہ رنگ کی بڑی سی چادر تان دی ہو جس سے روشنی کا گزر ہی نہ ہو رہا ہو اور اس سیاہ چادر کی تاریکی سردار پور پر مسلط ہو گئی ہو“...... عمران نے کہا۔

”سردار پور کی تاریکی کی وجہ سے پورے پاکیشیا میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ سب کیوں اور کیسے ہوا ہے۔ گاؤں کے لوگ تو اسے قرب قیامت کے آثار بتا رہے ہیں اور مجھے بھی یہ قیامت کے ہی آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ جس ملک میں سورج کی روشنی نہیں ہو گی اس ملک کا کیا حال ہو گا“...... سلیمان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ عمران چند لمحے ہونٹ بھینچے تاریک آسمان کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔ گھر میں مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عمران کے پوچھنے پر سلیمان نے بتایا کہ گھر کی عورتیں زنان خانے میں سردار پور پر اندھیرا مسلط ہونے کی وجہ سے قرآن پاک پڑھ رہی ہیں جبکہ بڑے قریبی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے قہر سے بچنے اور سردار پور سے اندھیرا ختم کرنے کے لئے نوافل ادا کرنے اور

خصوصی دعائیں مانگنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

"صبح سے سر سلطان اور طاہر صاحب بھی آپ کو کئی بار سیل فون پر کال کر چکے ہیں۔ طاہر صاحب کو تو میں نے سچ بتا دیا تھا کہ آپ لمبی تان کر سوئے ہوئے ہیں لیکن سر سلطان سے میں نے کہا تھا کہ آپ فلیٹ میں نہیں ہیں۔ مس جولیا اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی آپ کو بار بار فون کر رہے ہیں"۔ سلیمان نے عمران کے قریب آ کر آہستہ آواز میں کہا۔

"کیا مطلب۔ انہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں اس گاؤں میں ہوں اور وہ سب مجھے کیوں فون کر رہے ہیں۔ کیا ان کے خیال میں اس تاریکی کے پیچھے میرا ہاتھ ہے۔ میں نے سورج کو کہیں غائب کیا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نے طاہر صاحب کو فون کیا تھا تاکہ یہ جان سکوں کہ کہیں سردار پور کی طرح دارالحکومت پر بھی تو اندھیرا مسلط نہیں ہو گیا لیکن وہاں سب خیریت تھی۔ آپ سو رہے تھے اور آپ کا سیل فون مسلسل بج رہا تھا تو اس پر آنے والی کالیں میں ہی اٹنڈ کر رہا تھا اس لئے سب کو پتہ چل گیا ہے کہ آپ میرے ساتھ میرے آبائی گاؤں میں ہیں اور اس گاؤں پر نجانے کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ اس لئے وہ سب پریشان تھے"...... سلیمان نے کہا۔ عمران نے ایک طویل سانس لی اور پھر وہ سیل فون پر دانش منزل کے مخصوص نمبر پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران فرام ڈارک ویلیج سردار پور سپیکنگ"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں کب سے آپ سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سلیمان نے بتایا تھا کہ آپ سو رہے ہیں اور یہ ڈارک ویلیج سردار پور سے آپ کی کیا مراد ہے"۔ بلیک زیرو نے عمران کی آواز پہچان کر اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"ویلیج کا مطلب گاؤں ہوتا ہے اور جس گاؤں میں اندھیرا چھا گیا ہو اور وہ بھی گھپ اندھیرا تو اسے ڈارک ویلیج ہی کہا جا سکتا ہے اور چونکہ یہ اندھیرا صرف سلیمان کے آبائی گاؤں سردار پور پر ہی مسلط ہوا ہے اس لئے میں نے ڈارک ویلیج سردار پور کہا ہے۔ اس میں کون سی غلط بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ سردار پور اس وقت واقعی مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر ایسا کیونکر ہوا ہے۔ پاکیشیا کا ہر علاقہ سورج کی روشنی سے روشن ہو رہا ہے لیکن سردار پور، پاکیشیا کا وہ واحد علاقہ ہے جہاں آج سورج طلوع نہیں ہوا ہے اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ محکمہ موسمیات کے مطابق سردار پور اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں دور دور تک آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی موجود نہیں ہے کہ سورج گہرے بادلوں میں کہیں چھپ گیا ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا اس معاملے کے بارے میں تم نے اپنے طور پر معلوم کیا ہے کہ ایسا کیونکر ہوا ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں کس سے اس بارے میں معلوم کروں۔ پوری دنیا کا میڈیا اس ڈارکنس پر چیخ رہا ہے۔ دنیا بھر کے ماہر فلکیات اور سائنس دان اس بات سے حیران ہیں کہ آخر سورج کی روشنی پاکیشیا کے علاقے سردار پور سے ہی کیوں غائب ہوئی ہے۔ سردار پور کی فضاؤں میں ایسی کون سی چیز حائل ہوگئی ہے جو سورج کی روشنی کو سردار پور تک پہنچنے سے روک رہی ہے لیکن تا حال کسی کو بھی اس بات کا صحیح تدارک نہیں ہو سکا ہے۔ دنیا بھر کے ماہر فلکیات اور سائنس دانوں نے پاکیشیا سے رابطہ کیا ہے اور وہ اس معاملے کو سمجھنے کے لئے پاکیشیا آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں تاکہ یہاں آ کر وہ فضاؤں کا جائزہ لے کر اس بات کا پتہ چلا سکیں کہ سورج کی روشنی سردار پور میں کیوں نہیں پہنچ رہی ہے"...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پوری دنیا کا میڈیا پاکیشیا کے اس علاقے کے معاملے میں کافی گرم ہے"...... عمران نے کہا۔

"میڈیا ہی نہیں پوری دنیا میں پاکیشیا کے اس علاقے میں ہونے والے اندھیرے کی وجہ سے کہرام سا مچا ہوا ہے۔ سورج کی روشنی کے غائب ہونے کا مطلب جانتے ہیں آپ۔ انسانی زندگی کے لئے جس طرح ہوا اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس سے کہیں

زیادہ ضرورت روشنی کی ہوتی ہے۔ اگر چند روز اسی طرح وہاں سورج روشن نہ ہوا تو زمین پر اگنے والی ساری فصلیں روشنی اور حرارت نہ ملنے کی وجہ سے تباہ ہو جائیں گی۔ انسانی جسم کو بھی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر انسانی جسم کو روشنی اور حرارت نہ ملے تو خون کی گردش میں کمی واقع ہو جائے گی۔ رنگ زرد پڑ جائیں گے اور انسان اس قدر کمزور ہو جائے گا کہ ایک قدم بھی اٹھانا اس کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ اگر یہ سلسلہ طویل مدت تک کے لئے جاری رہا تو ہر طرف ایسی بھیانک تباہی آئے گی جس کے تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ روشنی اور حرارت زندگی کے لئے ایک اہم جزو ہے جس کے نہ ہونے سے ہر طرف موت کے اندھیرے مسلط ہو جاتے ہیں۔ تم یہ بتاؤ ہمارے ملک کے ماہر فلکیات اس بارے میں کیا کہتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میری ابھی کچھ دیر قبل سر سلطان سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے حکومتی سطح پر محکمہ موسمیات اور ماہر فلکیات سے بات کی تھی۔ ان کے کہنے کے مطابق آسمان صاف ہے اوز سورج اور زمین کے درمیان ایسی کوئی چیز حائل نہیں ہے جو روشنی کو روک سکتی ہو۔ اگر آسمان پر روشنی روکنے کے لئے کوئی چادر پھیلائی گئی ہے تو وہ کیسی چادر ہے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو رہا ہے۔ یہ کوئی ایسا عمل ہے جسے قدرتی عمل ہی کہا جا سکتا ہے جس کے بارے میں

ماہر فلکیات بھی کچھ نہیں بتا پا رہے ہیں۔ بہرحال وہ اپنی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں۔ سر سلطان نے بالخصوص شوگرانی محکمہ موسمیات کے ماہرین سے بھی بات کی ہے۔ انہوں نے ان سے استدعا کی ہے کہ وہ خلاء میں موجود اپنے سیٹلائٹس سے پتہ لگانے کی کوشش کریں کہ خاص طور پر پاکیشیا کے ایک علاقے سے ہی روشنی کیوں غائب ہوئی ہے۔ ابھی تک شوگرانی ماہرین کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں آئی ہے۔ شوگران کے ساتھ ساتھ ایکریمیا اور وہ ممالک جن کے سیٹلائٹ کثیر تعداد میں خلاء میں موجود ہیں وہ بھی اپنے طور پر اس حیرت انگیز اندھیرے کی وجہ ٹریس کرنے کے لئے کام کرنا شروع ہو گئے ہیں لیکن ان کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ سامنے نہیں آئی ہے۔ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں سردار پور میں چھانے والے اس اندھیرے نے خوف اور دہشت کی سی فضاء طاری کر دی ہے۔ پاکیشیائی تو یہی سمجھ رہے ہیں کہ سردار پور پر اندھیرے کی صورت میں قیامت برپا ہو گئی ہے۔ ہر شخص پریشان ہے۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے کہ وہ کیا کرے۔ پاکیشیا میں ویسے ہی بجلی کا بحران سنگین ہے۔ حکومتی سطح پر آج کے روز سردار پور میں لوڈ شیڈنگ نہ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن کب تک اگر خدانخواستہ کل بھی وہاں سورج نہ نکلا تو کیا ہو گا۔ رات اور دن ایک جیسے ہو جائیں گے۔ ان اذیت ناک اوقات میں سردار پور پر صرف اور صرف تاریکی کا راج ہو گا اور اگر اس اندھیرے کا سلسلہ پورے

پاکیشیا پر پھیل گیا تو کیا ہو گا''...... بلیک زیرو کہتا چلا گیا۔

''ہونہہ۔ تو ساری دنیا اس اندھیرے کو قدرتی آفت سمجھ رہی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اور یہ قدرتی آفت نہیں ہے تو اور کیا ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی اس سلسلے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے جلد سے جلد سر داور سے ملنا ہو گا۔ ان کے پاس لانگ رینج اور ہائی پاور کی دوربین ہے جس سے وہ خلاؤں میں بھی جھانک کر دیکھ سکتے ہیں۔ شاید وہی بتا سکیں کہ آخر پاکیشیا کے اس علاقے پر ہی کیوں اس قدر اندھیرا مسلط ہوا ہے اور اس اندھیرے کا اصل منبع کیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ سر داور سے ملنے جائیں گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ فون پر تو میں ان سے اتنی لمبی چوڑی بات نہیں کر سکتا۔ مجھے ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ یا پھر لیبارٹری ہی جانا پڑے گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو سے چند ضروری باتیں کرنے کے بعد سیل فون آف کر دیا۔ عمران کے چہرے پر شدید پریشانی اور حیرت کے تاثرات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا آپ یہاں سے جا رہے ہیں''...... سلیمان نے پوچھا جو

ایک طرف خاموش کھڑا غور سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

''ہاں۔ یہ معلوم کرنا بے حد ضروری ہے کہ آخر سردار پور کے آسمان پر ایسا کیا ہوا ہے جو یہاں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا پھیل گیا ہے۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ اس طرح ہر طرف اندھیرا چھا جانا مجھے بری طرح سے کھٹک رہا ہے اور یہ سب کیوں ہوا ہے اس کے بارے میں مجھے سر داور ہی شاید کچھ بتا سکیں گے۔ اس لئے میرا ان کے پاس جانا بے حد ضروری ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سیل فون کے ایک بار پھر نمبر پریس کرنا شروع ہو گیا۔

''یس ریڈ لیبارٹری''...... رابطہ ملتے ہی ریڈ لیبارٹری سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ میری سر داور سے بات کرائیں۔ اٹ از ایمرجنسی''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں ڈاکٹر واجد بول رہا ہوں۔ سرداور کا اسسٹنٹ۔ آپ ہولڈ رکھیں میں آپ کی ابھی سر داور سے بات کراتا ہوں''...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

''سر داور سپیکنگ''...... چند لمحوں کے بعد رسیور میں سر داور کی مخصوص اور انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم۔ عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''وعلیکم السلام۔ عمران بیٹا میں تمہارے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ کہاں ہو تم اس وقت''...... سر داور نے کہا تو عمران ان کی بات سن کر چونک پڑا۔

''کیوں خیریت جناب۔ آپ میرے بارے میں کیوں سوچ رہے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''اگر تم فارغ ہو تو جتنی جلد ممکن ہو سکے لیبارٹری چلے آؤ۔ مجھے تم سے انتہائی اہم بات کرنی ہے۔ اس بات کا تعلق اس اندھیرے سے ہے جسے پاکیشیا کے ایک علاقے سردار پور پر مسلط کیا گیا ہے......'' سر داور نے اسی طرح انتہائی سنجیدگی سے کہا تو عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

''مسلط کیا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا یہ......'' عمران نے بری طرح سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک سمجھ رہے ہو۔ لیکن اس سلسلے میں تم سے میں فون پر بات نہیں کر سکتا۔ تم فوراً لیبارٹری آ جاؤ۔ اللہ حافظ''۔ سر داور نے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے رابطہ ختم کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ سر داور۔ ہیلو''...... عمران نے کہا لیکن دوسری جانب سے رابطہ ختم کر دیا گیا تھا۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات گہرے ہو گئے تھے۔ سر داور نے اس سے مختصر سی بات کی تھی لیکن

اس مختصر بات میں انہوں نے جس انداز میں عمران سے کہا تھا کہ وہ اس سے اس اندھیرے کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں جو پاکیشیا کے علاقے سردار پور پر مسلط کیا گیا ہے تو عمران کے دماغ میں یکلخت تند و تیز آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ جب دوسری جانب سے اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے سیل فون کان سے ہٹایا اور غور سے اسے دیکھنے لگا جیسے وہ سیل فون میں یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ سرداور نے اس سے بات مکمل کئے بغیر رابطہ کیوں ختم کر دیا ہے۔ پھر اس نے سیل فون جیب میں رکھا اور اٹھ کر تیزی سے ملحقہ کمرے میں گھستا چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ کمرے سے باہر آیا تو اس کے جسم پر سلیقے کا لباس تھا۔ وہ ہلکے نیوی کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا جس میں وہ بے حد جاذب نظر دکھائی دے رہا تھا۔

”کیا میں آپ کے ساتھ چلوں“...... سلیمان نے پوچھا۔

”نہیں۔ ریڈ لیبارٹری میں اکیلا ہی جاؤں گا۔ تم رکنا چاہو تو یہیں رکو یا پھر واپس فلیٹ چلے جاؤ“...... عمران نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ اپنی ٹو سیٹر سپورٹس کار میں بیٹھا سرداور سے ملنے کے لئے ریڈ لیبارٹری کی جانب اُڑا چلا جا رہا تھا۔

یہ ایک ہال نما بہت بڑا کمرہ تھا جس کے وسط میں ایک جہازی سائز کی میز رکھی گئی تھی۔ میز کے گرد پانچ کرسیاں موجود تھیں جن میں سے چار کرسیوں پر چار افراد بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک کرسی خالی تھی۔

کرسیوں پر بیٹھے ہوئے افراد کا تعلق کافرستان اور روسیاہ کی اہم شخصیات سے تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کی نظریں بار بار کمرے کے دیوار گیر کلاک کی طرف اٹھ رہی تھیں جہاں دن کے دس بج رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر پریشانی اور بے چینی دکھائی دے رہی تھی اور وہ بار بار کمرے کے دروازے کی جانب دیکھ رہے تھے جیسے وہ کسی کی آمد کے شدت سے منتظر ہوں۔ وہ چاروں کافی دیر سے کمرے میں موجود تھے اور آنے والی شخصیت کا بے چینی سے انتظار کرتے ہوئے اب کوفت محسوس کر رہے تھے جسے ان کے خیال کے مطابق اب تک وہاں پہنچ جانا

چاہئے تھا۔

''ہونہہ۔ ہم پچھلے ایک گھنٹے سے انتظار کر رہے ہیں۔ آخر پرائم منسٹر صاحب کو ایسا کیا ضروری کام پڑ گیا ہے کہ وہ ابھی تک یہاں نہیں پہنچ سکے ہیں''...... ان میں سے ایک چوڑے سینے والے شخص نے انتہائی غصیلے اور پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اس شخص کا چہرہ بھی بے حد بڑا تھا اور اس کی تھوڑی کسی ہتھوڑے جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ یہ کرنل رالف تھا جس کا تعلق روسیاہ کی انتہائی طاقتور ایجنسی کے جی بی سے تھا۔ کرنل رالف کے جی بی کا سربراہ تھا، وہ خصوصی طور پر ایک اہم میٹنگ اٹنڈ کرنے کے لئے خفیہ طور پر روسیاہ سے کافرستان پہنچا تھا۔ اس کے دائیں طرف بیٹھا ہوا دوسرا شخص جو قدرے بوڑھا اور دبلا تھا اور بے حد سنجیدہ مزاج دکھائی دے رہا تھا روسیاہ کا سائنس دان سر ہارف تھا۔ سر ہارف کے گال اندر دھنسے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں بھی جیسے اندر کو دھنسی ہوئی تھیں البتہ اس کی پیشانی کافی چوڑی تھی جو اس کی ذہانت کی غماز تھی۔ وہ آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے پرسکون انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دوسرا بوڑھا شخص جو سر سے گنجا تھا اور انتہائی بردبار اور سر ہارف کی طرح سنجیدہ مزاج دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات تھے۔ یہ کافرستانی سائنس دان پروفیسر یشونت لال تھا جبکہ کرنل رالف کے سامنے ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا جو اس کی طرح بے حد جسیم اور طاقتور

جسم کا مالک تھا اس کا نام کرنل وشال تھا اس کا تعلق کافرستان کی ایک نئی اور طاقتور ایجنسی ریڈ ناٹ سے تھا۔

کرنل وشال بھی کرنل رالف کی طرح انتہائی بے چین اور قدرے پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی نظریں بھی بار بار اس دروازے کی طرف اٹھ رہی تھیں جہاں سے کافرستانی پرائم منسٹر نے آنا تھا۔ پرائم منسٹر چونکہ مقرہ وقت سے ایک گھنٹہ لیٹ ہو گئے تھے اس لئے دونوں کرنل بے حد بے چین اور پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ کسی ایسے کام میں الجھ گئے ہوں کہ انہیں یہاں آنے کا موقع ہی نہ مل رہا ہو۔ ہماری اس میٹنگ میں انہیں خفیہ طور پر آنا ہے اور خفیہ طور پر یہاں آنے کے لئے انہیں کافی وقت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے''...... پروفیسر یشونت لال نے کہا۔

''اگر انہیں یہاں آنے میں اتنی دیر لگ سکتی تھی تو پھر انہوں نے ہمیں مقررہ وقت پر یہاں آنے کی تاکید کیوں کی تھی''۔ کرنل رالف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہمارے لئے وقت کی پابندی ضروری تھی کرنل رالف۔ پرائم منسٹر ایک عوامی نمائندے ہیں۔ انہیں عوام اور خاص طور پر عالمی میڈیا سے بچنے کے بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے پڑتے ہیں۔ اس وقت جو صورتحال ہے اس کے پیش نظر ان کا یہاں خفیہ طور پر آنا میڈیا اور غیر ملکی ایجنٹوں کو مشکوک کر سکتا ہے اس لئے اگر انہیں

آنے میں ایک دو گھنٹے کی تاخیر ہو جائے گی تو اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہاں آنے کے لئے انہیں انتہائی احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ اگر کسی کو اس بات کا علم ہو گیا کہ ہم خصوصی طور پر یہاں کیوں موجود ہیں تو اس بات سے پوری دنیا چونک سکتی ہے جو ہمارے لئے کسی طور پر سود مند نہیں ہو گا''۔ کافرستانی ایجنسی ریڈ ناٹ کے چیف کرنل وشال نے انتہائی بردباری سے کرنل رالف کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن مجھ سے انتظار کی کوفت کسی طور بھی برداشت نہیں ہوتی ہے۔ کافرستانی پرائم منسٹر کو چاہئے تھا کہ وہ مقررہ وقت پر یہاں ہوتے۔ میں ایک گھنٹے سے زیادہ انتظار کر چکا ہوں اب مجھ میں ان کا انتظار کرنے کی اور سکت نہیں ہے۔ اگر اگلے دس منٹ تک وہ نہ آئے تو میں یہاں سے اٹھ کر چلا جاؤں گا''۔ کرنل رالف نے منہ بناتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ آپ ایسا نہیں کریں گے۔ یہ کوئی عام میٹنگ نہیں ہے۔ اس میٹنگ کے ایجنڈے سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ ہمارے لئے جناب پرائم منسٹر آف کافرستان سے ملنا بے حد ضروری ہے کرنل رالف۔ ہم نے پاکیشیا کے خلاف جو قدم اٹھایا ہے اسے برقرار رکھنے کے لئے اور خود کو پاکیشیا سمیت پوری دنیا سے چھپا کر رکھنے کے لئے ہمیں پرائم منسٹر کی ہدایات اور ان کی بریفنگ کی

ازحد ضرورت ہے۔ ان کے لائحہ عمل کے تحت ہی ہم اپنا کام جاری رکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم نے اس سلسلے میں معمولی سی بھی کوتاہی کا ثبوت دیا تو ہمارے لئے مشکلات کا سیلاب امنڈ پڑے گا۔ پوری دنیا ہماری طرف متوجہ ہو جائے گی اور ہمارے اس اقدام پر نہ صرف ہم پر کڑی تنقید کی جائے گی بلکہ ہمارے لئے پوری دنیا کو جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے میری آپ سے التجا ہے کہ آپ براہ کرم پرائم منسٹر کی آمد تک خود کو کنٹرول میں رکھیں اور ان کا انتظار کریں۔ میں بھی آپ کی طرح ان کے دیر سے آنے کی وجہ سے پریشان ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ پرائم منسٹر کا یہاں آنا کس قدر مشکل ہو سکتا ہے۔ لیکن بہرحال جو بھی ہو وہ یہاں آئیں گے ضرور''...... سر ہارف نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر انہیں آنے میں دو چار گھنٹے لگ گئے تو''...... کرنل رالف نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ ہم ان کا انتظار کریں گے۔ چاہے انہیں آنے میں دس گھنٹے ہی کیوں نہ لگ جائیں''...... سر ہارف نے سخت لہجے میں کہا تو ان کی بات سن کر کرنل رالف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جیسے وہ سر ہارف کے سامنے بولنے کی ہمت نہ رکھتا ہو۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے اچانک بند دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ بلب جل اٹھا۔ ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈ کی دیواروں میں دھنستا

چلا گیا اور دروازے سے کافرستانی پرائم منسٹر داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔

کافرستانی پرائم منسٹر کے چہرے پر ایک عجیب سی کامیابی کی چمک دکھائی دے رہی تھی جیسے، وہ بہت بڑا معرکہ مار کر آ رہے ہو۔ انہیں کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ سب ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''تشریف رکھیں''...... پرائم منسٹر نے اپنی کرسی کے قریب آ کر کہا تو وہ سب دوبارہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پرائم منسٹر بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

''سب سے پہلے میں آپ حضرات سے اپنے دیر سے آنے کی معذرت چاہتا ہوں۔ میرے دیر سے آنے کی وجہ آپ جانتے ہی ہوں گے۔ اس وقت ہم جس ٹاسک پر کام کر رہے ہیں اس کے لئے ہم جس قدر احتیاط کریں گے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا۔ پوری دنیا کی نظریں اس وقت ہم پر جمی ہوئی ہیں اور میڈیا کے ساتھ ساتھ غیر ملکی ایجنٹوں کی نظریں خاص طور پر مجھ پر اور پریذیڈنٹ صاحب پر مبذول ہیں تاکہ وہ ہماری ایکٹویٹیز پر نظر رکھ سکیں۔ اس لئے نہ صرف مجھے بلکہ کافرستانی پریذیڈنٹ صاحب کو بھی انتہائی محتاط انداز میں کام کرنا پڑ رہا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے دنیا کو اس بات کا علم ہو جائے کہ پاکیشیا کے ایک علاقے کو ڈارک آؤٹ کرنے میں ہمارا

کوئی ہاتھ ہے۔ اگر اس بات کا کسی کو علم ہو گیا کہ پاکیشیا کے علاقے کو ہم نے ڈارک آؤٹ کیا ہے تو پھر ساری دنیا کی انگلیاں ہماری طرف اٹھ جائیں گی۔ مسلم اُمہ ہمیں کسی طور پر جینے نہیں دے گی۔ پاکیشیا کے حلیف ممالک بھی ان کے ساتھ مل جائیں گے اور ہم پوری دنیا میں رسوا اور بدنام ہو کر رہ جائیں گے اور پھر ہماری اور روسیاہ کی مشترکہ ایجاد ڈارک پاور بھی دنیا کی نظروں میں آ جائے گی جسے حاصل کرنے کے لئے دنیا بھر کے ایجنٹ کافرستان میں متحرک ہو جائیں گے۔ اس لئے ہم جس قدر احتیاط سے کام لیں گے ہمارے لئے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ امید ہے آپ میری باتوں کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے''...... پرائم منسٹر نے سلسلہ کلام کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہم آپ کے باتوں سے مکمل طور پر ہم اتفاق کرتے ہیں۔ ہم آپ کی اور جناب پریذیڈنٹ صاحب کی تشویش سے آگاہ ہیں۔ ہمیں آپ کے دیر سے آنے پر کسی قباحت کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت آپ اور مسٹر پریذیڈنٹ کن حالات سے دوچار ہیں اور آپ کو اور مسٹر پریذیڈنٹ کو پاکیشیا کے علاقے میں ڈارک آؤٹ کرنے پر کن مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور پاکیشیا کے علاقے میں ڈارک آؤٹ کی وجہ سے دنیا بھر اور خاص طور پر پاکیشیا کی شک بھری نظریں آپ پر ہی مرکوز ہوں گی اور ممکن ہے کہ اس وقت آپ اور مسٹر پریذیڈنٹ

کی ایکٹوٹیز پر نظریں بھی رکھی جا رہی ہوں جن میں غیر ملکی ایجنٹ کے ساتھ ساتھ پاکیشیائی ایجنٹ بھی شامل ہو سکتے ہیں“...... سر ہارف نے کہا۔

”آپ کے اس خلوص کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں سر ہارف۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ کافرستان اور روسیاہ نے اس بار انتہائی خفیہ طور پر پاکیشیا کے خلاف جو قدم اٹھایا ہے وہ انتہائی کامیاب رہا ہے۔ اس اقدام کی وجہ سے پاکیشیا کا ایک علاقہ مکمل طور پر اندھیروں میں ڈوب گیا ہے۔ پوری دنیا کی نظریں اس وقت پاکیشیا کے اس علاقے پر جمی ہوئی ہیں اور دنیا بھر کے ماہرین اس بات کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پاکیشیا کے ایک مخصوص علاقہ میں ہی کیوں ڈارک آؤٹ ہوا ہے اور خلاء اور فضا میں ایسی کون سی رکاوٹ کھڑی ہو گئی ہے جس سے پاکیشیا کے اس حصے میں سورج کی روشنی نہیں پہنچ رہی ہے۔ یہ آپ کا اور کافرستانی سائنس دان پروفیسر یشونت لال کی مشترکہ ایجاد کا نتیجہ ہے کہ دنیا بھر کے ماہرین لاکھ سر پٹخنے کے باوجود اس بات کا پتہ نہیں لگا سکے ہیں اور نہ کبھی پتہ لگا سکیں گے کہ پاکیشیا کے اس علاقے کو ڈارک آؤٹ کرنے میں کافرستان اور روسیاہ کا ہاتھ ہے۔ پاکیشیا کے اس علاقے پر اندھیرا مسلط کر کے ہم نے پاکیشیا کا حال ہی نہیں بلکہ فیوچر بھی مکمل طور پر ڈارک کر دیا ہے۔ جس طرح سے آپ دونوں عظیم سائنس دانوں نے مل کر پاکیشیا کے اس علاقے سے سورج کی

روشنی چھینی ہے۔ اسی طرح آپ دونوں مل کر پاکیشیا کے اس علاقے کے ساتھ ساتھ پورے پاکیشیا سے ہی سورج کی روشنی ختم کر دیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو پاکیشیا میں سوائے تاریکی کے اور کچھ باقی نہ رہے۔ پاکیشیا کے لوگ سورج کی روشنی دیکھنے کے لئے ترس جائیں گے اور جب انہیں سورج کی روشنی اور توانائی نہیں ملے گی تو پاکیشیا میں بھیانک تباہی اور بربادی پھیل جائے گی۔ سورج کی توانائی نہ ملنے کی وجہ سے نہ صرف پاکیشیائی افراد اپنی جسمانی طاقتوں سے محروم ہو جائیں گے بلکہ انہیں غذائی قحط کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کی فصلیں تباہ ہو جائیں گی۔ ان کا آبی نظام بھی سورج کی روشنی نہ ملنے کی وجہ سے تباہ ہو جائے گا۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں“۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

”یس سر۔ میں نے اور سر ہارف نے پاور مشین میں کچھ ایسی تبدیلیاں کرنی شروع کر دی ہیں کہ اس مشین سے نکلنے والی گیس پاکیشیا کے ہر حصے پر پھیل جائے تاکہ پورا پاکیشیا سورج کی روشنی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائے۔ ہمارا یہ کام پورا ہونے ہی والا ہے۔ پاکیشیا پر ہم جلد ہی بلیک آؤٹ کا دوسرا بڑا بم گرا دیں گے جس سے پاکیشیا پر تاریک براعظم سے بھی زیادہ تاریکی پھیل جائے گی۔ پاکیشیائیوں پر مسلط ہونے والا یہ ڈارک آؤٹ حقیقی طور پر ان کے لئے موت کا ایسا طوفان ثابت ہو گا جو سارے پاکیشیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر ختم کر دے گا اور دنیا کے نقشے سے پاکیشیا کا

وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا''۔ کافرستانی سائنس دان پروفیسر یشونت لال نے بڑے جوش بھرے لہجے میں کہا۔ یہ سب کہتے ہوئے اس کے چہرے پر سفاکی اور شیطانیت کے بھیانک سائے منڈلانہ شروع ہو گئے تھے۔

''گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ اس بار پاکیشیا کو مٹانے کے لئے ہمیں کسی جنگ کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی اور نہ ہی ہمیں پاکیشیا کو مٹانے کے لئے ایٹمی اسلحے کا استعمال کرنا پڑے گا بلکہ پاکیشیا اندھیرے کا شکار ہوکر ہمیشہ کے لئے اندھیروں میں ہی گم ہو جائے گا۔ ویل ڈن سر ہارف۔ ویل ڈن پروفیسر یشونت لال۔ کافرستان کا برسوں پرانا خواب جو پاکیشیا کو دنیا کے نقشے سے مٹا دینے کے لئے دیکھا جاتا رہا ہے اسے آپ دونوں کی کاوشوں نے شرمندہ تعبیر کر دیا ہے۔ پاکیشیا سمیت پوری دنیا کو اس بات کا کبھی علم نہیں ہو سکے گا کہ پاکیشیا کو ڈارک آؤٹ کرنے میں کافرستان اور روسیاہ کا ہاتھ ہے۔ آپ دونوں ہمارا عظیم سرمایہ ہیں۔ اسی لئے ہم نے آپ دونوں اور آپ کے ڈراک پراجیکٹ کی حفاظت کے لئے دو بڑی ایجنسیوں کے چیفس کو بھی یہاں بلایا ہے۔ یہ کے جی بی کے چیف کرنل رالف ہیں جنہیں سر ہارف اور پروفیسر یشونت لال اور ان کے پراجیکٹ کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور یہ کافرستانی ایجنسی ریڈ ناٹ کے سربراہ کرنل وشال ہیں جو کافرستان میں رہ کر غیر ملکی ایجنٹوں کو سنبھالیں گے اور انہیں کسی بھی صورت میں ساندر

بن کے جنگلات میں داخل نہیں ہونے دیں گے جہاں آپ کا ڈارک پراجیکٹ ورکنگ میں ہے۔ میری روسیاہی صدر اور پرائم منسٹر سے بھی اس سلسلے میں تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ روسیاہی صدر اور پرائم منسٹر نے آپ دونوں کے مشترکہ پراجیکٹ کی حفاظت کی تمام ذمہ داری ہمارے سپرد کر دی ہے اور ہمیں یہ اختیار بھی دے دیا ہے کہ ہم کے جی بی سے جو بھی کام لینا چاہیں لے سکتے ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ میں کے جی بی کا سربراہ کرنل رالف اپنی خدمات آپ کے سپرد کرنے کے لئے ہی یہاں آیا ہوں۔ مجھے ہدایات دی گئی ہیں کہ پروفیسر یشونت لال اور سر ہارف اور ان کے ڈارک پراجیکٹ کے لئے آپ ہمیں جو بھی ذمہ داریاں دیں گے ہم انہیں ہرصورت پورا کریں گے''...... کرنل رالف نے کہا۔

''تھینک یو کرنل رالف۔ مجھے آپ کی ایجنسی پر مکمل اعتماد ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ ساندر بن کے جنگلات میں موجود ڈارک پروجیکٹ کی حفاظت کی تمام ذمہ داری لے لیں۔ ساندر بن کے جنگلات میں آپ کی مرضی کے بغیر ایک معمولی چڑیا کا بچہ بھی داخل نہیں ہونا چاہئے۔ کافرستان میں داخل ہونے والے غیر ملکی ایجنٹوں کو روکنے کی تمام تر ذمہ داریاں میں ریڈ ناٹ کو سونپتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ کرنل وشال اس سلسلے میں اپنی تمام تر ذمہ داری پوری کریں گے اور کسی بھی غیر ملکی ایجنٹ کو کافرستان سے

سانڈر بن کے جنگلات کی طرف نہیں جانے دیں گے''...... پرائم منسٹر نے پہلے کرنل رالف اور پھر کرنل وشال سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں کافرستان میں دشمنوں کے لئے ہر طرف موت کا جال پھیلا دوں گا۔ پاکیشیا تو کیا دنیا کا بڑے سے بڑا ایجنٹ بھی کافرستان میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اگر کوئی ایجنٹ کافرستان پہنچ گیا تو وہ میری نظروں سے نہیں بچ سکے گا اور میں اس ایجنٹ کے لئے کافرستان کی زمین اس قدر تنگ کر دوں گا کہ وہ سانڈر بن کے جنگلات کی طرف جانے کے لئے جو بھی قدم اٹھائے گا اس کے راستے میں ہر طرف موت ہی موت ہو گی۔ وہ میرے بچھائے ہوئے موت کے جال سے بچ کر کسی بھی صورت میں سانڈر بن کے جنگلات میں داخل نہیں ہو سکے گا''...... کرنل وشال نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کرنل وشال۔ ہمارا یہ پراجیکٹ بے حد اہم ہے اور اس کی حفاظت کے لئے میں آپ دونوں کو فری ہینڈ دے رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ دونوں نہ صرف سر ہارف، پروفیسر یشونت لال اور ان کے ڈارک پراجیکٹ کی حفاظت کریں گے بلکہ کافرستان اور روسیاہ پر بھی یہ الزام نہیں آنے دیں گے کہ پاکیشیا پر ڈارک آؤٹ کے پیچھے کافرستان اور روسیاہ کا ہاتھ ہے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ ہم اس پراجیکٹ کی نہ صرف

حفاظت کریں گے بلکہ دونوں ممالک پر کوئی حرف بھی نہیں آنے دیں گے اور یہ پراجیکٹ کبھی اوپن نہیں ہو سکے گا''...... کرنل رالف اور کرنل وشال نے ایک ساتھ کہا۔

''اوکے۔ اب کرنل رالف کی ذمہ داری ہے کہ یہ دونوں سائنس دانوں کو اپنی حفاظت میں سانڈر بن کے جنگلات لے جائیں تاکہ یہ ڈارک آؤٹ کے اگلے مرحلے کے لئے کام کر سکیں اور کرنل وشال آپ آج سے بلکہ ابھی سے ایسے انتظامات کرنا شروع کر دیں کہ غیر ملکی ایجنٹ کافرستان داخل ہونے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں اور آپ کو یہ سب انتظامات انتہائی خفیہ طور پر کرنے ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے انتظامات دیکھ کر ہی پاکیشیا اور غیر ملکی ایجنٹوں کو اس قسم کا شک ہونا شروع ہو جائے کہ اس قدر حفاظتی انتظامات کے پیچھے کافرستان کا کیا مقصد ہے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں ایسے فول پروف انداز میں انتظامات کروں گا جس کے بارے میں کسی کو معمولی سا بھی شک نہیں ہو گا کہ کافرستان میں یہ خصوصی حفاظتی انتظامات کیوں کئے گئے ہیں''...... کرنل وشال نے جواب دیتے ہوئے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اور کرنل رالف۔ مجھے آپ سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ سانڈر بن کے جنگلات کی کیسے حفاظت کریں گے البتہ میں

آپ سے یہ ضرور کہوں گا کہ اپنے انتظامات میں اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھیئے گا کہ ساندر بن کے جنگلات کے حفاظتی انتظامات کو سپائی سیٹلائٹس سے بھی چیک نہ کیا جا سکے“...... پرائم منسٹر نے کے جی بی کے سربراہ کرنل رالف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔ میں ساندر بن کے جنگلات پر گرین لائٹ پھیلا دوں گا جس کی موجودگی میں کوئی سپائی سیٹلائٹ ساندر بن کے جنگلات کو چیک نہیں کر سکے گا اور نہ ہی ہمیں کسی جاسوس طیارے کی مدد سے وہاں چیک کیا جا سکے گا۔ میں روسیاہ سے اس سلسلے میں خصوصی انتظامات کر کے ہی یہاں آیا ہوں“...... کرنل رالف نے کہا۔

”گڈ شو۔ اس سلسلے میں آپ کو ہماری مکمل سپورٹ حاصل ہو گی۔ کسی بھی مرحلے پر آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ ہم سے مانگ سکتے ہیں“...... پرائم منسٹر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

”یس سر“...... کرنل رالف اور کرنل وشال نے ایک ساتھ کہا۔

”اب اس معاملے میں آپ مجھ سے مزید ڈسکس کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں“...... پرائم منسٹر نے کہا۔

”نو سر۔ اب ہم اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم جلد سے جلد پاکیشیا کو تاریک براعظم کی طرح انتہائی ڈارک کر دینا چاہتے ہیں تاکہ پاکیشیا کا نام اٹلس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کیا جا سکے“۔ پروفیسر یشونت لال نے کہا اور اس کی تقلید میں سر ہارف نے بھی

اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اوکے۔ تو اب آپ یہ میٹنگ ختم کرنا چاہتے ہیں“...... پرائم منسٹر نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”اگر آپ کی اجازت ہو تو اور اگر اس سلسلے میں آپ ہمیں مزید بریف کرنا چاہیں تو ہم حاضر ہیں“......کرنل وشال نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے اور کوئی بریفنگ نہیں دینی“...... پرائم منسٹر نے کہا۔

”تو پھر ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم اپنا کام شروع سکیں“۔ کرنل رالف نے کہا تو پرائم منسٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی وہ سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

عمران ریڈ لیبارٹری میں داخل ہوا اور وہ لیبارٹری کے اس حصے کی جانب بڑھتا چلا گیا جہاں سر داور کا ریسرچ روم تھا۔ عمران دروازہ کھول کر ریسرچ روم میں داخل ہوا تو اسے سر داور ایک کھڑکی کے پاس کھڑے دکھائی دیئے۔ کھڑکی کے پاس ان کی ایجاد کردہ دوربین نصب تھی جو عام دوربینوں سے کہیں بڑی تھی۔ سر داور دوربین سے آنکھ لگائے آسمان کی وسعتوں میں دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

''السلام علیکم یا تلاش گانِ سیارچان و کہکشاں''...... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنے مخصوص انداز میں کہا تو اس کی آواز سن کر سر داور بری طرح سے اچھل پڑے۔ وہ تیزی سے مڑے اور پھر عمران پر نظر پڑتے ہی ان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اوہ۔ عمران بیٹا تم۔ وعلیکم السلام۔ آؤ آؤ۔ میں تمہاری ہی راہ

دیکھ رہا تھا''...... سر داور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میری راہ۔ کیا مطلب۔ کیا آپ سمجھ رہے تھے کہ میں کہیں خلاؤں میں گم ہوں اور خلائی راستوں سے یہاں آؤں گا''...... عمران نے کہا تو سر داور بے اختیار ہنس پڑے۔

''نہیں۔ میں تمہیں خلاؤں میں نہیں ڈھونڈ رہا تھا۔ میرے کہنے کا مطلب تھا کہ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... سر داور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ آپ کو خورد بین سے آنکھ لگائے دیکھ کر میں ڈر ہی گیا تھا کہ آپ میری راہ خلاؤں میں تک رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ خورد بین نہیں دور بین ہے''...... سر داور نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ خورد اور دور کے ساتھ بین تو لگتا ہے نا اور بین تو ویسے بھی سپیروں کے پاس ہوتی ہے جسے بجا کر وہ جنگلوں، میدانوں اور بیابانوں میں سانپ تلاش کرتے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے دور بین اور خورد بین ایجاد کرنے والے نے ہی بین بھی ایجاد کی ہو کہ دور بین سے دور دراز کی دنیا میں جھانک کر نئی سے نئی دنیا تلاش کرو۔ خورد بین سے جرثوموں کی دنیا کی کھوج کرو اور بین بجا کر زمین میں چھپے ہوئے سانپوں کو تلاش کرو''۔ عمران نے کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ میں اس وقت بے حد سنجیدہ ہوں''۔

سرداور نے اسے بے پر کی اُڑاتے دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''معاف کیجئے گا جناب۔ مجھے تو آپ کے چہرے پر سنجیدہ نام کی کوئی چیز لٹکتی۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے ٹپکتی دکھائی نہیں دے رہی ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''عمران معاملہ انتہائی گھمبیر ہے۔ تم سنو گے تو تمہارے ہوش اُڑ جائیں گے''...... سرداور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب آپ کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات دکھائی دیئے ہیں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''میری بات دھیان سے سنو۔ سردار پور کا علاقہ قدرتی طور پر ڈارک آؤٹ نہیں ہوا ہے''...... سرداور نے کہا اور عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ اگر سردار پور قدرتی طور پر ڈارک آؤٹ نہیں ہوا تو پھر یہ اندھیرا اور وہ بھی ایسا اندھیرا کہ دن بھی رات میں تبدیل ہو جائے۔ ایسا کیسے ممکن ہے''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ سائنس کا جدید ترین دور ہے عمران بیٹے اور اس دور میں ناممکن کو بھی ممکن کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس دور کے انسان چاند اور مریخ تک پہنچ سکتے ہیں اور خلاؤں کی وسعتوں میں جھانک سکتے ہیں تو پھر کسی ملک کے کسی بھی حصے کو سائنسی طریقے سے ڈارک آؤٹ کرنا بھلا کیسے ناممکن ہو سکتا ہے''...... سرداور نے کہا اور دائیں

طرف پڑی ہوئی میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر آ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے عمران کو اشارہ کیا تو عمران بھی ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کیا سردار پور پر مسلط کی جانے والی اس تاریکی میں انسانی ہاتھ ہے''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ انسانی ہاتھوں کا ہی کام ہے''...... سرداور نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو عمران کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے سرداور کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

''کیا تم نے ایلمک سائنگر کا نام سنا ہے''...... سرداور نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ایلمک سائنگر۔ آپ کا مطلب ہے بلیک پائرس گیس جسے اگر چند مخصوص گیسز سے ملا دیا جائے تو ہر طرف کاربن جیسا سیاہ دھواں سا پھیل جاتا ہے اور مختلف گیسوں کی آمیزش سے یہ گیس اس قدر بھاری ہو جاتی ہے کہ دھواں اوپر اٹھنے کی بجائے فضا میں ہی معلق ہو جاتا ہے اور اس دھوئیں میں روشنی داخل ہی نہیں ہو سکتی اور یہ گیس عام طور پر کاربن اور چند دوسری گیسوں کو ملا کر حاصل کی جاتی ہے جو انسانی صحت کے لئے کسی بھی طور پر سود مند نہیں ہوتی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی گیس کی بات کر رہا ہوں اور تمہیں اس بات کا

بھی علم ہو گا کہ خلاء کے ایک حصے میں اوزون نامی گیس بھی پھیلی ہوئی ہے جو مختلف گیسوں کا ایسا مجموعہ ہے جس میں ہائیڈروجن، نائیٹروجن اور ایسی بہت سی گیسیں شامل ہیں جو خلاء میں ایک چادر کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ اور یہ چادر سورج کی روشنی کی حدت کو جذب کر کے مخصوص حد تک روشنی اور اس کی تپش زمین پر آنے دیتی ہے۔ اگر یہ گیس خلاء میں موجود نہ ہو تو سورج کی تیز روشنی زمین پر آنے سے نہ صرف جاندار اندھا ہو جائے گا بلکہ زمین پر اس قدر شدید گرمی پھیل جائے گی کہ ہر چیز موم کی طرح پگھلنا شروع ہو جائے''...... سر داور نے کہا۔

''جی ہاں۔ اوزون کے بارے میں تو میں پہلے سے جانتا ہوں لیکن آپ نے اب جو بات بتائی ہے یہ اس دور کے سائنس دانوں کی حالیہ دریافت ہے کہ اوزون گیس کی پرت نہ ہونے سے زمین پر سورج کی تیز حرارت کی وجہ سے درجہ حرارت سو سے زیادہ سینٹی گریڈ تک پہنچ سکتا ہے جو کسی بھی جاندار کی ہلاکت کے لئے کافی ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب یہ سوچو کہ اوزون جو مختلف گیسوں کا مجموعہ ہے اگر اس میں ایلمک سائگر گیس کے ساتھ مخصوص حصے میں کاربن پھیلا دیا جائے تو کیا ہو گا''...... سر داور نے پوچھا۔

''تو آسمان پر پھیلی ہوئی اوزون گیس کی تہہ سیاہ ہو جائے گی اور پھر......'' عمران کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت

انتہائی حیرت اور انتہائی پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے اور اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

''اوہ۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اوزون کی سطح پر ایلمک سائگر گیس کے ساتھ کاربن پھیلایا گیا ہے جس کی وجہ سے زمین پر، میرا مطلب ہے پاکیشیا کے علاقے سردار پور میں سورج کی روشنی داخل نہیں ہو رہی ہے''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ واقعی ایسا ہی کیا گیا ہے۔ چونکہ ایلمک سائگر گیس قدرتی طور پر پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا خلاء میں کوئی وجود پایا گیا ہے اس لئے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس گیس کے ساتھ کاربن ملا کر اسے بڑے پیمانے پر کسی خاص ذریعے سے خلاء میں پہنچایا گیا ہے اور پھر اس کاربن کو اوزون کی سطح پر پھیلا دیا گیا ہے۔ وہ بھی اس انداز میں کہ ایلمک سائگر گیس اوزون کی سطح پر اس حد تک پھیلے جس سے صرف پاکیشیا کے ایک مخصوص علاقے تک سورج کی روشنی نہ پہنچ سکے اور یہ کام ظاہر ہے کوئی سائنس دان ہی کر سکتا ہے''۔ سر داور نے کہا اور عمران کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ وہ سر داور کی طرف اس طرح دیکھنے لگا جیسے وہ ان کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

''لیکن ایسا کیسے ممکن ہے سر داور۔ ایلمک گیس سے بننے والا سیاہ دھواں اور کاربن کثیف تو ہوتا ہے لیکن یہ زیادہ سے زیادہ ایک سے دو گھنٹوں تک غبار کی شکل میں پھیلا رہتا ہے۔ دو گھنٹوں کے

بعد یہ دھواں راکھ کی طرح زمین پر بکھرنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کی ساری طاقت مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ اگر کسی سائنس دان نے ایسا کیا بھی ہے تو وہ یہ کام خلاء میں جا کر ہی کر سکتا ہے اور خلاء سے ہی اوزون گیس کے ساتھ ایلمک سائگر گیس اور کاربن ملا سکتا ہے اور وہ بھی اتنے بڑے پیمانے پر کہ پاکیشیا کے ایک مخصوص علاقے کو سورج کی روشنی سے محروم رکھا جا سکے اس کے لئے تو انہیں خلاء میں بہت بڑا اسپیس اسٹیشن بنانا پڑتا اور وہ اسپیس اسٹیشن اوزون گیس کی سطح سے زیادہ دور بھی نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ اوزون گیس میں ایلمک سائگر گیس شامل کرنے کے لئے انہیں اسپیس اسٹیشن سے مسلسل گیس فائر کرنی پڑے گی۔ اگر ایسا ہوتا تو ایسا اسپیس اسٹیشن دنیا کی نظروں سے بھلا کیسے چھپا رہ سکتا تھا جبکہ اس وقت عالم یہ ہے کہ پاکیشیا کے علاقے سردار پور کی تاریکی دیکھ کر پوری دنیا انتہائی حیران اور پریشان ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''سائنس تمہاری سوچ سے زیادہ ترقی کر چکی ہے عمران بیٹا۔ تم نے اب شاید عالمی سائنسی رسالے پڑھنے چھوڑ دیئے ہیں۔ آج سے ایک سال قبل ایک سائنسی رسالے میں روسیاہ کے ایک مسلمان سائنس دان سر شہاب کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس نے ایک ایسی ریز ایجاد کی تھی جو ایلمک سائگر گیس کا وزن بھی اٹھا سکتی ہے اور اس ریز کے ذریعے ایلمک گیس کو خلاء میں بھی پہنچا جاسکتا ہے

جسے بعد میں کاربن کی شکل دی جا سکتی ہے۔ اس سائنس دان کا مقصد مثبت تھا وہ اوزون گیس میں پیدا ہونے والے خلاء کو پُر کرنے کے ساتھ ساتھ اوزون گیس میں اس حد تک ایلمک گیس شامل کرنا چاہتا تھا کہ شدید گرمیوں کی دنوں میں گرمی کی شدت کو کم کیا جا سکے۔ سر شہاب نے جو ریز گن تیار کی تھی اس کا لینز چھوٹا تھا جس کی مدد سے وہ خلاء میں بے حد کم مقدار میں ایلمک سائگر گیس اور کاربن پھیلا سکتا تھا۔ اس کے لئے وہ مسلسل کام کر رہا تھا تاکہ وہ ایک ایسی پاور مشین ایجاد کر سکے جس سے مسلسل اور بڑے پیمانے پر ریز کے ذریعے اوزون میں ایلمک سائگر گیس پھیلا سکے اور ضرورت پڑنے پر ایشیا کے شدید گرم علاقوں کو ٹھنڈا رکھ سکے۔ اسے خلاء میں اوزون میں بننے والے اس سوراخ کی فکر تھی جو دن بدن بڑھتا جا رہا تھا جس سے پاکیشیا اور دیگر ایشیائی ممالک میں سورج کی تیز روشنی اور حدت داخل ہو رہی تھی۔ سر شہاب چونکہ مسلمان تھا اس لئے اسے اپنی تحقیقات سے پتہ چل گیا تھا کہ اگر جلد سے جلد اوزون میں بننے والے خلاء کو پُر نہ کیا گیا تو ایشیا میں سب سے پہلے پاکیشیا کے آسمان پر موجود اوزون کی چادر میں اس قدر بڑا ہول بن جائے گا جس سے پاکیشیا دنیا کے گرم ترین خطوں میں شمار ہونے لگے گا اور پاکیشیا میں اس قدر قہر کی گرمی پڑے گی جس سے پاکیشیائی بلبلا اٹھیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ تیز روشنی کی وجہ سے انسان اپنی آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور حدت کے بڑھ

جانے سے انسان کو سانس لینا مشکل ہو جائے۔ اگر سر شہاب کے اسی فارمولے کو الٹ کر دیا جائے اور معمول کی مقدار کی بجائے خلاء میں ریز فائر کرنے والی پاور مشین سے ایلمک سانگر گیس کی مقدار بڑھا دی جائے تو اسے نہ صرف بڑے پیمانے تک پھیلایا جا سکتا ہے بلکہ اس گیس کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی ملک پر اندھیرے مسلط کئے جا سکتے ہیں''...... سر داور نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا یہ کام سر شہاب نے ہی کیا ہے۔ کیا وہ ایسی پاور مشین ایجاد کر چکا ہے جس سے وہ زمین سے ڈائریکٹ خلاء میں ریز کے ذریعے ایلمک سانگر گیس فائر کر سکے اور کسی بھی ملک کو اندھیروں میں ڈبویا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام سر شہاب کا تو نہیں ہو سکتا ہے۔ میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ انسان دوست اور مذہبی انسان ہیں۔ وہ انسان کی بقاء کا تو سوچ سکتے ہیں ان کی تباہی اور بربادی کا سوچنا ان کے لئے ممکن نہیں ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کی ایجاد کسی غیر مسلم یا پاکیشیا دشمن کے ہاتھ لگ گئی ہو اور اس نے اس ایجاد کو مثبت طور پر استعمال کرنے کی بجائے منفی طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا ہو''۔ سر داور نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ممکن ہے۔ سر شہاب ویسے بھی روسیاہ میں ہیں اور روسیاہ میں مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے۔ یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''میں نے اپنے طور پر سر شہاب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میرا ان سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ ورنہ میں تمہیں کنفرم کر دیتا کہ یہ کام سر شہاب کا نہیں ہے''...... سر داور نے کہا۔

''کیا آپ کے پاس ان کا کوئی رابطہ نمبر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ جاتے ہوئے مجھ سے لے جانا''...... سر داور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ کے خیال میں اگر یہ اندھیرا ایلمک سانگر گیس سے پیدا کردہ ہے تو اس کے لئے کتنی بڑی پاور مشین بنائی گئی ہو گی اور اگر ایسی کوئی پاور مشین موجود ہے تو اسے کہاں رکھا گیا ہو گا۔ اس کے علاوہ آپ نے بتایا ہے کہ پاور مشین کے لینز سے ریز کی مدد سے ایلمک سانگر گیس خلاء میں پہنچائی جا رہی ہے تو کیا کسی طرح سے انسانی آنکھ یا پھر کسی سائنسی آلے سے اس ریز کو چیک نہیں کیا جا سکتا ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ ریز کس جگہ سے فائر کی جا رہی ہے''۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد مسلسل سوال کرتے ہوئے کہا۔

''جس طرح سے سردار پور کو اندھیروں میں ڈبویا گیا ہے اس کے لئے پاور مشین کسی بھی طرح ایک ہزار میٹر سے چھوٹی نہیں ہو گی۔ اس پاور مشین کے ساتھ توپ جیسی بڑی نال لگی ہو گی جس میں لینز لگے ہوئے ہوں گے۔ اس نال کی لمبائی کسی بھی طرح

پچاس میٹر سے کم نہیں ہو گی۔ اس نال کو آسمان کی طرف اٹھا کر پاور مشین سے مسلسل ریز فائر کی جا رہی ہو گی تاکہ خلاء میں ایلمک سائگر گیس، اوزون گیس کے ساتھ مل کر مسلسل کاربن بناتا رہے اور سردار پور میں ہونے والا اندھیرا کسی طور پر ختم نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ انہیں چونکہ مسلسل ایلمک گیس کی ضرورت پڑتی ہو گی اس لئے وہ مخصوص دھاتوں کو پگھلا کر اس کا دھواں بناتے ہوں گے وہ دھواں ریز میں شامل ہو کر اوپر اٹھتا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے اینٹیں بنانے والے بھٹے جیسا اڈا بنایا ہو گا جہاں سے وہ ریز کی مدد سے ایلمک گیس فائر کر رہے ہیں اس کے لئے انہیں ایک بڑی چمنی کی ضرورت پڑے گی۔ اس چمنی سے نکلنے والا دھواں ہی ایلمک سائگر گیس ہو گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ جس چمنی سے دھواں خارج ہو رہا ہو اسی چمنی کے اندر ہی انہوں نے لینز والی بھاری اور لمبی نال فکس کر رکھی ہو۔ نال کے لینزوں سے نکلنے والی ریز کو پاور مشین سے کنٹرول کر کے اس کی رینج کو اس حد تک پھیلایا اور سکیڑا جا سکتا ہے کہ اسے کسی ملک یا کسی ملک کے کسی ایک شہر تک محدود رکھ کر وہاں پر تاریکی مسلط کی جا سکے۔ اگر یہ سب میری سوچ کے مطابق ہی ہے تو پھر وہ دن دور نہیں کہ سرداور پور پر اندھیرا مسلط کرنے والے پاکیشیا کے آسمان پر ہر طرف اوزون میں کاربن بکھیر دیں اور پورے پاکیشیا کو ہی اندھیرے میں ڈبو دیں۔ تمہاری دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ ایلمک گیس بنانے کے لئے

جہاں مخصوص دھاتوں کی ضرورت ہو گی وہاں اسے جلانے کے لئے ایک خاص لکڑی کی بھی ضرورت ہوتی ہے جسے کرامکا کہا جاتا ہے۔ کرامکا کی لکڑی سے جلنے والی آگ ایک تو بے حد تیز ہوتی ہے اور دوسرا یہ آگ جلد بجھتی بھی نہیں۔ اس لکڑی سے بننے والا کوئلہ کئی روز تک سلگتا رہتا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ انہوں نے جہاں پاور مشین رکھی ہو گی وہاں کرامکا لکڑی کا بڑا ذخیرہ بھی ہو گا اور یہ ذخیرہ کسی جنگل میں ہی ہو سکتا ہے۔ رہی تیسری بات تو تم شاید بھول رہے ہو اب ایسی ریزز ایجاد ہو چکی ہیں جنہیں انسانی آنکھ اور کسی بھی سائنسی آلے سے چیک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کام کے لئے انہوں نے ایسی ریزز ہی استعمال کی ہوں جنہیں نہ انسانی آنکھ دیکھ سکے اور نہ کوئی سائنسی آلہ چیک کر سکے“...... سر داور نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”ہونہہ۔ تو ہمارے پاس ایک ہی کلیو رہ جاتا ہے کہ سردار پور پر اندھیرے مسلط کرنے والی پاور مشین کسی جنگل میں کام کر رہی ہے جہاں کرامکا درخت کثیر تعداد میں موجود ہیں“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ سر شہاب نے یہ ایجاد روسیاہ میں کی تھی اس لئے ممکن ہے کہ روسیاہ نے یا پھر کافرستان نے ان کی ایجاد حاصل کر لی ہو اور وہ ابتدائی طور پر پاور مشین بنا کر اسے پاکیشیا کے ایک مخصوص علاقے پر ٹیسٹ کر رہے ہوں“...... سرداور نے کہا۔

''اگر آپ کی بات تسلیم کر لی جائے تو پھر روسیاہ اور کافرستان میں ایسے جنگلات چیک کیے جا سکتے ہیں جہاں کرامکا درختوں کی بہتات ہو''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''یہ معلوم کرنا تمہارا کام ہے۔ مجھے جو معلوم تھا وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ سردار پور پر ہونے والا اندھیرا پورے پاکیشیا کے خلاف انتہائی مذموم سازش ہے۔ اگر چند روز تک یہ اندھیرا اسی طرح سے مسلط رہا تو سردار پور میں بسنے والے جانداروں کا کیا حشر ہو گا مجھے یہ کم از کم تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ پاکیشیا کے خلاف ایسی سازش کرنے والوں کے خلاف تم ایکشن لو اور انہیں کیفر کردار تک پہنچاؤ تاکہ آئندہ وہ پاکیشیا کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی جرأت نہ کر سکیں اور یہ تمہیں کیسے کرنا ہے یہ مجھ سے بہتر تم سمجھ سکتے ہو''...... سر داور نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ ایک بار مجھے اس بات کا علم ہو جائے کہ پاکیشیا کے خلاف اس قدر بھیانک اور ہولناک سازش کس نے کی ہے تو میں اس دشمن ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا چاہے وہ کافرستان ہو یا پھر روسیاہ''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی ہونا چاہئے''...... سر داور نے سخت لہجے میں کہا۔ عمران کچھ دیر بیٹھ کر سر داور سے اس موضوع پر ڈسکس کرتا رہا پھر وہ سر

داور کو سلام کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ لیبارٹری سے نکلا اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ اپنی ٹو سیٹر سپورٹس کار میں دانش منزل کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ٹھوس چٹانوں کی سی سختی دکھائی دے رہی تھی اور اس کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑا ہوا تھا جو ظاہر ہے اس دشمن ملک کے لئے تھا جو مسلم امہ اور خاص طور پر پاکیشیا کو مٹا دینے کے درپے تھا۔

ریڈ ناٹ کا چیف کرنل وشال اپنے آفس میں بیٹھا ضروری فائلیں دیکھ رہا تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

کرنل وشال نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس کرنل وشال فرام ریڈ ناٹ ہیڈ کوارٹر''...... کرنل وشال نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''وکرم بول رہا ہوں جناب''...... دوسری جانب سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کون وکرم اور کہاں سے بول رہے ہو''...... کرنل وشال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق گروپ فائیو سے ہے جناب اور میں ریڈ ناٹ کے سرچ سیکشن سے ہوں۔ میں اس وقت نیلگام کے علاقے وسنت نگر

میں ہوں جو کافرستان کے ویسٹ زون کی سرحدی پٹی کے قریب ہے''...... وکرم نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... کرنل وشال نے کہا۔

''جناب میرے پاس آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے''۔ وکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسی اطلاع ہے''...... کرنل وشال نے پوچھا۔

''وسنت نگر میں ایک سردار ہے جناب جو خود کو اس پورے علاقے کا بے تاج بادشاہ سمجھتا ہے۔ پورا قصبہ اس سے ڈرتا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے''...... وکرم نے کہا۔

''مجھے یہ سب کیوں بتا رہے ہو۔ میرا قصبے کے اس سردار سے کیا تعلق ہے''...... کرنل وشال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ چار پاکیشیائی ایجنٹ کافرستان میں داخل ہو چکے ہیں اور وہ اس وقت وسنت نگر کے بھوپال داس کی حویلی میں موجود ہیں''...... وکرم نے کہا اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا سن کر کرنل وشال بے اختیار اچھل پڑا۔

''چار پاکیشیائی ایجنٹ کافرستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون ہیں وہ چاروں اور وہ بھوپال داس کی حویلی میں کیا کر رہے ہیں۔ کیسے پہنچے ہیں وہ وہاں پر''۔ کرنل وشال نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”جناب۔ میں آپ کو یہی سب بتانا چاہتا ہوں۔ بھوپال داس سرحد کے اس پار سے سمگلنگ کرتا ہے۔ وہ منشیات کے ساتھ ساتھ اسلحہ اور دیگر سامان کے ساتھ انسانوں کو بھی ادھر سے ادھر کرتا رہتا ہے۔ بھوپال داس کی رہائش گاہ ایک بڑی حویلی نما ہے جہاں میں بھوپال داس کے ملازم کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔ کل رات میں نے بھوپال داس کو اچانک رات کے وقت حویلی سے باہر جاتے دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے چند ساتھی بھی تھے۔ جب میں نے انہیں باہر جاتے دیکھا تو میں بھی بھاگ کر باہر آیا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ بھوپال داس اپنے ساتھیوں کے ساتھ بارڈر کی طرف جا رہا تھا۔ بارڈر پر پہنچ کر اس نے جیپیں رکوا دیں اور پھر وہ سرحدی چیک پوسٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ واپس آیا تو وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ چار افراد تھے جن میں سے ایک انتہائی بوڑھا اور ضعیف شخص تھا جو بے حد ڈرا اور سہا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس شخص کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے وہ دماغی طور پر صحت مند نہ ہو۔ اس کے ساتھ جو تین افراد تھے وہ بھی دیہاتی ٹائپ کے دکھائی دے رہے تھے اور ان کا انداز بھی ایسا تھا جیسے وہ بے حد ڈرے اور سہمے ہوئے ہوں اور غلطی سے بارڈر کے پار بفر زون میں چلے گئے ہوں جنہیں پاکیشیائی رینجرز نے واپس دھکیل دیا ہو اور کافرستانی رینجرز نے پکڑ لیا ہو اور وہ بھوپال داس کے ساتھی ہوں اس لئے بھوپال داس کو فوری طور پر وہاں بلا کر ان چاروں کو

اس کے سپرد کر دیا گیا ہو۔ بھوپال داس ان کو لے کر آیا اور انہیں اپنے ساتھ اپنی جیپ میں بٹھا لیا۔ جیسے ہی وہ چاروں جیپ میں سوار ہوئے بھوپال داس نے سب کو واپس چلنے کے لئے کہہ دیا اور پھر بھوپال داس ان چاروں کو لے کر واپس حویلی میں آ گیا۔ مجھے بے حد حیرت ہو رہی تھی کہ آخر یہ چاروں کون ہیں اور سردار انہیں سرحدی چیک پوسٹ سے کیوں لایا ہے۔ اگر ان چاروں کا تعلق بھوپال داس سے تھا تو وہ سرحدی پٹی کی طرف کیا لینے کے لئے گئے تھے۔ میں نے ان چاروں پر نظر رکھنے کے لئے بھوپال داس کی نگرانی شروع کر دی۔ میرے پاس چند سائنسی آلات تھے۔ میں نے جب ان آلات سے کام لیا اور موقع ملنے پر میں نے باری باری ان چاروں کی تصویریں اتار لیں۔ مجھے وہ چاروں مشکوک محسوس ہوئے تو میں نے ان فوٹو گرافس کو کمپیوٹر میموری میں سیٹ کیا اور انہیں اسکین کیا تو مجھے ان کے چہروں پر میک کا کاشن تو نہیں ملا لیکن ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا کمپیوٹر میں جو ڈیٹا فیڈ کر رکھا ہے اس ڈیٹا کے مطابق ان چاروں کے قد کاٹھ پاکیشیائی ایجنٹوں سے ملتے جلتے ہیں میں نے ان کا مزید ڈیٹا چیک کیا تو مجھے ان چاروں کے ہاتھوں کی انگلیوں اور خاص طور پر کانوں کی لوؤں سے اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ چاروں عام افراد نہیں ہیں۔ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور وہ کوئی خاص میک اپ کر کے بھوپال داس کے ذریعے دوسری طرف سے بارڈر کراس

کر کے یہاں پہنچے ہیں“...... وکرم نے کرنل وشال کو مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ صرف قد کاٹھ چیک کر لینے سے تو یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ ان چاروں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہے۔ تم نے ان کی تصویریں کسی ایسے کیمرے سے لینی تھیں جن سے میک کے پیچھے چھپے ہوئے ان کے اصلی چہرے سامنے آ جاتے۔ تاکہ پتہ چل جاتا کہ وہ میک اپ میں ہیں یا نہیں“...... کرنل وشال نے کہا۔

”میں نے ایم ون ڈی کیمرہ استعمال کیا تھا جناب جو میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے اصلی چہرے کو سامنے لا سکتا ہے“...... وکرم نے کہا۔

”ہونہہ۔ کیا اس کیمرے سے تمہیں ان کے میک زدہ چہرے دکھائی دیئے تھے“...... کرنل وشال نے پوچھا۔

”نو سر۔ میک اپ کے تو مجھے کوئی آثار دکھائی نہیں دیئے تھے لیکن ان کے قد کاٹھ......“ وکرم نے کہنا چاہا۔

”یو شٹ اپ نانسنس۔ تم نے خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کیا ہے۔ جب ایم ون ڈی کیمرے سے ان کے چہروں پر میک اپ ثابت نہیں ہوئے تو تم انہیں پاکیشیائی ایجنٹ بنانے پر کیوں تلے ہوئے ہو اور پھر تم یہ بھی کہہ رہے ہو کہ کمپیوٹر ڈیٹا میں ان کے قد کاٹھ پاکیشیائی ایجنٹوں سے ملتے جلتے ہیں۔ تمہیں یہ بھی کنفرم نہیں

ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں یا نہیں پھر تمہیں مجھے یہ سب بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ بولو۔ کیوں فون کر کے میرا وقت برباد کیا ہے۔ جواب دو۔ نانسنس“...... کرنل وشال نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”وہ وہ۔ جناب وہ“...... کرنل وشال کا غصیلا لہجہ سن کر وکرم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا وہ وہ کر رہے ہو نانسنس۔ تمہارے پاس سائنسی آلات ہیں تو ان آلات سے ان کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال کرو۔ اگر وہ مشکوک ہیں تو انہیں وہیں ہلاک کر دو۔ میں نے تمہارے گروپ سمیت تمام گروپس کو یہی ہدایات دے رکھی ہیں کہ تمہیں جس پر شک ہو اسے گولی مار دو اس کے بعد اس کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ نانسنس“...... کرنل وشال نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ میں ایک بار پھر انہیں چیک کرتا ہوں اگر چیک کرنے پر میرا شک برقرار رہا تو میں انہیں ہلاک کر دوں گا چاہے اس کے لئے مجھے بھوپال داس کی حویلی کو بھی اُڑانا پڑے گا تو میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا“۔ وکرم نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو کرنل وشال نے غراتے ہوئے بڑے غصیلے انداز میں رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”ہونہہ۔ نجانے میری ایجنسی میں کون کون نانسنس شامل ہو گیا

ہے جسے ڈھنگ کا کوئی کام ہی نہیں آتا۔ نانسنس‘‘...... کرنل وشال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے غصے سے فون سیٹ کی جانب دیکھا جیسے اس کا دل چاہ رہا ہو کہ وہ فون کو اٹھا کر دیوار پر مار دے۔

’’اب کون نانسنس ہے‘‘...... کرنل وشال نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’کرنل رالف سپیکنگ‘‘...... رسیور سے روسیاہ کے کرنل رالف کی آواز سنائی دی جو کے جی بی کا سربراہ تھا۔

’’اوہ۔ کرنل رالف تم۔ میں سمجھا وہی نانسنس بول رہا ہے‘‘۔ کرنل وشال نے چونک کر کہا۔

’’کون ہے وہ جس کی بات پر تم اتنا بھڑک رہے تھے‘‘۔ کرنل رالف نے پوچھا۔

’’میں اپنے گروپ کے ایک انچارج پر غصہ کر رہا تھا۔ انتہائی نانسنس ہے وہ۔ بلا وجہ فون کر کے میرا وقت ضائع کر رہا تھا۔ نانسنس‘‘...... کرنل وشال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’کیا کہہ رہا تھا وہ‘‘...... کرنل رالف نے پوچھا۔

’’چھوڑو۔ تم بتاؤ تم نے کیسے فون کیا ہے۔ اور کیا تم نے ساندر بن کے جنگلات کا چارج سنبھال لیا ہے‘‘...... کرنل وشال نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ میں نے ساندر بن جنگلات کا کنٹرول مکمل طور پر اپنے

ہاتھ میں لے لیا ہے اور میں نے یہاں فول پروف سیکورٹی قائم کر دی ہے۔ اب میری اجازت کے بغیر اس جنگل کے اندر تو کیا جنگل کے اوپر سے بھی کوئی پرندہ تک اڑ کر نہیں گزر سکے گا‘‘...... کرنل رالف نے کہا۔

’’گڈ شو۔ تب تو پروفیسر یشونت لال اور سر ہارف نے بھی پاور مشین کو اپ گریڈ کرنے کا کام شروع کر دیا ہوگا‘‘...... کرنل وشال نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ پاور مشین کو اپ گریڈ کرنے میں انہیں کچھ وقت لگے گا۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔ اسی لئے میں نے تمہیں کال کی ہے‘‘...... کرنل رالف نے کہا۔

’’ہاں۔ ہاں کہو۔ کیا کام ہے‘‘...... کرنل وشال نے کہا۔

’’کام تھوڑا مشکل ہے۔ اگر کر سکو گے تو بتاؤں گا‘‘...... کرنل رالف نے کہا۔

’’جو بھی کام ہو بے فکر ہو کر بتاؤ۔ کافرستان میں کرنل وشال کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے‘‘...... کرنل وشال نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ ساندر بن جنگلات کے شمال میں سمندر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم پرائم منسٹر سے اجازت لے کر مجھے بتاؤ کہ کیا میں سمندر کے اس حصے کی طرف روسیاہی کوسٹ گارڈز تعینات کر دوں تاکہ سمندر کے اس حصے سے بھی کسی غیر ملکی ایجنٹ کو ساندر بن کے

جنگلات میں داخل ہونے کا کوئی موقع نہیں مل سکے۔ سمندری حدود میں چونکہ حکومت کی اجازت کے بغیر میں روسیاہی کوسٹ گارڈز تعینات نہیں کر سکتا اس لئے میں اس کام کے لئے تمہیں کہہ رہا ہوں۔ اگر پرائم منسٹر مان جائیں تو میں فوری طور پر وہاں چند آبدوزیں لا کر کھڑی کر دوں گا جو سمندر کے اندر اور باہر کی مکمل حفاظت کریں گی اگر پرائم منسٹر نے اس کی اجازت نہ دی تو تم ان سے کہنا کہ پھر وہ اپنے طور پر ایسا انتظام کریں کہ سمندری حدود سے کوئی شپ، موٹر بوٹ یا لانچ اس طرف نہ آئے۔ اس طرف آنے والی تمام شپس، موٹر بوٹس اور لانچوں کو ہم اُڑا دیں گے۔ اس کے لئے چاہے ہمیں ہارڈ میزائل ہی کیوں نہ استعمال کرنے پڑیں۔ یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں تاکہ اس طرف آنے والے کسی سمندری جہاز، موٹر بوٹ یا پھر لانچ کو جب ہم تباہ کریں تو اس کا بعد میں ہمیں موردِ الزام نہ ٹھہرایا جا سکے کہ ان کا تعلق تو کافرستان سے تھا۔ ہمارا مقصد ساندر بن کے جنگلات اور ان جنگلات میں موجود پاور مشین اور اس مشین پر کام کرنے والے سائنس دانوں کی حفاظت ہے''...... کرنل رالف نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں جناب پرائم منسٹر سے بات کرتا ہوں۔ تمہیں روسیاہ سے آبدوزیں منگوانے کی کوئی ضرورت نہیں ہیں۔ پرائم منسٹر صاحب اگر اجازت دے دیں تو ہم وہاں اپنی دو آبدوزیں پہنچا دیں گے جو ساندر بن کے جنگلات کے ساحلی علاقوں

کی حفاظت کے لئے کافی ہوں گی اس کے علاوہ ہم وہاں چند گن شپ موٹر بوٹس اور لانچیں بھی بھجوا دیں گے جو اس علاقے کا مکمل کنٹرول سنبھال لیں گی''...... کرنل وشال نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جو بھی کرنا ہے جلد کریں۔ ہم نے ساندر بن کے جنگلات کا تو تحفظ کر لیا ہے۔ صرف سمندری ساحلی علاقہ ایسا ہے جس کے ہر حصے پر ہم نظر نہیں رکھ سکتے کیونکہ سمندر کا بہت بڑا حصہ ساندر بن کے جنگلات کو چھوتا ہے جہاں سے کسی بھی غیر ملکی ایجنٹ کو جنگلوں میں داخل ہونے کا راستہ مل سکتا ہے''۔ کرنل رالف نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی پرائم منسٹر صاحب سے بات کر کے وہاں کی حفاظت کا بندوبست کراتا ہوں''...... کرنل وشال نے کہا۔

''اوکے۔ تھینکس''...... کرنل رالف نے کہا۔

''کسی اور چیز کی ضرورت ہے تو وہ بھی بتا دیں''...... کرنل وشال نے اخلاقاً کہا۔

''نہیں۔ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی ضرورت کی ہر چیز ہم روسیاہ سے یہاں منگوا چکے ہیں''...... کرنل رالف نے جواب دیا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... کرنل وشال نے کہا۔

''یو ٹو''...... کرنل رالف نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ کرنل وشال نے رسیور کریڈل پر رکھا اور چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس

نے جیب سے سیل فون نکالا اور پرائم منسٹر کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ پرائم منسٹر سے بات کر کے اس نے انہیں کرنل رالف کی کال کے بارے میں بتایا اور اس سلسلے میں پرائم منسٹر سے ہدایات لینے لگا۔ ابھی اس نے پرائم منسٹر سے بات کر کے سیل فون آف کیا ہی تھا کہ ایک بار پھر میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس۔ کرنل وشال فرام ریڈ ناٹ ہیڈ کوارٹر''...... کرنل وشال نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''وکرم بول رہا ہوں جناب''...... دوسری جانب سے وکرم کی جوش بھری آواز سنائی دی اور وکرم کا نام سن کر کرنل وشال کے چہرے پر ناگواریت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''اب کیوں کال کی ہے نانسنس''...... کرنل وشال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ کنفرم ہو گیا ہے۔ وہ چار افراد عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں''...... دوسری طرف سے وکرم نے کہا اور عمران کا نام سن کر کرنل وشال بری طرح سے اچھل پڑا۔

''عمران اور اس کے ساتھی''...... کرنل وشال نے کہا۔

''یس چیف۔ میں آپ سے بات کرنے کے بعد سیدھا بھوپال داس کی کمرے میں گیا تھا۔ کمرے میں وہ چاروں بھی موجود تھے جنہیں بھوپال داس سرحدی چیک پوسٹ سے لایا تھا۔ وہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ مجھے اندر آتے دیکھ کر وہ خاموش ہو

گئے۔ بھوپال داس نے مجھے سختی سے ڈانٹ کر کمرے سے نکال دیا لیکن میں نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے وہاں ایک وائس بگ گرا دیا تھا۔ باہر آتے ہی میں اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا اور پھر میں نے وائس بگ کے رسیور میں وہاں گرائے ہوئے بگ کی مدد سے بھوپال داس اور وہاں موجود چاروں افراد کی باتیں سننا شروع کر دیں۔ پہلے تو وہ عجیب سی زبان میں باتیں کر رہے تھے لیکن پھر انہوں نے مقامی زبان میں باتیں کرنا شروع کر دی تھیں۔ ان کی باتیں سن کر اور خاص طور پر جب انہوں نے ایک دوسرے کے نام لئے تو مجھے پتہ چل گیا کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور ان کے ہمراہ علی عمران بھی موجود ہے جو اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ کافرستان کسی اہم مشن پر آیا ہے اور اس کے مشن میں بھوپال داس اس کی بھرپور مدد کر رہا ہے''۔ وکرم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر تم نے کیا کیا ہے نانسنس۔ جب تمہیں اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ بھوپال داس غدار ہے اور اس کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو پھر تم نے ان کے خلاف کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا''...... کرنل وشال نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کو بتایا تھا جناب کہ وسنت نگر میں بھوپال داس کا ہولڈ ہے۔ میں یہاں اکیلا ہوں۔ اپنے ساتھ فورس لانا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ بہرحال جب میں کنفرم ہوا کہ حویلی میں

پاکیشیائی ایجنٹ ہی موجود ہیں تو میں نے اپنے طور پر ان سب کو حویلی سمیت ختم کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ میں نے خفیہ طور پر حویلی کے مختلف حصوں میں ڈبل پاور جی ایم بم نصب کر دیئے تھے جو ریموٹ کنٹرولڈ تھے۔ بم نصب کرتے ہی میں حویلی سے نکل آیا اور پھر میں نے مناسب فاصلے پر جا کر ریموٹ کنٹرول سے ان بموں کو بلاسٹ کر دیا۔ ڈبل پاور جی ایم بموں نے بھوپال داس کی حویلی کو تنکوں کی طرح ہوا میں اُڑا کر رکھ دیا ہے۔ اس حویلی کے ساتھ بھوپال داس اس کے ملازم اور پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں جناب۔ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچا ہے۔ میں نے آپ کو اب یہ سب بتانے کے لئے ہی فون کیا ہے"۔ وکرم نے کہا اور کرنل وشال بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کو حویلی سمیت اُڑا دیا ہے"...... کرنل وشال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میرے پاس انہیں حویلی سمیت بموں سے اُڑانے کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اگر میں ان پر ڈائریکٹ حملہ کرتا تو میرے لئے حویلی سے بچ کر نکلنا ناممکن ہو جاتا اسی لئے میں نے حویلی میں ریموٹ کنٹرولڈ ڈبل پاور جی ایم بم رکھ دیئے تھے تاکہ انہیں حویلی کے کسی حصے سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ مل سکے"...... وکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن وکرم۔ ویل ڈن۔ آج تم نے مجھے بہت بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ اگر علی عمران واقعی ہلاک ہو گیا ہے تو یہ میری زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری ہے۔ اتنی بڑی خوشخبری جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے اور یہ خوشخبری چونکہ تم نے مجھے دی ہے اس لئے تم میری طرف سے انعام کے حقدار ہو۔ میں نہ صرف تمہیں اس کارنامے کے لئے ذاتی طور پر انعام دوں گا بلکہ حکومت کی سطح پر بھی تمہیں بڑے سے بڑا انعام دلاؤں گا"...... کرنل وشال نے کہا۔

"اوہ۔ تھینک یو چیف۔ تھینک یو ویری مچ۔ آپ کے تعریفی الفاظ بھی میرے لئے کسی انعام سے کم نہیں ہیں"...... وکرم نے مسرت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ علی عمران جیسے ایجنٹ کو ہلاک کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی وکرم۔ علی عمران کو ہلاک کرنے کی حسرت دل میں لے کر دنیا کے بے شمار ایجنٹ اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ تم نے آج علی عمران کو ہلاک کر کے ان تمام ایجنٹوں کی موت کا بدلہ لیا ہے"...... کرنل وشال نے کہا۔

"یس چیف۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"...... وکرم نے اسی انداز میں کہا۔

"اوکے۔ اب تم کہاں ہو"...... کرنل وشال نے پوچھا۔

"میں واپس ہیڈ کوارٹر آنے کے لئے نکل چکا ہوں چیف۔ دو

گھنٹوں تک میں ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤں گا''...... وکرم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہیڈ کوارٹر آتے ہی تم میرے پاس آ جانا۔ میں تمہیں گلے لگا کر مبارک باد بھی دوں گا اور ذاتی طور پر انعام بھی''۔ کرنل وشال نے کہا۔

''یس چیف۔ تھینک یو چیف۔ میں ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی سیدھا آپ کے آفس میں آ جاؤں گا''...... وکرم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ وش یو گڈ لک''...... کرنل وشال نے کہا اور اس نے کان سے رسیور ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران اور اس کے تین ساتھیوں کی ہلاکت کا سن کر اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھلا جا رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ اسی وقت اُڑ کر پرائم منسٹر ہاؤس پہنچ جاتا اور چیخ چیخ کر پرائم منسٹر کو بتانا شروع کر دیتا کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جیالوں اور خاص طور پر اس علی عمران کا خاتمہ کر دیا ہے جسے آج تک کافرستانی سیکرٹ سروس اور بڑی سے بڑی ایجنسیاں بھی ہلاک نہیں کر سکی تھیں۔ وکرم نے جس انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا وہ واقعی ایک سادہ سا طریقہ تھا جس سے بچنے کا عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایک فیصد بھی امکان نہیں ہو سکتا تھا۔

''حیرت ہے۔ دنیا میں ایسے انسانیت کے دشمن موجود ہیں جن کی نظر میں کروڑوں انسانوں کی زندگیاں بھی کوئی معنی نہیں رکھتی ہیں اور وہ انہیں ختم کرنے کے لئے اس حد تک جا سکتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے حیرت اور غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران نے اسے سرداور کی بتائی ہوئی تمام باتوں سے آگاہ کر دیا تھا جسے سن کر بلیک زیرو کو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ پاکیشیا کے علاقے سردار پور پر مسلط ہونے والا اندھیرا قدرتی نہیں بلکہ سائنس کا ایک کرشمہ تھا۔

''کافرستان، روسیاہ اور خاص طور پر اسرائیل کی نظروں میں تو مسلمان انسان ہی نہیں بلکہ کیڑے مکوڑے ہیں۔ ان کا بس نہیں چلتا کہ وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک ساتھ ہی ختم کر دیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ تو ظلم ہے عمران صاحب۔ سراسر ظلم۔ ایک ساتھ اٹھارہ کروڑ

سے زائد انسانوں کو اس طرح تڑپا تڑپا کر اور سسکا سسکا کر مارنا کہاں کی انسانیت ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ان میں انسانیت نام کی کوئی چیز ہو تو میں کچھ کہوں نا۔ وہ تو درندوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔ ان کے دماغوں میں شیطان گھسا ہوا ہے جو انہیں مسلم امہ کو نقصان پہنچانے پر اکساتا رہتا ہے اور وہ اس کے اشاروں پر ناچتے رہتے ہیں۔ شیطان کے ساتھ مل کر وہ بھی پورے شیطان بن چکے ہیں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

''لیکن اس بات کا پتہ کیسے چلے گا کہ یہ شیطانی اقدام کافرستان کا ہے یا روسیاہ کا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''چل جائے گا پتہ۔ سر داور نے ایک ٹپ دی ہے۔ اگر اس ٹپ پر کام کیا جائے تو بہت جلد یہ بات سامنے آ جائے گی کہ اوزون میں ایلمک سائگر گیس کس جنگل سے مسلسل فائر کی جا رہی ہے جس سے پاکیشیا کے علاقے سردار پور کو مکمل طور پر اندھیروں میں ڈبویا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے بتایا ہے کہ یہ کام کسی پاور مشین سے لیا جا رہا ہے جسے کسی ریز کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ اگر کسی طرح سے اس مشین کو تباہ کر دیا جائے تو کیا سردار پور سے اندھیرا دور ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ اوزون میں ریز کی وجہ سے جو کاربن اور سیاہ دھواں

پھیلا ہوا ہے وہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکے گا۔ اگر پاور مشین کو تباہ کر دیا جائے تو چند ہی گھنٹوں میں اوزون میں شامل گیسیں ایلمک سائگر کے دھویں اور کاربن کو ختم کر دیں گی اور سردار پور پر پہلے کی طرح سورج کی روشنی داخل ہونا شروع ہو جائے گی''۔ عمران نے کہا۔

''تب تو ہمیں یہ قدم جلد سے جلد اٹھانا ہو گا کہ پاور مشین کو تباہ کر کے پاکیشیا کے علاقے سردار پور کو اندھیرے سے نجات دلائی جا سکے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں اس بات کا پتہ لگانا ہو گا کہ پاور مشین کہاں کام کر رہی ہے۔ اس کا پتہ چل جائے تو میں اپنی ٹیم لے کر آندھی اور طوفان کی طرح وہاں پہنچ جاؤں گا اور اس پاور مشین کے ساتھ پاور مشین بنانے والوں کو بھی نیست و نابود کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''پہلے آپ سر شہاب سے تو رابطہ کر کے کنفرم کر لیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''سر داور نے سر شہاب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان کا رابطہ نہیں ہوا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ سر شہاب اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ ان کی ایجاد انسانیت کے دشمنوں کے ہاتھ لگ گئی ہے اور اب وہی اس کا فائدہ اٹھا رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کوشش تو کریں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے ایف ون ٹرانسمیٹر لا دو میں روسیاہ میں موجود فارن ایجنٹ پرنس چلی سے بات کرتا ہوں۔ وہ یقیناً اس بات کا پتہ چلا لے گا کہ سر شہاب کہاں ہیں اور ان کی ایجاد کے ساتھ کیا ہوا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اٹھا اور آپریشن روم سے ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔

بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر عمران کو دیا تو عمران اسے آن کر کے اس پر روسیاہ میں موجود فارن ایجنٹ پرنس چلی کے مخصوص ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا۔

''ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ پرنس چلی اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد دوسری جانب سے پرنس چلی کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ اوور''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ بڑے دنوں بعد کال کی ہے آپ نے۔ بہرحال حکم فرمائیں۔ اوور''...... عمران کی آواز پہچان کر پرنس چلی نے مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ یہ وہی پرنس چلی تھا جس کے روپ میں عمران نے یخ بستہ سائبیرین جزائر میں ایکسٹو کے ساتھ مل کر 'کوڈ کلاک' کے سلسلے میں کام کیا تھا۔

''میں تمہیں جو حکم دوں گا کیا تم اس پر عمل کرو گے۔ اوور''۔ عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے سنجیدگی یکلخت جیسے پر لگا کر اُڑ گئی تھی اب اس کے چہرے پر پہلے جیسی حماقتوں کی آبشار بہنا شروع ہو گئی تھی جسے دیکھ کر بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ عمران واقعی کسی گرگٹ سے کم نہیں تھا۔ وہ کب رنگ بدل لیتا تھا اس کے بارے میں کوئی انداز بھی نہیں لگا سکتا تھا۔ انتہائی خطرناک اور ہولناک ماحول میں بھی عمران کو اس طرح مزاج بدلتے اور مسکراتے دیکھ کر بلیک زیرو کو دل ہی دل میں عمران کے حوصلے کی داد دینی پڑی۔ یہ واقعی عمران ہی تھا جو مشکل سے مشکل اور سخت سے سخت حالات میں بھی نہ صرف خود مسکرانا جانتا تھا بلکہ دوسروں کے مرجھائے ہوئے چہروں پر بھی ہنسی کے گلاب کھلا سکتا تھا۔

''جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ آپ میرے باس ہیں اور باس کا حکم بجا لانا میرا فرض ہے۔ اوور''...... پرنس چلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ حکم لینے سے پہلے یہ بتاؤ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور''......عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہی موجود ہوں۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا۔

''کیا تم اکیلے ہو یا کوئی اور بھی ہے تمہارے ساتھ۔ اوور''۔

عمران نے پوچھا۔

''فی الحال تو اکیلا ہی ہوں۔ کیوں کیا میرے ساتھ کسی کو ہونا چاہئے تھا۔ اوور''...... پرنس چلی نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی تمہارے ساتھ ہو اور میں اس کے سامنے تمہیں ایسا حکم دوں جس پر تم عمل کرو اور مجھے اس بات کی تصدیق ہو سکے کہ تم نے میرے حکم پر عمل کیا ہے یا نہیں۔ اوور''۔ عمران نے کہا۔

''اس میں تصدیق کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کا کوئی حکم میں نہ مانوں ایسا بھلا کیسے ممکن ہے۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا۔

''گڈ شو۔ اسے کہتے ہیں فرمانبردار شاگرد۔ جو دور رہ کر بھی اپنے استاد کی ہر بات من و عن مانتا ہے۔ اوور''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلیں۔ شکر ہے کسی بہانے آپ نے مجھے اپنا شاگرد تو تسلیم کیا۔ میں تو آپ سے کہہ کہہ کر تھک گیا تھا کہ آپ مجھے اپنا شاگرد بنا لیں تاکہ میں آپ سے وہ سب سیکھ سکوں جن کی بدولت کامیابیاں ہمیشہ آپ کے قدم چومتی ہیں۔ اوور''...... پرنس چلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میرا حکم مانو گے تو کامیابیاں تمہارے بھی قدم چومنا شروع کر دیں گی۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''آپ حکم تو دیں پھر دیکھیں کہ میں کس طرح سے اس پر عمل

کرتا ہوں۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا۔

''تمہارے ہیڈ کوارٹر میں اس وقت کتنے افراد موجود ہیں اور وہ کہاں کہاں پر ہیں۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''ہیڈ کوارٹر میں بیس سے زائد افراد موجود ہیں اور وہ ہیڈ کوارٹر کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم ایسا کرو کہ ٹرانسمیٹر میز پر رکھو اور فوراً کان پکڑ لو۔ اوور''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا ہو۔

''کان پکڑ لوں۔ لیکن کیوں۔ اوور''...... پرنس چلی کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

''میں تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ تم نے ابھی تو کہا تھا کہ میں تمہیں جو بھی حکم دوں گا تم اس پر عمل کرو گے۔ اب پکڑ لو کان بلکہ مرغا بن کر کان پکڑو اور اسی طرح سے مرغا بنے ہیڈ کوارٹر کے ان حصوں کا چکر لگاؤ جہاں جہاں تمہارے ساتھی موجود ہیں۔ ان سب کو اپنی حالت دکھانا اور پھر دوبارہ اسی کمرے میں آ جانا جہاں تم اس وقت موجود ہو۔ اس کے بعد میں تم سے باقی کی بات کروں گا۔ اوور''...... عمران نے کہا تو دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

''کیا ہوا۔ تم نے جواب کیوں نہیں دیا۔ اوور''...... دوسری جانب خاموشی پا کر عمران نے کہا۔

''یہ آپ کا کیسا حکم ہے عمران صاحب۔ میں مرغا بن کر کان

پکڑوں اور پھر پورے ہیڈ کوارٹر کا چکر لگاؤں وہ بھی اپنے ساتھیوں کے سامنے۔ اوور''...... پرنس چلی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ اچھے بچے بڑوں کا حکم مانتے ہیں اور تم میرے شاگرد بننا چاہتے ہو تو پھر وہی کرو جیسا میں کہہ رہا ہوں۔ اوور''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر میرے مرغا بن کر کان پکڑنے اور سارے ہیڈ کوارٹر میں چکر لگانے سے آپ مجھے اپنا شاگرد بنانے کا وعدہ کریں تو میں آپ کے لئے ہیڈ کوارٹر کا ایک تو کیا سو چکر بھی لگا سکتا ہوں۔ اوور''...... پرنس چلی کی اچانک جوش بھری آواز سنائی دی۔

''سو چکر۔ ارے اتنے چکر لگاؤ گے تو تمہارا دماغ گھوم جائے گا پھر تم کہاں کے پرنس رہ جاؤ گے۔ اوور''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پرنس رہوں یا نہ رہوں لیکن مجھے آپ کا شاگرد ہونے کا شرف مل جائے میرے لئے یہی بہت ہے۔ اب بولیں لگاؤں مرغا بن کر ہیڈ کوارٹر کے چکر۔ اوور''...... پرنس چلی نے اسی انداز میں کہا۔

''اگر تمہارے راستے میں کوئی اصیل مرغا آ گیا تو پھر تم یقیناً گنجے ہو جاؤ گے۔ اس نے تمہارے سر کے بالوں کے ساتھ ساتھ تمہارے کان بھی جھاڑ دینے ہیں اور تم بن جاؤ گے کن کٹے گنجے شہزادے۔ صرف گنجا شہزادہ تو چل سکتا ہے مگر کن کٹا گنجا شہزادہ

میرے کسی کام نہیں آئے گا اس لئے رہنے دو۔ اوور''...... عمران نے کہا تو دوسری جانب پرنس چلی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''شکریہ عمران صاحب۔ یہ پاکیشیا کے علاقے کے بارے میں جو خبریں آ رہی ہیں ان میں کتنی صداقت ہے۔ کیا واقعی پاکیشیا کا وہ علاقہ قدرتی طور پر اور مکمل طور پر اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ اوور''...... پرنس چلی نے پوچھا۔

''قدرتی طور پر نہیں۔ شیطانی طور پر کہو۔ پاکیشیا کے اس علاقے کو شیطانی دماغ رکھنے والے سائنس دانوں نے اندھیرے میں ڈبویا ہے اور شاید بہت جلد پورے پاکیشیا کو بھی اندھیروں میں ڈبونے کی سازش کی جا رہی ہے۔ میں نے اسی سلسلے میں تم سے بات کرنے کے لئے کال کی تھی۔ اوور''......عمران نے کہا۔

''اسی سلسلے میں۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔ سائنس دان بھلا کسی ملک کو اس طرح اندھیرے میں کیسے ڈبو سکتے ہیں اور پاکیشیا کوئی چھوٹا ملک تو نہیں ہے جسے اس طرح مکمل طور پر اندھیرے میں ڈبویا جا سکے۔ اوور''...... پرنس چلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں کہ پاکیشیا کے مخصوص علاقے پر کس طرح سے اندھیرا مسلط ہوا ہے۔ اوور''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیسے ہوا ہے۔ بتائیں۔ اوور''...... پرنس چلی نے کہا اور عمران نے اسے ساری تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز۔ کیا اس طرح سے بھی کسی

ملک پر اندھیرا طاری کیا جا سکتا ہے۔ یہ میری زندگی کا انتہائی حیران کن واقعہ ہے لیکن عمران صاحب وہ کون سا ملک ہے جس نے پاور مشین ایجاد کر کے پاکیشیا کے ایک علاقے کو اس طرح اندھیرے میں ڈبو دیا ہے۔ اوور"...... پرنس چلی نے ساری باتیں سن کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی سب تو میں جاننے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میری معلومات کے مطابق یہ کام یا تو روسیاہ کا ہے یا پھر کافرستان کا۔ اب تمہیں پتہ لگانا ہے کہ یہ کام کس ملک کا ہے۔ سب سے پہلے تم سرشہاب کا پتہ لگاؤ کہ وہ کہاں ہے اور اس کی ایجاد کا کیا ہوا ہے اس کے بعد تم نے روسیاہ کے ان جنگلات کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنی ہیں جہاں کثرت سے کرامکا درخت پیدا ہوتے ہیں بلکہ اگر تم تحقیقات کرو گے تو تمہیں اس بات کا بھی علم ہو جائے گا کہ روسیاہ کا ایسا کون سا جنگل ہے جہاں ٹائٹ سیکورٹی کا انتظام کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اگر روسیاہ کے کسی جنگل میں پاور مشین کام کر رہی ہے تو پاور مشین اور اس پر کام کرنے والے افراد کو تحفظ دینے کے لئے وہاں فول پروف انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ جس جنگل میں تمہیں سرکاری یا غیر سرکاری سطح پر حفاظتی انتظامات کا پتہ چلے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔ وہی جنگل ہمارا مین ٹارگٹ ہوسکتا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں یہ ساری معلومات حاصل کر لوں۔ لیکن اگر

پاور مشین کافرستان کے کسی جنگل میں ایڈجسٹ کی گئی ہو گی تو اس کے لئے آپ کیا کریں گے۔ اوور"...... پرنس چلی نے پوچھا۔

"میں کافرستان میں فارن ایجنٹوں سے رابطہ کرتا ہوں اور اس کام کے لئے اس کی بھی ڈیوٹی لگاتا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح دونوں ممالک کے بارے میں پتہ چل جائے گا کہ کس ملک کے کس جنگل میں حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں اور ان حفاظتی انتظامات کی نوعیت کیا ہے۔ اوور"۔ پرنس چلی نے کہا۔

"کب تک تم ساری معلومات حاصل کر لو گے۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ کام اتنا آسان نہیں ہے عمران صاحب۔ روسیاہ میں زیادہ جنگلات تو نہیں ہیں لیکن جتنے بھی ہیں انہیں چیک کرنے میں کافی وقت لگ سکتا ہے۔ آپ مجھے کم از کم ایک ہفتے کا وقت ضرور دیں تاکہ میں آپ کو مفصل تفصیلات فراہم کر سکوں۔ اوور"...... پرنس چلی نے کہا۔

"ایک ہفتہ۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے پرنس چلی۔ ایک ہفتے تک پاکیشیا کے اس علاقے میں اگر اسی طرح سے اندھیرا مسلط رہا تو اس علاقے میں بسنے والے نقل مکانی پر مجبور ہو جائیں گے۔ مجھے کل تک رپورٹ چاہئے۔ سمجھے تم۔ اس کام کے لئے تم

اپنے تمام ساتھیوں کو الرٹ کر دو۔ وہ اپنے اپنے علاقوں کے جنگلات کا سرچ کریں گے تو ایک ہی دن میں معلوم ہو جائے گا۔ اوور''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اوور''...... پرنس چلی نے عمران کا غصیلا لہجہ سن کر سنجیدگی سے کہا۔

''کوشش نہیں نانسنس۔ مجھے رپورٹ چاہئے۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں۔ اپنی تمام مصروفیات ترک کرو اور ایمرجنسی کی بنیاد پر کام کرو۔ یہ کام انتہائی تیز رفتاری سے ہونا چاہئے۔ اس کے لئے تمہارے پاس چوبیس گھنٹے ہیں۔ صرف چوبیس گھنٹے۔ اوور''۔ عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چوبیس گھنٹوں سے قبل ہی آپ کو رپورٹ دے دوں گا۔ اوور''...... پرنس چلی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''گڈ۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ رابطہ منقطع کرتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر کافرستان میں موجود این ٹی سے بات کرنے کے لئے اس کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

''لیس این ٹی دِس اینڈ۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی این ٹی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔ پرنس چلی کی باتوں سے اس کا موڈ کافی حد تک آف ہو گیا

تھا۔

''اوہ۔ آپ۔ فرمائیں۔ کیسے یاد کیا مجھے۔ اوور''...... این ٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے بھی ساری صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے کافرستان کے جنگلات کے بارے میں سرچ کرنے کا حکم دینا شروع کر دیا۔

''ایک منٹ عمران صاحب۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں آپ کی بات کاٹ رہا ہوں لیکن اس سلسلے میں میرے پاس ایک اطلاع ہے جس کا تعلق اس معاملے سے بھی ہو سکتا ہے۔ اوور''...... اس سے پہلے کہ عمران، این ٹی کو جنگلات کی سرچنگ کی ہدایات دیتا، این ٹی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''کیسی اطلاع ہے بولو۔ اوور''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میرے پاس ساندر بن کے جنگلات کے بارے میں اطلاع ہے کہ وہاں ان دنوں مشکوک سرگرمیاں دیکھی جا رہی ہیں۔ ساندر بن کے جنگلات میں بھاری مشینری اور بے شمار مسلح افراد کو پہنچایا گیا ہے جن کا تعلق روسیاہ کی ایجنسی کے جی بی سے ہے اور میرے پاس تو یہ اطلاع بھی ہے کہ ساندر بن جنگلات کی طرف کے جی بی کے سربراہ کرنل رالف کو بھی جاتے دیکھا گیا ہے۔ اوور''...... این ٹی نے کہا اور اس کا جواب سن کر نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

''کے جی بی۔ کیا مطلب۔ ساندر بن کے جنگلات میں کے جی

بی کیا کر رہی ہے۔ اوور''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن یہ کنفرم ہے کہ ساندر بن کے جنگلات میں کے جی بی کا سربراہ کرنل رالف اپنی بڑی فورس کے ساتھ موجود ہے۔ اس فورس نے ساندر بن کے جنگلات کے گرد کے تمام قصبوں کو بھی خالی کرا لیا ہے، اور اب وہاں انہی کا ہولڈ ہے۔ اس کے علاوہ ساندر بن کے جنگلات کو چاروں طرف سے سیلڈ کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی غلطی سے بھی اس جنگل میں داخل نہ ہو سکے۔ میری آج کی اطلاع کے مطابق ساندر بن کے ساحلی علاقے میں بھی کوسٹ گارڈز فورس کو تعینات کر دیا گیا ہے اور وہاں حفاظت کے لئے گن شپ لانچیں، بوٹس اور دو طاقتور اور خطرناک اسلحے سے لیس آبدوزوں کو بھی پہنچا دیا گیا ہے۔ اوور''...... این ٹی نے جواب دیا۔

''تمہیں یہ ساری رپورٹس کہاں سے ملی ہیں۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ میں آپ کو اس طرح نہیں بتا سکتا۔ جب آپ یہاں آئیں گے تو میں آپ کو اپنے سورسز کے بارے میں بتا دوں گا۔ اوور''...... این ٹی نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں جس ٹرانسمیٹر پر تم سے بات کر رہا ہوں یہ انتہائی محفوظ ہے۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال نہ کہیں سنی جا سکتی ہے اور نہ ریکارڈ کی جا سکتی ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی ان سب کے بارے میں ابھی آپ نہ پوچھیں تو بہتر ہو گا۔ اوور''...... این ٹی نے ریکوئسٹ کرنے والے انداز میں کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ کیا تم اپنے سورسز سے اس بات کا پتہ چلا سکتے ہو کہ آخر ساندر بن کے جنگلات میں روسیاہی ایجنسی کے جی بی کو کیوں بھیجا گیا ہے اور ہاں ایک کام اور کرو۔ کسی طرح سے ساندر بن کے جنگلات کا فضائی سروے کرو۔ اگر ان جنگلات میں تمہیں اینٹوں کے بھٹے جیسی کوئی بڑی چمنی دکھائی دے تو اس پر غور کرو اور یہ دیکھنے کی کوشش کرو کہ کیا اس چمنی سے سیاہ رنگ کا دھواں نکل رہا ہے اور اس دھوئیں میں کوئی شیشے جیسی چمک موجود ہے یا نہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر سمجھ لو کہ پاور مشین ساندر بن کے جنگلات میں ہی کام کر رہی ہے اور وہیں سے پاکیشیا کے علاقے پر اندھیرا مسلط کیا گیا ہے۔ تصدیق ہونے پر میں فوری طور پر اپنی ٹیم لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ پھر نہ ساندر بن کے جنگلات رہیں گے۔ نہ روسیاہی ایجنسی کے جی بی اور نہ ہی پاور مشین۔ میں کافرستان کو اس قدر بھیانک سبق سکھاؤں گا کہ ان کی نسلیں بھی اس سبق کو نہ بھول سکیں گی۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ کو تین گھنٹوں میں رپورٹ کرتا ہوں۔ اوور''...... این ٹی نے کہا۔

''اوکے۔ تین گھنٹوں کے بعد میں تمہیں خود کال کروں گا۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ اس

کے چہرے پر سوچ و بچار کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"اگر کے جی بی ایجنسی ساندر بن کے جنگلات میں موجود ہے تو پھر ہمیں اس بات کا یقین کر لینا چاہئے کہ پاور مشین بھی وہیں موجود ہے۔ ورنہ کے۔ جی بی کا ساندر بن کے جنگلات میں کیا کام اور این ٹی یہ بھی بتا رہا تھا کہ کے جی بی ایجنسی نے ساندر بن کے جنگلات کے گرد موجود قصبوں کو بھی خالی کرا کر وہاں قبضہ کر لیا ہے اور جنگلات میں داخل ہونے والے تمام راستے سیلڈ کر دیئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے"...... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس دھواں اگلتی چمنی کا پتہ چل جائے تو ہمارا سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا اور یہ کنفرم ہو جائے گا کہ پاور مشین ساندر بن کے جنگلات میں ہی ہے تو ہم وہاں جا کر فوراً دھاوا بول دیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ساندر بن کے جنگلات پر اگر کے جی بی ایجنسی کا قبضہ ہے تو پھر اس کے لئے ہمیں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے پڑیں گے۔ انہوں نے پاور مشین کی حفاظت کے لئے ساندر بن کے جنگلات میں انتہائی فول پروف سیکورٹی کے انتظامات کئے ہوں گے۔ کرنل رالف نے اپنی فورس سارے جنگل میں پھیلا دی ہو گی۔ دوسرے لفظوں میں ہمارے لئے ساندر بن کے جنگلات زہریلی مکھیوں کا

چھتہ ثابت ہو سکتا ہے جس میں ہاتھ ڈالتے ہی ہمیں لینے کے دینے پڑ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"زہریلی مکھیوں کا دشمن ایک طاقتور بھڑ ہے جسے ہارنٹ کہا جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ساندر بن میں داخل ہونے کے لئے ہمیں ایسے ہی ایک ہارنٹ کی ضرورت ہے جو بے خوف و خطر وہاں جا سکے اور اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر کے جی بی کی فورس میں گھس جائے اور انہیں ہلاک کرتا ہوا اس جگہ پہنچ جائے جہاں پاور مشین کام کر رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ مجھے اجازت دیں تو یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے جھجکتے جھجکتے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم ہارنٹ بن کر ساندر بن میں جانا چاہتے ہو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ این ٹی نے جو صورتحال بتائی ہے اس کے تحت اگر واقعی پاور مشین ساندر بن کے جنگلات میں کام کر رہی ہے اور اس کی حفاظت کے لئے خاص طور پر کے جی بی ایجنسی کو وہاں مامور کیا گیا ہے تو پھر یہ طے ہے کہ سردار پور کو اندھیرے میں ڈبونے میں نہ صرف روسیاہ بلکہ کافرستان بھی برابر کا شریک ہے۔ اگر کافرستان اس معاملے میں برابر کا شریک ہے تو پھر ساندر بن کے جنگلات کی حفاظت کے لئے محض کے جی بی کام نہیں کر رہی ہو گی۔ ساندر بن

کی طرح کافرستان میں بھی سیکورٹی کا بھرپور انتظام کیا گیا ہو گا تاکہ کوئی غیر ملکی ایجنٹ کافرستان داخل ہو کر ساندر بن کے جنگلات تک نہ پہنچ سکے۔ اگر یہ روسیاہ اور کافرستان کا مشترکہ مشن ہے تو ساندر بن کے جنگلات کی سیکورٹی کے جی بی ایجنسی کو دی گئی ہو اور کافرستان کی داخلی سیکورٹی کافرستانی ایجنسیوں کے سپرد کر دی گئی ہو۔ ان میں کافرستان سیکرٹ سروس بھی ہو سکتی ہے اور کافرستان کی دوسری ایجنسیاں بھی تاکہ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کافرستان میں داخل ہونے اور ساندر بن کے جنگلات میں جانے سے روکا جا سکے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”گڈ شو۔ تمہارا تجزیہ سو فیصد درست ہے۔ میں بھی انہی پوائنٹس پر سوچ رہا تھا۔ اس معاملے میں بھی این ٹی سے ہی بات کرنی پڑے گی۔ اگر ساندر بن کے جنگلات میں کے جی بی کی سیکورٹی ہے تو پھر لامحالہ اندرونی معاملات سنبھالنے کے لئے مقامی ایجنسیوں کو ہی آگے کیا گیا ہو گا اور یہ معاملہ چونکہ انتہائی سیکرٹ رکھا جا رہا ہے اس لئے میرا اندازہ ہے کہ کافرستان کی ایجنسیاں متحرک ضرور ہوں گی لیکن وہ خفیہ طور پر کام کر رہی ہوں گی تاکہ کسی کو اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ کافرستان میں کسی خاص وجہ سے سیکورٹی کا ٹائٹ انتظام کیا جا رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ایسی صورت میں ہمیں دو گروپس میں کام کرنا ہو گا۔ ایک گروپ کافرستانی سیکورٹیز کو سنبھالے گا اور دوسرا گروپ اپنا راستہ

بناتا ہوا ساندر بن کے جنگلات میں پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ چونکہ یہ تیز رفتار اور نان سٹاپ ایکشن مشن ہو گا اس لئے ہم کسی ایک گروپ پر قناعت نہیں کر سکیں گے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس مشن کے لئے دو گروپس ہی کام کریں گے۔ ایک ہارنٹ گروپ اور دوسرا پرنس آف ڈھمپ گروپ“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پرنس آف ڈھمپ تو آپ ہیں۔ اب آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہارنٹ کا خطاب آپ کسے دیتے ہیں“...... بلیک زیرو نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”فرض کرو کہ یہ خطاب میں تمہیں دیتا ہوں لیکن تم وہاں اکیلے تو جاؤ گے نہیں۔ کے جی بی کی طاقتور فورس کے مقابلے میں زیادہ نہیں تو تین ہارنٹس تو ہونے چاہئیں۔ میرا مطلب ہے کہ ہارنٹ کے ساتھ اس کے دو ساتھی بھی ہونے چاہئیں جو اس کی بھرپور انداز میں معاونت کر سکیں۔ اگر میں تمہیں ہارنٹ بناتا ہوں تو تم اپنے گروپ میں کسے شامل کرنا پسند کرو گے“...... عمران نے اس سے پوچھا۔

”اگر میری پسند کی بات کریں تو میں تو یہی کہوں گا کہ یا تو آپ مجھے اکیلے جانے دیں یا پھر آپ میرے ساتھ چلیں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اگر کافرستان نے اپنی

فورسز الرٹ کر رکھی ہیں تو ان کا نشانہ میں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے وہ افراد ہو سکتے ہیں جن کی ان کے پاس تھوڑی بہت انفارمیشنز ہیں۔ وہ ہر طرف ہمیں ہی تلاش کرتے پھریں گے اور ہم وہاں انہیں نچاتے پھریں گے۔ اس طرح ہارنٹ جس کے بارے میں کافرستانی فورسز کے پاس کوئی انفارمیشن نہیں ہے، وہ اپنا کام تیزی سے کر سکے گا۔ لہٰذا میں اور میرا گروپ کافرستانی فورسز سے ہی نپٹے گا اور ہارنٹ اکیلا یا پھر اپنے ساتھ دو تین افراد کو لے کر ساندر بن کے جنگلات میں پہنچ کر اپنا کام کرے گا اور راستے میں آنے والی ہر دیوار کو گرا کر اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ میرا گروپ بنانا چاہتے ہیں تو میرے ذہن میں دو نام آتے ہیں۔ کیا آپ ان دونوں کو میرے ساتھ بھیج سکتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ان دونوں کے نامِ گرامی کیا ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ بلیک زیرو کن دو افراد کے نام لینا چاہتا ہو۔

''آپ سمجھ گئے ہیں تو پھر مجھے بتانے کی کیا ضرورت ہے''۔ بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

''میری سمجھ پر نہ جاؤ پیارے۔ ایک نام تو جوزف کا ہے جو جنگلوں کا بادشاہ ہے۔ تم اسے ضرور ساتھ لے جانا چاہو گے دوسرا

نام جو میرے ذہن میں آتا ہے وہ اگر تنویر کا ہو تو زیادہ اچھا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ تنویر ہی کیوں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کی غیر موجودگی میں مجھے اور جولیا کو کچھ تو سکون ملے گا۔ اس کے ہونے سے میں اور جولیا ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے سے بھی کتراتے ہیں۔ میں نے کئی بار سوچا تھا کہ کسی مشن میں، میں جولیا سے اظہار الفت کر دوں لیکن تنویر کا خوفناک اور غصے سے بھرپور چہرہ دیکھ کر میں ڈر جاتا تھا۔ اس بار اگر تنویر ہمارے ساتھ نہ ہوا تو ہو سکتا ہے کہ میں جی کڑا کر کے جولیا سے کہہ ہی دوں کہ میں، میں''...... عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''میں میں کیا''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ میں تمہیں کیوں بتاؤں۔ جو بات جولیا کو بتانے والی ہے میں وہ اسے ہی بتاؤں گا''...... عمران نے بوڑھی عورتوں کی طرح ہاتھ نچا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''نہ بتائیں۔ میں آپ کو جولیا سے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دوں گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''مطلب یہ کہ میں اپنے ساتھ جوزف اور جولیا کو لے جانے کا

سوچ رہا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”جج جج۔ جولیا کو تم اپنے ساتھ لے جاؤ گے تو پھر میں کیا کروں گا۔ اس کے بغیر تو مجھے کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا ہے۔ وہ سامنے ہوتی ہے تو میرے دماغ کی بیٹریاں چارج رہتی ہیں۔ اس کے بغیر میری بیٹریاں ڈاؤن ہو کر ڈیڈ بھی ہو سکتی ہیں۔ میرے لئے تنویر کے روپ میں ایک ظالم سماج کیا کم تھا جو تم نے بھی میرے اور جولیا کے درمیان دیوار کھڑی کرنی شروع کر دی ہے اور وہ بھی اتنی بڑی دیوار جس کے اِس پار میں اور اُس پار وہ ہو گی۔ نہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ نہ بات کر سکیں گے اور نہ ہی دل کی بھڑاس نکال سکیں گے۔ یہ تو میرے ساتھ ہی نہیں بلکہ جولیا کے ساتھ بھی ظلم ہو گا“...... عمران کی زبان ایک بار چل پڑے تو پھر رکنے کا بھلا کہاں نام لے سکتی تھی۔

”مشن کی نوعیت ہی ایسی ہے عمران صاحب۔ جولیا ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی زیرک بھی ہے۔ میرے ساتھ مل کر وہ فاسٹ ایکشن کر سکتی ہے۔ اگر جوزف کی بجائے آپ میرے ساتھ جولیا اور تنویر کو بھیج دیں تو اور بھی بہتر ہو گا۔ تنویر ایک تو جولیا کی رفاقت میں خوش رہے گا دوسرا وہ ڈی ایجنٹ ہے۔ فاسٹ ایکشن کے لئے مجھے ایسے ہی ڈی ایجنٹ کی ضرورت ہے جو ضرورت کے وقت اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر آگ کے سمندر میں بھی کود سکتا

ہو“...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

”تنویر بھی۔ ارے باپ رے۔ پھر تو تم جولیا کے معاملے میں میری چھٹی ہی سمجھو۔ تنویر اور جولیا نے مل کر کوئی مشن پورا کر لیا تو پھر تنویر اور جولیا کی ایسی جوڑی بن جائے گی جسے توڑنا مجھ غریب کے تو کیا ایکسٹو کے بس کی بھی بات نہیں ہو گی“...... عمران نے کراہ کر کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ جوزف کے ساتھ آپ اپنی مرضی سے کسی ایک ممبر کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ باقی سب کو آپ اپنے ساتھ لے جائیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ایکسٹو کی کرسی پر تم بیٹھے ہو پیارے۔ میں تو یہاں کسی گنتی میں بھی نہیں آتا۔ تمہارا جو فیصلہ ہے تم اسی پر عمل کرو۔ جولیا اور جوزف کو ساتھ لے جاؤ یا جولیا اور میرے رقیب و روسفید کو۔ میں سوائے آہیں بھرنے کے اور کر بھی کیا سکتا ہوں“...... عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر میں نے ہی فیصلہ کرنا ہے تو ہارنٹ کے ساتھی جولیا اور جوزف ہی ہوں گے۔ تنویر اگر ڈی ایجنٹ ہے تو جوزف جنگل پرنس ہے۔ جنگل کے معاملات کو وہ تنویر سے زیادہ سمجھتا ہے اس لئے میرے ساتھ جولیا اور جوزف ہی بہتر رہیں گے“۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران سر جھکا کر باقاعدہ ٹھنڈی آہیں بھرنے

میں مصروف ہو گیا۔

''ایسے موقع کے لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ چلے تھے ہم صنم کو اپنے دل کا حال سنانے کے لئے۔ آیا اِک طوفان اور وہ صنم ہی اُڑا لے گیا''...... عمران نے اداس سی شکل بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنسنا شروع ہو گیا۔

''یہ کس شاعر کا شعر ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہ اے اے دلگرفتہ کا شعر ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی اور تیز ہو گئی۔

''ٹھیک ہے میں سمجھ گیا ہوں۔ علی عمران دلگرفتہ''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہارنٹ بن کر تمہیں اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ کسی مرحلے پر جولیا کو اس بات کا علم نہ ہو کہ تم ایکسٹو ہو۔ اگر اسے معلوم ہو گیا کہ وہ فائٹر ہارنٹ کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے چیف ایکسٹو کے ساتھ مشن پر جا رہی ہے تو اس پر ایکسٹو کا خوف غالب آ جائے گا اور وہ ایکسٹو کی موجودگی میں کوئی بھی کام ڈھنگ سے نہیں کر سکے گی''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر وہ کسی انجان آدمی کے ساتھ کیسے کام کرنا پسند کرے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''انجان آدمی کا تعارف جب ایکسٹو خود کرائے گا تو اس کا انجانا پن خود ہی ختم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی ایکسٹو کیا بتائے گا کہ یہ نیا رنگروٹ ہارنٹ اچانک پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کیسے شامل ہو گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کسی فارن ایجنٹ کے حوالے سے تعارف کرا دینا کہ اسے خاص طور پر اس مشن پر کام کرنے کے لئے بلایا گیا ہے یا پھر کہہ دینا کہ نیا رنگروٹ ملٹری کے کسی سیکشن سے لیا گیا ہے جو ساندر بن کے جنگلات کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اگر میں جولیا کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا تو آپ اپنے ساتھ کس کس کو لے جائیں گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میں اپنے ساتھ زیادہ بھیڑ نہیں لے جاؤں گا۔ میرے ساتھ اور کوئی ہو یا نہ ہو لیکن تنویر صاحب ضرور ہوں گے تاکہ میری طرح وہ بھی جولیا کے ہجر میں آنسو بہا سکے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نہ چاہتے ہوئے بھی ایک بار پھر ہنسنے لگا۔

''تو کیا میں ممبران کو بلا کر مشن کی بریفنگ دے دوں''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''بریفنگ دینے کے لئے تم جولیا کو بلا لو۔ باقی سب کام میں خود سنبھال لوں گا ان کے میک اپ سمیت۔ رہی جوزف کی بات تو میں اسے کال کر کے بتا دیتا ہوں کہ اسے تمہارے ساتھ جانا ہے۔ وہ تم سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم اسے کہاں اور کیوں لے جا رہے

ہو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب این ٹی کی کال کا انتظار ہے۔ اس کی کال آ جائے تو یہ کنفرم ہو جائے گا کہ ہمارا مشن ساندر بن کے جنگلات کے لئے ہی ہے تاکہ ہم پاکیشیا کے علاقے سردار پور میں چھانے والے اندھیرے کو جلد از جلد ختم کر سکیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جاگیر دار بھوپال داس کا تعلق کافرستان سے تھا۔ وہ کافرستان کے سرحدی قصبے وسنت نگر کا بے تاج بادشاہ تھا۔ بھوپال داس کافرستان کو بڑا اسمگلر تھا جو کافرستان سے پاکیشیا اور پاکیشیا سے کافرستان میں ہر قسم کا غیر قانونی دھندہ کرتا تھا۔

کافرستان سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور پاکیشیا سے منشیات کی اسمگلنگ میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ دونوں ممالک سے ہیومن ٹریفک بھی کراتا تھا۔ اس نے کافرستان اور پاکیشیا کے سرحدی محافظوں کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کی بڑی بڑی شخصیات سے بھی گٹھ جوڑ کر رکھا تھا جو نہ صرف اس کے غیر قانونی دھندوں میں اس کی معاونت کرتے تھے بلکہ اس کے دھندوں میں برابر کے شریک بھی تھے۔

بھوپال داس چونکہ انہیں ہر ماہ باقاعدگی سے بھاری معاوضے دیتا تھا اس لئے بھوپال داس کے خلاف آج تک کافرستان کی کسی

فورس نے معمولی سا بھی ایکشن نہیں لیا تھا۔ جس سے بھوپال داس کو نہ صرف قصبہ وسنت نگر بلکہ ارد گرد کے علاقوں میں بھی مکمل کنٹرول حاصل تھا اور وہ ان علاقوں کا بے تاج بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ بھوپال داس لمبے قد اور مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ اس کا رنگ سرخ و سپید تھا۔ اس کی بڑی بڑی سفید مونچھیں اس کے گالوں تک پھیلی ہوئی تھیں جس سے اس کا چہرہ انتہائی بارعب دکھائی دیتا تھا اور چونکہ اس کے چہرے پر ہر وقت کرختگی اور آنکھوں میں سرخی چھائی رہتی تھی اس لئے اسے، دیکھنے والا نہ چاہتے ہوئے بھی بوکھلا جاتا تھا۔

بھوپال داس اس وقت اپنی حویلی کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے اس کے جدید سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بھوپال داس جو گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا سیل فون کی گھنٹی سن کر بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے چونکتے ہوئے میز پر پڑے سیل فون کی جانب دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فوراً سیل فون اٹھا لیا۔ سیل فون پر ایک کوڈ نمبر فلیش ہو رہا تھا۔ کوڈ نمبر دیکھ کر بھوپال داس نے فوراً کال رسیو کرنے والا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”یس۔ بھوپال داس سپیکنگ“...... بھوپال داس نے کرخت لہجے میں کہا۔

”ڈی ون بول رہا ہوں“...... دوسری جانب سے ایک کھردری

آواز سنائی دی۔

”یس ڈی ون۔ میرے سامان کا کیا ہوا ہے“...... بھوپال داس نے سنجیدگی سے کہا۔

”سامان پہنچ گیا ہے۔ اسی کی اطلاع دینے کے لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے“...... ڈی ون نے جواب دیا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم میرے سامان کی حفاظت کرو میں اسے لینے خود آ رہا ہوں“...... بھوپال داس نے کہا۔

”او کے۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں“...... ڈی ون نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ بھوپال داس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیل فون آف کیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

”شیر سنگھ۔ شیر سنگھ“...... بھوپال داس نے دروازے کی جانب منہ کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔ اس کی آواز سنتے ہی ایک لمبا تڑنگا دیہاتی جو شکل و صورت سے سردار معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈنڈا تھا، تیزی سے اندر آ گیا۔

”حکم سرادر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“۔ دیہاتی شیر سنگھ نے بھوپال داس کے سامنے سر جھکاتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”جیپیں تیار کرو۔ ہمیں بارڈر لائن کی طرف جانا ہے۔ جاؤ۔ جلدی کرو“...... بھوپال داس نے کہا تو شیر سنگھ نے اثبات میں سر ہلایا اور الٹے قدموں کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ

واپس آ گیا۔

''سردار۔ جیپیں تیار ہیں''...... شیر سنگھ نے اسی طرح بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بھوپال داس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اٹھ کر شیر سنگھ کے ہمراہ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ حویلی کے احاطے میں چار بڑی جیپیں کھڑی تھیں ہر جیپ کے قریب چار چار ڈنڈا بردار دیہاتی کھڑے تھے جو بھوپال داس کے محافظ تھے۔ بھوپال داس کو آتے دیکھ کر ان سب نے اس کے احترام میں اپنی گردنیں جھکا دیں اور بھوپال داس بڑے شاہانہ انداز میں ان کی طرف دیکھے بغیر اگلی جیپ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اگلی جیپ میں وہ ڈرائیور کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تو جیپ کے باہر کھڑا ڈرائیور اور جیپ کے پیچھے کھڑے محافظ بھی جیپوں میں سوار ہوتے چلے گئے۔ شیر سنگھ بھی بھوپال داس کی جیپ کے پچھلے حصے میں سوار ہو گیا تھا۔

''چلو''...... بھوپال داس نے کہا تو ڈرائیور نے جیپ جو پہلے سے ہی سٹارٹ تھی تیزی سے گیٹ کی جانب بڑھا دی۔ اس کے پیچھے باقی تین جیپیں بھی چل پڑی تھی۔

کچھ ہی دیر میں چار جیپوں کا یہ قافلہ قصبے سے نکل کر جنوب کی طرف جانے والی کچی پکی سڑکوں پر تیزی سے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ بھوپال داس کی نظریں سامنے نظر آنے والے پہاڑی سلسلے پر جمی ہوئی تھیں۔ جیپیں اسی پہاڑی علاقے کی جانب دوڑی چلی جا رہی تھیں۔ ایک گھنٹے تک جیپیں اسی طرح پہاڑی راستوں پر دوڑتی

رہیں پھر ایک چیک پوسٹ کے قریب جا کر جیپیں رک گئیں۔ چیک پوسٹ کے دوسری طرف ایک کلومیٹر کے فاصلے پر بارڈر لائن تھی جہاں دور دور تک باڑ لگی ہوئی تھی۔ چیک پوسٹ کے قریب پہنچتے ہی بھوپال داس جیپ سے اترا اور تیز تیز چلتا ہوا چیک پوسٹ کے ایک بڑے کیبن کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ چیک پوسٹ پر تعینات رینجرز نے اسے دیکھ کر کسی تعجب کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے بھوپال داس ان کا جاننے والا ہو اور وہ اکثر یہاں آتا رہتا ہو۔

بھوپال داس رینجرز کے قریب سے گزرتا ہوا سیدھا کیبن کی جانب بڑھ گیا۔ کیبن دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے ایک بھاری جسم والا ادھیڑ عمر شخص بیٹھا تھا۔ اس کے کاندھوں پر میجر کے سٹارز لگے ہوئے تھے۔ یہ اس چیک پوسٹ کا انچارج میجر رنویر تھا۔ بھوپال داس کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر میجر رنویر اس کے استقبال کے لئے یوں اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے مقابلے میں بھوپال داس کا رینک زیادہ ہو۔

''آؤ۔ آؤ۔ بھوپال داس۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''۔ میجر رنویر نے میز کے پیچھے سے نکل کر اس کے سامنے آ کر مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میرا سامان کہاں ہے''...... بھوپال داس نے اس سے ہاتھ

ملاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"وہ دیکھو"...... میجر رنویر نے اس کے عقب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بھوپال داس نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک دیوار کے پاس ایک بنچ رکھا ہوا تھا جس پر چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک شخص انتہائی بوڑھا تھا جبکہ اس کے ساتھ تین افراد جو نوجوان تھے انہوں نے دیہاتی طرز کے لباس پہن رکھے تھے۔ بوڑھے نے بھی دیہاتی لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی جسے اس نے زمین پر ٹکا رکھا تھا۔ بوڑھے کی گردن یوں ہل رہی تھی جیسے اس کی گردن میں سپرنگ لگا ہوا ہو۔ اس کے چہرے پر بے شمار جھریاں تھیں اور اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"یہ ہیں وہ جنہیں دوسری طرف سے پارسل کیا گیا ہے"۔ بھوپال داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیز تیز چلتا ہوا ان چاروں کے پاس آ گیا اور غور سے ان کے چہرے دیکھنے لگا۔ چاروں کے چہروں پر بے پناہ معصومیت دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... بھوپال داس نے بوڑھے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر بوڑھے نے اپنا ہلتا ہوا سر اٹھایا اور پھر وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر غور سے بھوپال داس کو دیکھنے لگا جیسے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"مم مم۔ میرا نام پوچھ رہے ہو بیٹا یا میرے بچوں کا"۔ بوڑھے نے بلغم زدہ لہجے میں کہا۔

"تم سب کا نام پوچھا ہے میں نے"...... بھوپال داس نے اسے گھورتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے اپنا نام یاد نہیں ہے بیٹا۔ یہ میرے دائیں طرف جو بیٹھا ہے اس کا نام کھجور داس ہے۔ جو بائیں جانب بیٹھے ہیں ان کے نام آم کپور اور کریلا راج ہیں"...... بوڑھے نے اسی انداز میں کہا

"کھجور داس، آم کپور اور کریلا راج۔ یہ کیسے نام ہیں"۔ بھوپال داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی انہوں نے یہی نام بتائے ہیں اور یہ بوڑھا جو کہتا ہے کہ یہ اپنا نام بھول گیا ہے اس نے مجھے اپنا نام تربوز چند بتایا تھا"...... میجر رنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ نام بچپن میں ہی رکھ دیئے تھے بیٹا۔ اب جو نام بچپن میں ہی رکھے گئے ہوں بڑے اور خاص طور پر بوڑھے ہو کر انہیں بدلا تو نہیں جا سکتا۔ اس لئے میں نے تمہیں وہی نام بتائے ہیں جو ہمارے اصلی نام ہیں"...... بوڑھے نے کہا۔

"ہونہہ۔ کہاں سے آئے ہو تم اور کس نے بھیجا ہے تمہیں یہاں۔ اس کا نام بتا سکتے ہو"...... بھوپال داس نے منہ بنا کر کہا۔

"ہم جان پور سے آئے ہیں اور ہمیں یہاں بھیجنے والے کا نام چوہدری شمشیر ہے اور ہم باپو کو جمنا جل کا اشنان کرانے کے لئے

آئے ہیں''...... بوڑھے کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیہاتی نے مقامی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلو۔ میرے ساتھ چلو''...... بھوپال داس نے بوڑھے اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو تینوں دیہاتی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ بوڑھے نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن نحیف و نزار ہونے کی وجہ سے جیسے اس میں اٹھنے کی سکت ہی نہیں تھی وہ اٹھتے کی کوشش میں دوبارہ بیٹھ گیا۔ اس نے پھر اٹھنے کی کوشش کی پھر بیٹھ گیا۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اٹھتے ہی یوں بیٹھ جاتا تھا جیسے اس کا لرزتا ہوا جسم اٹھ کر کھڑے ہونے کے قابل ہی نہ ہو۔

''کیا کر رہے ہو نانسنس۔ اٹھاؤ اسے اور میرے ساتھ چلو''۔ بھوپال داس نے بوڑھے کے ساتھیوں کی جانب دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جی حضور''...... تینوں دیہاتیوں نے ایک ساتھ کہا اور دو دیہاتیوں نے بوڑھے کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا لیا۔ خود کو اٹھاتے دیکھ کر بوڑھے نے فوراً دونوں ٹانگیں اوپر کرتے ہوئے اپنا سارا بوجھ ان دونوں افراد پر ڈال دیا اور وہ دونوں افراد اسے اسی طرح ہاتھوں میں لٹکائے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے پیچھے تیسرا دیہاتی بھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا باہر چلا گیا۔

''فائدے کا مال کب آ رہا ہے''...... ان چاروں کے باہر

جاتے ہی میجر رنویر نے بھوپال داس سے مخاطب ہو کر بڑے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''جلد ہی آ جائے گا۔ کیوں تمہیں بھی کسی خاص مال کی ضرورت ہے کیا جو تم اس قدر بے صبری سے انتظار کر رہے ہو''...... بھوپال داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میری گھر والی مجھ سے لڑ کر میکے چلی گئی ہے۔ میں سوچ رہا ہوں جب تک وہ واپس نہیں آ جاتی میں اپنے گھر کسی کام والی کو ہی رکھ لوں۔ اور......'' میجر رنویر نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو بھوپال داس بے اختیار ہنس پڑا۔

''عام کام والی یا خاص کام والی''...... بھوپال داس نے کہا تو میجر رنویر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''اب تم سے کیا چھپانا۔ تم تو میری نیچر جانتے ہو۔ سرحد پار سے آنے والا مال ہوتا ہی ایسا ہے جسے دیکھتے ہی نیت میں فتور آ جاتا ہے اور جب تک اس مال سے ایک آدھ نگ میرے کام نہیں آ جاتا مجھے سکون ہی نہیں ملتا''...... میجر رنویر نے شیطانی لہجے میں کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ میں نے چوہدری شمشیر کو آرڈر دے رکھا ہے۔ جلد ہی اعلیٰ قسم کا مال یہاں پہنچ جائے گا پھر اس مال سے اپنی مرضی کے جتنے نگ چاہے نکال لینا۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا''۔ بھوپال داس نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر رنویر نے ہنستے

ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب میں چلتا ہوں''...... بھوپال داس نے کہا۔

''میں تمہیں تمہاری جیپ تک چھوڑ آؤں''...... میجر رنویر نے کہا۔

''نہیں۔ میں خود ہی چلا جاؤں گا۔ تم اپنا کام کرو''...... بھوپال داس نے کہا تو میجر رنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بھوپال داس نے اس سے ہاتھ ملایا اور تیز تیز چلتا ہوا کیبن سے نکلتا چلا گیا۔ تینوں دیہاتی بوڑھے کو بازوؤں پر لٹکائے باہر اس کا انتظار کر رہے تھے۔

''تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ جیپوں کی طرف کیوں نہیں گئے''۔ بھوپال داس نے انہیں دیکھ کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ جی۔ ہمیں کیا معلوم کہ ہمیں کن جیپوں کی طرف جانا ہے۔ یہاں تو بہت سی جیپیں کھڑی ہیں جو خالی بھی ہیں اور دور کھڑی جیپوں میں ڈنڈا بردار موجود ہیں۔ ہم ڈنڈا بردار دیہاتیوں کی طرف جاتے ہوئے ڈر رہے تھے کہ ہمیں دیکھ کر وہ ڈنڈے اٹھا کر ہمارے سروں پر ہی نہ مار دیں''...... بوڑھے نے کہا تو بھوپال داس تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''وہ میرے آدمی ہیں اور ہم یہاں سے تمہیں ہی لینے آئے تھے''...... بھوپال داس نے کہا۔

''اوہ پھر ٹھیک ہے۔ اگر یہ سب آپ کے ساتھ ہیں تو یہ ہمیں

ڈنڈے نہیں ماریں گے۔ چلو کھجور داس، کریلا راج جیپوں کی طرف چلو اور آم کپور تم بھی آ جاؤ''...... بوڑھے نے پہلے بھوپال داس سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھی اسے اٹھائے جیپوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ آم کپور اور اس کے پیچھے بھوپال داس بھی چلتے ہوئے جیپوں کی جانب بڑھ گئے۔ بھوپال داس کے چہرے پر شدید حیرت اور الجھن کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ وہ گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

جیپوں کے پاس آ کر اس نے اپنے ساتھی شیر سنگھ سے کہا کہ وہ ان چاروں کو جیپ میں بٹھائے۔ شیر سنگھ نے ان چاروں کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور انہیں ایک جیب میں سوار کرا دیا اور پھر بھوپال داس بھی اس جیپ میں بیٹھ گیا جس جیپ میں وہ آیا تھا۔ جیپ میں بیٹھتے ہی بھوپال داس نے جیب سے اپنا مخصوص سیل فون نکالا اور پھر اس نے سیل فون کا عقبی حصہ کھولنا شروع کر دیا۔ بیک کور اتار کر اس نے سیل فون کے اندر سے بیٹری اور پھر سم کارڈ نکالا اور سائیڈ میں لگے ہوئے چند بٹن پریس کرنے شروع ہو گیا۔ بٹن پریس کر کے اس نے بیٹری لگائی اور اس کا کور لگا کر اسے آن کر لیا۔ اس بار سیل فون کی سکرین آن نہیں ہوئی تھی۔ آن کرتے ہی اس نے سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جیسے ہی اس نے چند مخصوص نمبر پریس کئے اسی لمحے سیل فون سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز نکلنا شروع ہو گئی۔

"ہیلو ہیلو۔ بی ڈی کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... اس نے سیل فون کان سے لگائے بغیر سیل فون منہ کے قریب کرتے ہوئے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس۔ سی ایس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی ایک بھاری اور کڑکدار آواز سنائی دی۔

"یہ سب کیا ہے سی ایس۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم کسی کرمنل گروپ کے چار افراد بھیج رہے ہو جن کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے اور وہ چاروں یہاں آ کر کسی دوسرے جرائم پیشہ گروپ کے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ چاروں تو بے ضرر اور احمق قسم کے دیہاتی ہیں۔ خاص طور پر ان کے ساتھ آنے والا بوڑھا۔ وہ تو پرلے درجے کا احمق معلوم ہو رہا ہے۔ تم نے جرائم پیشہ افراد کی بجائے احمقوں کے اس ٹولے کو یہاں کیوں بھیج دیا ہے۔ اوور"۔ بھوپال داس نے اونچی آواز میں بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"احمقانہ باتیں مت کرو بی ڈی۔ تم جانتے ہو ان دنوں کافرستان کی سیکورٹی کس قدر سخت ہے۔ میں نے انہیں میک اپ میں جانے کا خود کہا تھا۔ انہوں نے جو خصوصی میک اپ کئے ہیں ان سے کسی کو بھی اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ افراد جرائم کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ سرحدی علاقے ہمارے کنٹرول میں ہیں لیکن کسی بھی وقت دونوں سرحدوں پر چیکنگ کے لئے ایسے آفیسرز آ سکتے ہیں جو ہمارے کنٹرول میں

نہیں ہیں ایسے میں اگر یہ پکڑے جاتے یا انہیں روک لیا جاتا تو عام میک اپ میں ہونے کی وجہ سے سارا بار ہم دونوں پر ہی پڑنا تھا۔ ویسے بوڑھے نے جو میک اپ کیا ہے اسے دیکھ کر تو مجھے بھی اس کی مہارت پر رشک آ رہا تھا۔ وہ میک اپ کرنے میں واقعی باکمال شخص ہے۔ جب تم اس کا اصلی چہرہ دیکھو گے تو تم بھی حیران رہ جاؤ گے۔ اوور"...... چوہدری شمشیر نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ سب میک اپ میں ہیں۔ حیرت ہے۔ واقعی ان کا میک اپ اس قدر شاندار ہے کہ مجھے گمان ہی نہیں ہوا تھا کہ یہ چاروں میک اپ میں ہو سکتے ہیں۔ اوور"...... بھوپال داس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چھوڑو۔ تمہیں حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ چاروں جرائم پیشہ افراد ہیں اور جرائم پیشہ افراد کے کسی گروہ سے بدلہ لینے کے لئے وہاں گئے ہیں جو انہیں پاکیشیا میں بھاری نقصان پہنچا کر فرار ہو گیا تھا۔ بہرحال وہ کون ہیں اور کیا کرتے ہیں اس سے ہمیں کیا لینا دینا۔ انہوں نے ہمیں بھاری معاوضہ دیا ہے۔ اتنا معاوضہ جو شاید ہمیں سو افراد کی ہیومن ٹریفک سے بھی نہ ملا ہو گا۔ اوور"...... چوہدری شمشیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں انہیں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ ورنہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں انہیں رینجرز کے ہاتھوں وہیں گولیاں مروا دوں۔ بہرحال تم ان سے لئے ہوئے معاوضے کا آدھا حصہ

جلد سے جلد میرے اکاؤنٹ میں منتقل کرا دو۔ مجھے ان دنوں رقم کی اشد ضرورت ہے۔ اوور"...... بھوپال داس نے کہا۔

"تم گھبراؤ نہیں۔ میں یہ کام پہلے ہی کر چکا ہوں۔ اپنا اکاؤنٹ چیک کر لینا۔ رقم ٹرانسفر ہو چکی ہے۔ اوور"...... چوہدری شمشیر نے کہا تو اس کا جواب سن کر بھوپال داس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"گڈ شو۔ اب یہ بتاؤ کہ اصل سامان کی کھیپ کب بھیج رہے ہو۔ ڈی ون اس سامان کا ایک آدھ حصہ اپنے پاس رکھنے کے لئے بے تاب ہو رہا ہے۔ اوور"...... بھوپال داس نے کہا۔

"ہونہہ۔ ڈی ون ضرورت سے زیادہ ہی رال ٹپکانے گیا ہے۔ ہر کھیپ میں سے وہ کچھ نہ کچھ اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ مفت خورہ کہیں کا۔ بہرحال میں سامان اکٹھا کر رہا ہوں جیسے ہی مطلوبہ تعداد پوری ہو گی میں اس کی ڈیلیوری کر دوں گا۔ اوور"۔ چوہدری شمشیر نے کہا۔

"کیا ایک ہفتے تک ڈیلیوری متوقع ہے۔ اوور"...... بھوپال داس نے پوچھا۔

"نہیں۔ دو سے تین ہفتے لگ جائیں گے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ اس بار میں عمدہ قسم کا سامان ڈیلور کروں گا تاکہ بھاری رقم حاصل کی جا سکے۔ اوور"...... چوہدری شمشیر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ڈیلیوری کا انتظار کروں گا۔ اوور"...... بھوپال

داس نے کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

بوڑھا اور اس کے بیٹے آخری جیپ میں سوار تھے اس لئے انہوں نے بھوپال داس اور چوہدری شمشیر کی ٹرانسمیٹر پر ہونے والی باتیں نہیں سنی تھیں۔ جیپ میں بھوپال داس کے ساتھی تھے جو آنکھیں اور کان رکھنے کے باوجود اس کے لئے اندھے اور بہرے تھے۔ جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے قصبے کی جانب بڑھی جا رہی تھیں۔

کچھ دیر بعد جیپیں حویلی میں داخل ہوئیں تو بھوپال داس سمیت اس کے سب ساتھی جیپوں سے اتر آئے۔ بوڑھا اور اس کے بیٹے بھی جیپوں سے اتر آئے تھے۔ بھوپال داس نے شیر سنگھ کو اشارہ کیا کہ وہ ان چاروں کو لے کر اندر آ جائے اور پھر وہ حویلی کے رہائشی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شیر سنگھ نے بوڑھے اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لیا اور حویلی کے مختلف حصوں سے گزارتا ہوا ایک انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے میں آ گیا۔

"تشریف رکھیں۔ سردار ابھی یہاں آ جائیں گے"...... شیر سنگھ نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سردار۔ لیکن مجھے تو بتایا گیا تھا کہ ان کا نام بھونپو داس ہے پھر یہ سردار"...... بوڑھے نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھونپو داس نہیں۔ ان کا نام بھوپال داس ہے اور وہ ہمارے

سردار ہیں''...... شیر سنگھ نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا اچھا۔ سمجھ گیا۔ اب تم اپنا سڑا ہوا منہ لے جاؤ اور جا کر اپنے سردار کو بلاؤ۔ بھوک سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔ جب تک میں پندرہ بیس آدمیوں کا کھانا نہیں کھا لوں گا میری بھوک ختم نہیں ہو گی''...... بوڑھے نے کہا۔

''کیا کہا۔ پندرہ بیس آدمیوں کا کھانا تم اکیلے کھاتے ہو''۔ شیر سنگھ نے چونک کر کہا۔

''پندرہ بیس آدمیوں کا کھانا تو میں صرف چکھنے کے لئے کھاتا ہوں اگر کھانا مجھے پسند آ جائے تو میں پچاس آدمیوں کا کھانا بھی کھا سکتا ہوں اور وہ بھی ایک ہی وقت میں۔ کیا سمجھے''...... بوڑھے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بھنویں اچکا کر کہا۔

''تم آدمی ہو یا جن جو پچاس آدمیوں کا کھانا کھا جاتے ہو''۔ شیر سنگھ نے اس کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''پتہ نہیں۔ کوئی جن ملا تو اس سے پوچھوں گا''...... بوڑھے نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا پوچھو گے''...... شیر سنگھ نے کہا۔

''یہی کہ میں آدمی ہوں یا جن''...... بوڑھے نے کہا اور شیر سنگھ برے برے منہ بنانے لگا۔ اسی لمحے کمرے میں بھوپال داس داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر شیر سنگھ تیزی سے الٹے قدموں پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

''تم جاؤ اور ان کے کھانے کا انتظام کرو۔ تب تک میں ان سے بات کر لیتا ہوں''...... بھوپال داس نے شیر سنگھ سے کہا۔

''ٹھیک ہے سردار''...... شیر سنگھ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور الٹے قدموں کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ بھوپال داس آگے بڑھا اور ان کے سامنے ایک سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔

''کیا میں تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ پاکیشیا میں تمہارا کس کرائم گروپ سے تعلق ہے اور تم یہاں کس گروپ سے بدلہ لینے کے لئے آئے ہو''...... بھوپال داس نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کرائم گروپ۔ بدلہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ ہم تو سیدھے سادے دیہاتی قسم کے آدمی ہیں۔ ہم یہاں روزگار کی تلاش میں آئے ہیں۔ پاکیشیا میں ان دنوں معاشی بحران ہے۔ نہ وہاں آٹا ملتا ہے نہ چینی۔ لوڈ شیڈنگ کے جن نے تو پاکیشیا میں رہنے والوں کا حشر نشر کر رکھا ہے۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کا روزگار ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ مہنگائی نے ہر خاص و عام کی کمر بلکہ کمر کی تمام ہڈیاں توڑ رکھی ہیں۔ ہم نے سنا تھا کہ اس معاملے میں کافرستان، پاکیشیا سے کہیں بہتر ہے جہاں روزگار کے مواقع بھی موجود ہیں۔ یہاں لوڈ شیڈنگ بھی نہیں ہوتی اور یہاں کھانے پینے کا سامان بھی مفت مل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے مہمان بن جاؤ تو میزبان اپنے مہمانوں کے لئے کئی سالوں تک قیام و طعام کا

سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ چوہدری تلوار سنگھ نے کہا تھا کہ اگر ہم کسی طرح سے بھونپو داس کی مہمان نوازی حاصل کر لیں تو ہماری ساری زندگی چین اور سکون سے کٹ سکتی ہے۔ بھونپو داس چاہیں تو مجھ جیسے بوڑھے کے لئے بھی جوان حسینہ حاصل کر سکتا ہے۔ بس جناب یہ سننا تھا کہ ہم نے اپنا رختِ سفر باندھا اور آپ کی خدمت میں چلے آئے۔ اب آپ کو نہ صرف ہمارے قیام و طعام کا بندوبست کرنا ہے بلکہ ان تینوں کے لئے کچھ کریں نہ کریں میرے لئے ایک جوان بلکہ جوان حسینہ ضرور لا دیں تاکہ میں کافرستان میں بھی اپنی نسل بڑھا سکوں''...... بوڑھے نے رکے بغیر ٹیپ ریکارڈر کی طرح بولتے ہوئے کہا اور بھوپال داس اسے اس طرح تیزی سے بولتے دیکھ کر اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو اور تم کس چوہدری تلوار سنگھ کی بات کر رہے ہو۔ کیا تمہیں چوہدری شمشیر نے یہاں نہیں بھیجا ہے''۔ بھوپال داس نے غصے اور الجھن بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے آپ نے چار جماعتیں پاس نہیں کی ہیں اور پہلی جماعت سے ہی بھاگ گئے تھے اسی لئے آپ کو پتہ نہیں ہے کہ شمشیر کا مطلب تلوار ہی ہوتا ہے''...... بوڑھے نے منہ بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تم ایسی احمقانہ باتیں کیوں کر رہے ہو۔ مجھے چوہدری شمشیر نے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ میرے سامنے

اداکاری مت کرو اور اپنے بارے میں سب کچھ بتا دو۔ ہو سکتا ہے تم یہاں جس کام کے لئے آئے ہو اس معاملے میں تمہاری بھی کچھ مدد کر دوں''...... بھوپال داس نے کہا۔

''آپ کو ہمارے بارے میں سب کچھ معلوم ہے تو پھر ہم سے کیوں پوچھ رہے ہیں جناب اور اگر آپ واقعی ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں تو بس ہمیں جلد سے جلد اور اچھے سے اچھا کھانا کھلا دیں۔اب تو میرے پیٹ میں بھی بھوکے چوہے دوڑنا شروع ہو گئے ہیں۔ اگر کچھ دیر تک اور میں نے پیٹ نہ بھرا تو سارے بھوکے چوہے میرا پیٹ کتر کر باہر آ جائیں گے اور سب کے سب آپ کے پیچھے دوڑنا شروع کر دیں گے۔ پھر آپ آگے آگے ہوں گے اور خونخوار بھوکے چوہے آپ کے پیچھے پیچھے''...... بوڑھے نے اسی انداز میں کہا تو بھوپال داس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سمجھ گیا کہ اس بوڑھے کا دماغ اپنی جگہ سے کھسکا ہوا ہے اسی لئے وہ اس قدر احمقانہ باتیں کر رہا ہے۔

''تو تم اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے''...... بھوپال داس نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ کو ہم سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ ہم نے یہاں آنے کے لئے چوہدری صاحب کو بھاری معاوضہ دیا ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ آپ ہم سے کوئی سوال نہیں کریں گے کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں''...... ایک دیہاتی نے قدرے سخت لہجے

میں کہا جس کا نام بوڑھے نے آم کپور بتایا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ نہیں بتانا چاہتے تو نہ سہی لیکن......'' بھوپال داس نے کچھ کہنا چاہا لیکن خود ہی خاموش ہو گیا۔

''لیکن کیا''...... دوسرے دیہاتی کھجور داس نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ آپ لوگوں نے چونکہ ہمیں بھاری معاوضہ ادا کیا ہے اس لئے میرا فرض ہے کہ آپ جب تک چاہیں میری حویلی میں رہ سکتے ہیں۔ آپ کی یہاں بھرپور خدمت کی جائے گی۔ آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو گی آپ کو بلا تاخیر مہیا کر دی جائے گی''۔ بھوپال داس نے کہا۔

''ہر چیز''...... بوڑھے نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہر چیز''...... بھوپال داس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو کیا آپ ہمیں توپ بھی لا کر دے سکتے ہیں''...... بوڑھے نے کہا تو بھوپال داس چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''توپ۔ کیا مطلب۔ توپ کا آپ کیا کریں گے''...... بھوپال داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جن سے ہم انتقام لینے کے لئے آئے ہیں ہم توپ لے جا کر ان پر گولے برسا دیں گے یا پھر انہیں توپ کے گولوں سے باندھ کر بحرالہند میں غرق کر دیں گے۔ کیوں بچو''...... بوڑھے نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اگر آپ اسلحے کی بات کر رہے ہیں تو پھر آپ کو وہ

بھی مہیا کر دیا جائے گا لیکن اس کے لئے آپ کو مجھے الگ معاوضہ دینا پڑے گا اور وہ بھی میری مرضی کا''...... بھوپال داس نے کہا۔

''اچھا۔ کتنا معاوضہ لیں گے آپ''...... بوڑھے نے پوچھا۔

''یہ اس پر منحصر ہے کہ آپ کون سا اسلحہ پسند کرتے ہیں''۔ بھوپال داس نے کہا۔

''کیا ہمیں کمان اور تیر مل سکتے ہیں''...... بوڑھے نے پوچھا۔

''تیر کمان۔ میں سمجھا نہیں''...... بھوپال داس نے کہا۔

''کس کا مطلب سمجھاؤں۔ تیر کا یا کمان کا''...... بوڑھے نے کہا تو بھوپال داس نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''لگتا ہے آپ مجھ سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں۔ آپ کھانا کھا لیں اس کے بعد آپ کو جہاں جانا ہو گا بتا دینا آپ کو میرے آدمی اپنی حفاظت میں آپ کی منزل تک پہنچا دیں گے''...... بھوپال داس نے کہا۔

''ہمارا پروگرام کافرستان کے کسی جنگل میں شکار کھیلنے کا ہوا تو کیا آپ کے آدمی ہمیں وہاں بھی پہنچا دیں گے''...... بوڑھے نے کہا تو بھوپال داس ایک بار پھر چونک کر اس کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا جیسے وہ اس بوڑھے کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو لیکن بوڑھے کے چہرے پر سوائے حماقتوں کے اور کچھ نہیں تھا۔

''کس جنگل میں شکار کھیلنا چاہتے ہیں آپ''...... بھوپال داس

نے پوچھا۔

''ساندر بن کے جنگلات میں''...... اس بار بوڑھے نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو بھوپال داس بری طرح سے چونک پڑا۔

''ساندر بن کے جنگلات میں''...... بھوپال داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ ہم ساندر بن کے جنگلات میں جا کر شکار کھیلنا چاہتے ہیں۔ اب بتائیں کیا آپ ہمیں وہاں شکار کھیلنے کے لئے لے جا سکتے ہیں''...... بوڑھے نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اس کا جواب میں آپ کو بعد میں دوں گا۔ فی الحال آپ آرام کریں''...... بھوپال داس نے کہا اور پھر وہ اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اب شدید حیرت اور پریشانی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا۔ اس نے فوراً جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنا شروع کر دیئے۔ نمبر پریس کرتے ہی اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سن کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''لیں۔ کیوں کال کی ہے''...... رابطہ ملتے ہی دوسری جانب

سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔ شاید کال سننے والے نے اس کا نمبر ڈسپلے پر دیکھ لیا تھا۔

''سر۔ پاکیشیا سے میرے پاس چار افراد سمگل ہو کر پہنچے ہیں۔ میں ان کے بارے میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں''...... بھوپال داس نے کہا۔

''چار افراد۔ کون ہیں وہ''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میں ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔ ان کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کا تعلق پاکیشیا کے کسی کرائم گروپ سے ہے۔ کافرستان کے ایک کرائم گروپ نے اس گروپ کو دھوکہ دیا تھا اور ان کی بھاری رقم لے کر کافرستان پہنچ گیا تھا۔ یہ چار افراد اس گروپ کو تلاش کر کے ان سے اپنی رقم اور بدلہ لینے کے لئے یہاں پہنچے ہیں اور انہوں نے اس کے لئے چوہدری شمشیر کو بھاری معاوضہ بھی ادا کیا ہے۔ ان میں ایک شخص بے حد بوڑھا ہے لیکن وہ جس انداز میں باتیں کر رہا ہے اس سے مجھے شک ہو رہا ہے کہ وہ پاکیشیا کا معروف ایجنٹ علی عمران ہے''...... بھوپال داس نے کہا۔

''کیا کہا۔ علی عمران۔ لیکن وہ یہاں کیوں آیا ہے۔ اس کا یہاں کیا کام''...... دوسری طرف سے بری طرح سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

''یہ میں نہیں جانتا جناب۔ لیکن اس کا انداز مجھے بری طرح

سے کھٹک رہا تھا۔ اگر آپ کہیں تو میں کنفرم کروں کہ وہ علی عمران ہے یا نہیں''...... بھوپال داس نے کہا۔

''اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے نانسنس۔ اگر تمہیں اس پر شک تھا تو پہلے اس کے بارے میں کنفرم کرتے اور پھر اس کے بارے میں مجھے بتاتے۔ نانسنس''...... دوسری جانب سے دہاڑتے ہوئے کہا گیا۔

''یس۔ یس سر۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ چوہدری شمشیر نے بتایا تھا کہ وہ چاروں میک اپ میں ہیں۔ میرے پاس جدید ترین میک اپ چیک کرنے والے آلات موجود ہیں۔ میں ابھی کچھ ہی دیر میں ان کے اصلی چہرے سامنے لے آؤں گا اور اگر وہ عمران اور اس کے ساتھی ہوئے تو میں آپ کو دوبارہ کال کر کے بتا دوں گا''...... بھوپال داس نے کہا۔

''نانسنس۔ اگر وہ عمران اور اس کے ساتھی ہوئے تو مجھے کال کرنے سے پہلے انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دینا۔ جب وہ ہلاک ہو جائیں تو ان کی لاشیں میرے ہیڈ کوارٹر بھجوا دینا پھر میں اپنے ہاتھوں سے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کروں گا۔ سمجھے تم نانسنس''...... دوسری جانب سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ اگر وہ عمران اور اس کے ساتھی ہوئے تو میں خود ان کی لاشیں لے کر آپ کے پاس آ جاؤں گا''...... بھوپال داس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرنے والے سے ڈرتا ہو۔

''او کے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا''...... دوسری جانب سے کہا گیا اور یکلخت رابطہ ختم ہو گیا۔

''ہونہہ۔ ایک تو شاگل صاحب کو ڈھنگ سے بات کرنی بھی نہیں آتی۔ جب دیکھو ہر کسی کو نانسنس نانسنس کہتے رہتے ہیں۔ سب سے بڑے نانسنس تو وہ خود ہیں''...... بھوپال داس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون جیب میں ڈالا اور مڑ کر تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

صاحبِ طرز مصنف جناب ظہیر احمد
کی عمران سیریز کے ان قارئین کے لئے جو
نیا ناول فوری حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک نئی سکیم
''گولڈن پیکیج''
تفصیلات کے لئے ابھی کال کیجئے
0333-6106573 & 0336-3644440

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

"یہ تم نے کیا احمقانہ انداز اپنا رکھا ہے اور تم نے ہمارے نام کیوں بگاڑ دیئے ہیں"...... بھوپال داس کے باہر جاتے ہی ایک دیہاتی جسے بوڑھا کریلا راج کہہ رہا تھا، نے بوڑھے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا جو اصل میں تنویر تھا۔ بوڑھا عمران تھا جبکہ کھجور داس صفدر اور عمران نے آم کپور کیپٹن شکیل کو بنایا تھا۔

این ٹی کی رپورٹ ملنے کے بعد عمران نے فوری طور پر اپنے تینوں ساتھیوں کے ساتھ اسمگلروں کے ذریعے سرحد کراس کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ این ٹی نے رپورٹ دی تھی کہ اس نے سپرے کرنے والے ایک نجی کمپنی کے جہاز کے ذریعے ساندر بن کے جنگلات کو دور سے لیکن کافی بلندی سے چیک کیا تھا۔ گھنے جنگلات میں اسے دور سے ہی اینٹوں کے بھٹے جیسی ایک بڑی چمنی دکھائی دے گئی تھی جس سے کثیف دھواں نکل رہا تھا۔ یہ چمنی عام چمنیوں

سے کہیں بڑی تھی اس کا دہانہ بھی عام چمنیوں سے کافی بڑا تھا جو مسلسل سیاہ دھواں اگل رہا تھا۔ این ٹی نے جنگلات کی طرف جانے کی کوشش کی تھی لیکن ٹاور سیکشن سے اسے ٹرانسمیٹر کال موصول ہوئی تھی کہ وہ ساندر بن کے جنگلات کی طرف اپنا جہاز نہ لے جائے ورنہ اس کا جہاز ہٹ کر دیا جائے گا۔ این ٹی نے چونکہ چمنی اور چمنی سے نکلتا ہوا دھواں دیکھ لیا تھا اس لئے وہ ساندر بن کے جنگلات کی طرف نہیں گیا تھا بلکہ فوری طور پر عمران کو رپورٹ کرنے کے لئے واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کال کر کے عمران کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ عمران اور بلیک زیرو کو جب یقین ہو گیا کہ پاکیشیا کے علاقے سردار پور پر اندھیرا مسلط کرنے میں کافرستان اور روسیاہ کا ہاتھ ہے تو ان کے غصے کی انتہا نہ رہی۔ بلیک زیرو اور عمران نے اپنے اپنے گروپس لے کر فوری طور پر کافرستان جانے کا پروگرام بنا لیا۔ عمران کے کہنے پر این ٹی نے ان کے لئے مزید معلومات حاصل کی تھیں جن کے مطابق روسیاہ کی ایجنسی کے جی بی ساندر بن کے جنگلات میں موجود تھی جبکہ کافرستان میں ریڈ ناٹ ایجنسی نے اپنا جال پھیلا رکھا تھا اور ریڈ ناٹ ایجنسی نے پورے ملک، خاص طور پر سرحدی علاقوں میں اپنی سیکرٹ فورس لگا دی ہے جو خاموشی سے ہر طرف چیکنگ کر رہی تھی۔ عمران نے بلیک زیرو سے مشورہ کیا تھا کہ وہ کافرستان داخل ہو کر ریڈ ناٹ اور اس کی سیکرٹ فورس کو

سنبھالے گا جبکہ بلیک زیرو، ہارنٹ بن کر ساندر بن کے جنگلات میں جا کر اپنا مشن مکمل کرے گا۔ دو گروپس کے حوالے سے بھی ان میں آپس میں ڈسکس ہوئی تھی۔ پہلے عمران اور بلیک زیرو نے پروگرام بنایا تھا کہ بلیک زیرو، ہارنٹ کے طور پر اپنے ساتھ جولیا اور جوزف کو لے جائے گا لیکن جب یہ کنفرم ہو گیا کہ پاور مشین کافرستان کے ساندر بن کے جنگلات میں کام کر رہی ہے اور ساندر بن کے جنگلات میں چونکہ وحشی قبائل نہیں تھے جس کے قد و قامت جوزف کی طرح ہو سکتے تھے اس لئے بلیک زیرو کا جوزف کو ساتھ لے جانا مشکل پیدا کر سکتا تھا۔ ساندر بن کے جنگلات میں اسے حالات کے مطابق میک اپ کا سہارا لینا پڑ سکتا تھا۔ وہ اپنے قد کاٹھ کے مطابق تو ہر قسم کا میک اپ کر سکتا تھا۔ جوزف کا میک اپ کر کے اس کا چہرہ تو بدلا جا سکتا لیکن اس کا قد کاٹھ ایسا تھا جو آسانی سے سب کی نظروں میں آ سکتا تھا اس لئے بلیک زیرو نے جوزف کو ہارنٹ مشن میں ڈراپ کرنے کا فیصلہ کیا تھا اب وہ صرف جولیا کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ بلیک زیرو نے اپنے طور پر کافرستان جانے کا پروگرام بنایا تھا جبکہ عمران نے کافرستان اپنے تین ساتھیوں، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ جانے کا پروگرام بنایا تھا اور اس کے لئے اسے ٹائیگر نے ایک اسمگلر سے ملا دیا تھا جو انہیں آسانی سے ہیومن ٹریفک کے ذریعے کافرستان منتقل کر سکتا تھا۔ ٹائیگر نے عمران کو ایک سرحدی قصبے کے چوہدری شمشیر

سے ملا دیا تھا جو سرحد پار ہر قسم کی اسمگلنگ انتہائی دھڑلے سے کرتا تھا۔ اسلحہ اور منشیات کے ساتھ وہ ہیومن ٹریفک میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔

ٹائیگر کے توسط سے اس نے عمران اور اس کے تین ساتھیوں کو بھاری معاوضے پر سرحد کراس کرانے کا وعدہ کیا تھا۔ عمران نے اسے پیشگی اس کا منہ مانگا معاوضہ ادا کر دیا تھا۔ چوہدری شمشیر نے ان سب کو اگلے ہی روز رات کے وقت سرحد کراس کرا دی تھی اور اپنے سورسز سے انہیں سرحد کی دوسری طرف ان رینجرز کے پاس بھیج دیا تھا جن کے روابط کافرستان کے سرحدی قصبے وسنت نگر کے جاگیردار بھوپال داس سے تھے۔

''نام سے کچھ نہیں ہوتا پیارے۔ یہاں کام دیکھا جاتا ہے اور ہم یہاں کام کرنے نہیں بلکہ کام دکھانے کے لئے ہی آئے ہیں۔ این ٹی کی اطلاع کے مطابق کافرستان میں ہر طرف سیکرٹ فورس کام کر رہی ہے جو یہاں آنے جانے والوں پر کڑی نظریں رکھے ہوئے ہے اور شک پڑنے پر وہ گولی سے اُڑا دینے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ ہمیں فوری طور پر یہاں پہنچنا تھا اس لئے ہمیں اسمگلروں کی مدد سے یہاں آنا پڑا اور دیکھ لو اس بار ہمیں سرحد کراس کرنے کے لئے زیادہ تگ و دو نہیں کرنا پڑا ہے۔ چوہدری شمشیر اور بھوپال داس جرائم کی دنیا کے اتنے بڑے شیطان ہیں جن سے نرم سلوک اور نرم لہجے میں بات کرنا بھی میں گناہ سمجھتا

ہوں اسی لئے میں نے اس سے ایسا رویہ اختیار کر رکھا ہے“۔ بوڑھے نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا جو عمران تھا۔

”اب آپ کا فی الحال یہیں رکنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ہم بھوپال داس کے پاس جاتے ہی وہاں سے آگے نکل جائیں گے“...... صفدر نے کہا۔

”چلے جائیں گے پیارے۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ابھی تو ہم آئے ہیں۔ کچھ دیر آرام کر لیں پھر چلے جائیں گے۔ ویسے بھی یہ مشن پھیکا اور بور سا ہے۔ جس پر کام کرنے کو میرا تو دل ہی نہیں چاہ رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”پھیکا اور بور مشن۔ کیوں۔ یہ مشن پھیکا اور بور کیسے ہو سکتا ہے۔ کافرستان اور روسیاہ نے مل کر پاکیشیا کو اندھیروں میں ڈبونے کی سازش کی ہے جس کی وجہ سے اٹھارہ کروڑ سے زائد مسلمانوں کی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں یہ مشن پھیکا اور بور سا ہے“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بھائی میرے میں نے پھیکا اور بور مشن دوسرے نظریئے سے کہا تھا۔ اس مشن میں ہمارے ساتھ وہ نہیں ہے نا۔ اس کی غیر موجودگی میں مشن پھیکا اور بور نہیں لگے گا تو اور کیا ہوگا“...... عمران نے کہا۔

”وہ نہیں ہے۔ وہ سے آپ کی کیا مراد ہے“...... کیپٹن شکیل نے عمران کی بات سمجھ کر جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

”وہ وہ۔ اب میں نے اس کا نام لیا تو تنویر مجھے کچا ہی چبا جائے گا اور اب یہاں میرا وہ ہمدرد ہی نہیں ہے جو میری جان تنویر سے بچا سکے“...... عمران نے کن انکھیوں سے تنویر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تنویر کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

”کہہ لو۔ کہہ لو جو بھی کہنا ہے۔ مجھے اب تمہاری باتوں پر غصہ نہیں آتا“...... تنویر نے کہا تو عمران یوں اچھل پڑا جیسے اچانک اسے کسی زہریلے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

”کک کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تمہیں واقعی میری باتوں پر اب غصہ نہیں آتا ہے“...... عمران نے اس کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا جیسے تنویر نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

”ہاں۔ فضول بکواس کرنا تمہاری عادت بن چکی ہے اور میں کسی کی بکواس پر توجہ ہی نہیں دیتا پھر کیسا غصہ“...... تنویر نے کہا۔

”گڈ شو۔ یہ کہہ کر تم نے میرا سیروں بلکہ منوں خون بڑھا دیا ہے۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم بخوشی اپنی بہن کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو گے“...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اس کی بات سن کر تنویر بھڑک اٹھا۔ اس نے غصے سے کچھ کہنے کے منہ کھولا پھر کچھ سوچ کر اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں اس کا چہرہ یکلخت پکے ہوئے ٹماٹر کی

طرح سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"گڈ۔ میری اس بات پر تم نے کوئی ریمارکس نہیں دیئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میں واپس جاتے ہی اپنی بارات اور بینڈ باجے کا بندوبست کرنا شروع کر دوں"...... عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا لیکن تنویر خاموش تھا۔ اس نے مضبوطی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے جیسے اس بار واقعی اس نے عمران کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دینے کی قسم کھا لی ہو۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے دروازے پر قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر بھوپال داس تیز تیز چلتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ اسے دیکھتے ہی عمران خاموش ہو گیا۔

بھوپال داس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ وہ انہیں گھورتا ہوا آگے بڑھا اور ایک بار پھر ان کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ عمران بوڑھے کے روپ میں بھوپال داس کی طرف دیکھنے کی بجائے دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی اور کے آنے کا بھی انتظار ہو۔

"میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔ تم دروازے کی طرف کیوں دیکھ رہے ہو"...... بھوپال داس نے اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کے پیچھے ویٹروں کی طویل قطار کب داخل ہو گی جو لوازمات سے بھری ہوئی ڈشیں لے کر یہاں آئیں

گے اور ہماری ترسی ہوئی نگاہیں کھانے پینے کا سامان دیکھ سکیں گی"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ میں نے تمہارے قیام و طعام کا کہہ دیا ہے۔ کچھ ہی دیر میں تمہیں کھانا سرو کر دیا جائے گا۔ میں تم سے ایک ضروری بات کرنے کے لئے آیا ہوں"...... بھوپال داس نے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید بات کرتا۔ اسی لمحے ایک دیہاتی تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر بھوپال داس نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں۔ دیکھ نہیں رہے میں مہمانوں سے ضروری بات کر رہا ہوں"...... بھوپال داس نے اس دیہاتی سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مم مم۔ میں معافی چاہتا ہوں حکم۔ مم مم۔ میں۔ میں"۔ دیہاتی نے بھوپال داس کو غصے میں دیکھ کر بری طرح سے سہم کر کہا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے اور خبردار جب تک میں نہ کہوں اس طرف کوئی نہ آئے"...... بھوپال داس نے گرجتے ہوئے کہا اور آنے والا دیہاتی بوکھلائے ہوئے انداز میں مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ عمران کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ دیہاتی نے باہر جاتے ہوئے بڑی صفائی سے کوئی چیز فرش پر گرا دی تھی۔ عمران کی نظریں اس چیز پر جم گئی تھیں۔

''ہاں تو میں تم سے کچھ کہہ رہا تھا''...... بھوپال داس نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

''ایک منٹ بھونپو داس جی۔ میں ابھی آیا''...... بوڑھے نے کہا اور اپنے نام کی مٹی پلید ہوتے دیکھ کر بھوپال داس نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران اٹھا اور کمر پر ہاتھ رکھ کر بڑے بھونڈے انداز میں لنگڑاتا ہوا اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں آنے والے دیہاتی نے کوئی چیز گرائی تھی۔ اس چیز کو دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ ایک چھوٹا سا بٹن تھا جس پر چھوٹے چھوٹے سے سوراخ بنے ہوئے تھے۔ بٹن نما یہ ڈیوائس وائس بگ تھا جس سے کمرے میں ہونے والی دھیمی سے دھیمی آواز بھی کسی رسیور میں سنی جا سکتی تھی۔ عمران چلتے چلتے اچانک گرا اور اس نے بڑی صفائی سے بگ اٹھا لیا۔

''کیا ہوا تم اس طرح کیوں گر گئے تھے''...... بھوپال داس نے اسے گرتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بوڑھا آدمی ہوں بھونپو داس جی۔ چکنے فرش پر پھسل کر گروں گا نہیں تو کیا کبڈی کھیلوں گا''...... عمران نے کہا اور مڑ کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

''ہاں تو آپ ہم سے کچھ پوچھ رہے تھے جناب بھونپو داس صاحب''...... عمران نے بھوپال داس کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے بھونڈے انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم میرے نام کی مٹی پلید کیوں کر رہے ہو۔ میں بھونپو داس نہیں ہوں''...... بھوپال داس نے منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا تم پھونپو پلید ہو''...... عمران نے مچی مچی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ نانسنس۔ میں تم سے یہاں ہنسی مذاق کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ سمجھے تم''...... بھوپال داس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں تو سمجھ گیا ہوں۔ میرے بچوں کو آپ کی بات سمجھ آئی ہے یا نہیں اس کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ ان سے پوچھ لیں اگر انہیں بھی آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں انہیں سمجھا دیتا ہوں''...... عمران نے بڑے بھولپن سے کہا اور اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی جبکہ بھوپال داس کے چہرے پر غصے کے تاثرات اور زیادہ نمایاں ہو گئے تھے۔

''شٹ اپ۔ یہ بتاؤ تم کون ہو''...... بھوپال داس نے اس بار غراتے ہوئے کہا۔

''ہم آپ کی طرح انسان ہی ہیں جناب۔ آپ کی طرح ہمارے بھی دو ہاتھ، دو ٹانگیں، ایک چہرہ، چہرے پر ایک ناک، دو آنکھیں اور دو کان ہیں۔ ہم میں اور آپ میں صرف اتنا فرق ہے کہ آپ کی جلاد خان مارکہ مونچھیں ہیں جبکہ ہم نے گھر کی یہ کھیتی صاف کرا رکھی ہے''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا

پورا بندوبست کر کے آیا تھا''...... بھوپال داس نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی تو اچانک کمرے میں دیہاتی مشین گنیں لئے ہوئے تیزی سے داخل ہوئے اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ دیہاتیوں کو اس طرح مشین گنیں لے کر اندر آتے دیکھ کر تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ دیہاتی جس تیزی سے اندر آئے تھے اس سے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پہلے سے ہی دروازے کے پاس موجود ہوں اور بھوپال داس کے کسی مخصوص اشارے کے منتظر ہوں۔

''اب کھل جاؤ عمران اور بتا دو کہ تم اور تمہارے ساتھی یہاں کیوں آئے ہیں''...... بھوپال داس نے عمران کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بھیڑیئے جیسی غراہٹ تھی۔

''پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ۔ تمہارا تعلق کس سے ہے''۔ عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے کسی سوال کے جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔ بولو۔ کیوں آئے ہو یہاں''...... بھوپال داس نے غرا کر کہا۔

''جس طرح تم میرے سوال کا جواب دینے کے پابند نہیں ہو اسی طرح میں اور میرے ساتھی بھی تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کے پابند نہیں ہیں''...... اس بار عمران کے حلق سے بھی غراہٹ بھری آواز نکلی۔

''ٹھیک ہے۔ مت بتاؤ۔ میرے لئے یہی کافی ہے کہ تم نے خود کو ظاہر کر دیا ہے۔ میں نے موت کو تمہارے سروں پر مسلط کر دیا ہے جس سے تم اور تمہارے ساتھی نہیں بچ سکتے''...... بھوپال داس نے کہا۔

''تو کیا تم ہمیں ان دیہاتیوں کے ہاتھوں ہلاک کراؤ گے''۔ عمران نے پوچھا۔

''یہ دیکھنے میں دیہاتی ہیں مگر ان کا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس کی بلیک فورس سے ہے اور میں اس فورس کا انچارج ہوں سمجھے تم''...... بھوپال داس نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تو تم پاگل شاگل کی فورس سے تعلق رکھتے ہو''...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''ہاں۔ میری چیف شاگل سے بات ہو گئی ہے اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ پہلے میں تم سب کو ہلاک کروں اور پھر میں تمہاری لاشیں لے کر اس کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤں۔ چیف اپنے ہاتھوں سے تمہاری لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلانا چاہتا ہے''...... بھوپال داس نے سفاکی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ یہ ہم پر فائرنگ کریں۔ دیکھتے ہیں کہ ان کی مشین گنوں سے نکلی ہوئی گولیاں کس کے حصے میں آتی ہیں''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کا اطمینان بھرا لہجہ دیکھ کر بھوپال داس بری طرح

تھا۔

''ہونہہ۔ کیا تم عمران ہو اور تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... بھوپال داس نے کہا اور صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ بھوپال داس نے ان سے ڈائریکٹ سوال کر دیا تھا۔ بھوپال داس کا سوال سن کر عمران اسی طرح بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا رہا۔

''کون عمران۔ کیسی سیکرٹ سروس''...... تنویر نے جواباً غرا کر کہا۔

''ایک منٹ کریلا راج۔ ایک منٹ۔ جب بڑے آپس میں لڑ رہے ہوں تو بچوں کو بیچ میں ٹانگ نہیں اڑانی چاہئے ٹوٹ بھی سکتی ہے۔ ہاں تو بھونپو داس جی آپ نے کیا پوچھا ہے''...... عمران نے پہلے تنویر سے اور پھر بھوپال داس سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تمہارا کسی کرائم گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ تم عمران ہو اور تمہارے یہ ساتھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں بوڑھا ضرور ہوں لیکن میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتی ہیں''...... بھوپال داس نے کہا۔

''بوڑھا ہونے کے بعد لگتا ہے کہ تمہاری آنکھوں میں خوردبین ایڈجسٹ ہو گئی ہے جس سے تم ہمارے میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے چہرے دیکھ رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے اس بار

اصلی آواز میں کہا تو نہ صرف بھوپال داس بلکہ عمران کے ساتھی بھی بری طرح سے چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ تمہاری یہ آواز۔ اوہ گاڈ۔ تو میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ تم عمران ہو۔ علی عمران۔ میں اس آواز کو ہزاروں لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں''...... بھوپال داس نے بری طرح سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بہت خوب۔ اگر تم میں پہچان کی اتنی ہی صلاحیت موجود ہے تو پھر تمہارا نام بھونپو داس کی بجائے پہچان داس ہونا چاہئے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم چوہدری شمشیر اور مجھے دھوکہ دے کر یہاں پہنچے ہو لیکن کیوں۔ تمہارا اس طرح اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آنے کا کیا مقصد ہے''...... بھوپال داس نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے بڑے بے چین لہجے میں کہا۔

''ہم یہاں تمہارے ساتھ گلی ڈنڈا کھیلنے آئے ہیں۔ سنا ہے تم اس کھیل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''شٹ اپ۔ جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو''۔ بھوپال داس نے کہا۔

''اگر نہ دوں تو''...... عمران نے کہا۔

''تو تم اور تمہارے ساتھی یہاں سے بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ مجھے تم پر پہلے ہی شک ہو گیا تھا اس لئے یہاں آتے ہوئے میں

سے چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔تم کہنا کیا چاہتے ہو''...... بھوپال داس نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ مجھ بے چارے بوڑھے نے کیا کہنا ہے۔ میں تو پہلے ہی بڑھاپے کی وجہ سے اپنی ٹانگیں تمہاری قبر میں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ فائرنگ کے نتیجے میں اگر تم ہلاک ہو گئے تو کوئی بات نہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہارے ساتھی فائرنگ کر کے اپنی ہی چلائی ہوئی گولیوں کا نشانہ نہ بن جائیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو بھوپال داس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''یہ کیسے ممکن ہے کہ میرے ساتھی اپنی ہی فائرنگ کی زد میں آ جائیں''...... بھوپال داس نے کہا۔

''اس کے لئے تو تمہیں تجربہ کرنا پڑے گا۔ ان سے کہو کہ یہ ہم پر فائرنگ کریں۔ پھر دیکھنا یہ کس طرح سے اپنی ہی چلائی ہوئی گولیوں کا نشانہ بنتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے بارے میں اچھی طرح سے جانتا ہوں عمران۔ تم مجھے احمق بنانے کی کوشش کر رہے ہو لیکن میں تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کروں گا''...... بھوپال داس نے کہا۔

''نہ کرو۔ میں کون سا تمہیں اپنی بات منوانے کے لئے زور دے رہا ہوں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو بھوپال داس غرا

کر رہ گیا۔ وہ چند لمحے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف غور سے دیکھتا رہا۔ عمران کی طرح اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی اطمینان دکھائی دے رہا تھا۔ ان کے چہروں پر موت کا اسے کوئی خوف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''فائر''...... اچانک بھوپال داس نے کہا۔ اس نے ابھی فائر کا لفظ استعمال کیا ہی تھا کہ اسی لمحے اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور باہر جیسے تیز اور زور دار دھماکے ہونا شروع ہو گئے۔ دھماکے اس قدر شدید اور خوفناک تھے کہ انہیں یکلخت در و دیوار ہلتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ زور دار دھماکوں سے وہ سب اچھل اچھل کر گرنا شروع ہو گئے اور پھر اچانک ایک اور زور دار دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت کا سارا ملبہ اس پر آ گرا ہو۔

بلیک زیرو بڑے اطمینان سے طیارے کی سیٹ پر بیٹھا ایک رسالے کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا بیٹھی تھی جو طیارے کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔

یہ طیارہ ابھی کچھ دیر قبل نیدر لینڈ کے بین الاقوامی ہوائی اڈے سے اُڑا تھا اور اس طیارے کی منزل کافرستان تھی۔ بلیک زیرو گزشتہ روز ہی نیدر لینڈ پہنچ گیا تھا اور پھر اس نے یہاں سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کی مدد سے نہ صرف پاسپورٹ اور ویزا حاصل کر لیا بلکہ اب وہ ایک سرکاری انجینئر کے روپ میں کافرستان جا رہا تھا۔ کافرستان نے گزشتہ دنوں نیدر لینڈ سے آئل ریفائنری کی تنصیب کا ایک معاہدہ کیا تھا اور اس سلسلے میں نیدر لینڈ کے ایک انجینئر کو بھی کافرستان آنے کی دعوت دی تھی کہ وہ کافرستان میں آئل ریفائنری کے لئے مناسب جگہ تلاش کر کے نہ صرف اپنی حکومت کو رپورٹ کرے بلکہ کافرستانی حکومت کو بھی اس سلسلے میں

مطمئن کرے۔ نیدر لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن شعبے کے انچارج کو اچانک ہی اس انجینئر کے بارے میں اور اس سے کئے ہوئے کافرستانی معاہدے کے بارے میں علم ہو گیا تھا جس کے ساتھ اس کی اسسٹنٹ بھی کافرستان جا رہی تھی۔ فارن شعبے کے انچارج نے فوراً اس انجینئر اور لیڈی سیکرٹری کو اغوا کرا لیا اور پھر اس نے اس انجینئر اور اس کی سیکرٹری کے روپ میں بلیک زیرو اور اس کے ساتھ جانے والی لیڈی ایجنٹ کو کافرستان روانہ کرنے کا بندوبست کر دیا تھا۔

جولیا، بلیک زیرو کے نیدر لینڈ جانے کے ایک دن بعد وہاں پہنچی تھی۔ چیف نے جولیا کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اکیلی نیدر لینڈ جائے گی جہاں اسے ایک فارن ایجنٹ ہارنٹ کے ساتھ کافرستان روانہ ہونا ہے۔ وہ دونوں کافرستان کے ساندر بن کے جنگلات میں جا کر اپنا مشن پورا کریں گے جبکہ عمران اور اس کے ساتھی دوسرے راستے سے کافرستان جا کر کافرستانی فورسز کو سنبھالیں گے تاکہ وہ ان کے ساندر بن کے جنگلات میں جانے کی راہ ہموار کر سکیں۔ جولیا کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ فارن ایجنٹ ہارنٹ کو نہیں جانتی تھی لیکن اس کے لئے یہی کافی تھا کہ ہارنٹ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور وہ کسی بھی پاکیشیائی ایجنٹ کے ساتھ کسی بھی مشن پر کام کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتی تھی۔

ہارنٹ سے مل کر جولیا کو بھی احساس ہوا کہ اس نے ہارنٹ کے

ساتھ کافرستان مشن پر کام کرنے کا فیصلہ کر کے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ ہارنٹ اس کی توقعات سے کہیں بڑھ کر ذہین، طاقتور اور انتہائی تربیت یافتہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اس سے انتہائی سلجھے ہوئے انداز میں بات کرتا تھا اور اس نے ساندر بن کے جنگلات میں جانے کی اپنی پلاننگ سے جولیا کو آگاہ کر دیا تھا۔ اس کی پلاننگ سے جولیا کو اس کی ذہانت کا ادراک ہو رہا تھا کہ ہارنٹ کسی بھی لحاظ سے عمران سے کم صلاحیتوں کا مالک نہیں ہے۔

چنانچہ جیسے ہی ان دونوں کے کاغذات تیار ہوئے وہ دونوں کافرستان جانے والے طیارے میں سوار ہو گئے اور اب طیارہ انہیں لے کر کافرستان کی طرف محو پرواز تھا۔ بلیک زیرو نے اپنا اور جولیا کا میک اپ اس قدر مہارت سے کیا تھا کہ کوئی کسی صورت میں انہیں پہچان نہیں سکتا تھا اور اس نے جولیا کا بھی جس ماہرانہ انداز میں میک اپ کیا تھا اسے دیکھ کر جولیا مبہوت رہ گئی تھی۔ اس میک اپ میں وہ مکمل طور پر اس لڑکی کے روپ میں آ گئی تھی جو انجینئر کے ساتھ اس کی اسسٹنٹ بن کر کافرستان جا رہی تھی۔

چھ گھنٹوں کی پرواز کے بعد جب طیارہ کافرستان کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر لینڈ ہوا تو تو بلیک زیرو اور جولیا نے اپنے بیگ اٹھائے اور سیدھے امیگریشن کاؤنٹر کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ بلیک زیرو کے چہرے پر گہرا اطمینان اور چال میں بھرپور خود اعتمادی تھی۔

کلیئرنس سیکشن پر اس نے اپنا اور جولیا کا بیگ اور کاغذات چیکنگ آفیسر کے سامنے رکھے تو اس نے مسکرا کر ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر وہ کاغذات اور ان کے بیگ چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحے وہ کاغذات کی جانچ پڑتال کرتا رہا پھر اس نے کاغذات پر کلیئرنس کی مہریں ثبت کیں اور ان کے بیگ چیک کرنے لگا۔ بیگ چیک کر کے اس نے دونوں بیگوں پر کلیئرنس کے مخصوص ٹیگ لگائے اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے کاغذات بلیک زیرو کے حوالے کر دیئے۔

”کافرستانی حکومت کی طرف سے میں امیگریشن آفیسر آپ دونوں معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں“...... آفیسر نے کہا تو بلیک زیرو نے جواباً مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے اپنے اور جولیا کے کاغذات اٹھا کر اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالے پھر اس نے جولیا کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں ایئر پورٹ کے احاطے سے نکلتے چلے گئے۔

جولیا کو ہارنٹ کی یہ بات بے حد پسند آ رہی تھی کہ وہ زیادہ تر خاموش رہنے کا عادی تھا۔ ضرورت پڑنے پر ہی وہ اس سے بات کرتا رہا ورنہ خاموش ہی رہتا تھا۔ ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی وہ دونوں ٹیکسی سٹینڈ کی جانب بڑھتے چلے گئے اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھے گولڈ سٹار ہوٹل کی جانب اُڑے جا رہے تھے کیونکہ اس ہوٹل کا کمرہ ان کے لئے کافرستانی حکومت کی

طرف سے پہلے ہی بک کر دیا گیا تھا۔ بلیک زیرو اور جولیا ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے تھے۔ ٹیکسی ابھی ایئر پورٹ سے نکلی ہی تھی کہ اچانک بلیک زیرو کی نظریں ٹیکسی کے بیک ویو مرر پر پڑیں۔ دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے سیاہ رنگ کی ایک کار دکھائی دی جو ایئر پورٹ سے مسلسل ٹیکسی کے پیچھے آ رہی تھی۔ جولیا نے اسے چونکتے دیکھ لیا تھا۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے اس سے نیدر لینڈ کی زبان میں پوچھا۔

''کچھ نہیں''...... بلیک زیرو نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا اور اطمینان بھرے انداز میں سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس کے اور جولیا کے کاغذات مکمل تھے اور ان کے پاس ایسا کوئی سامان بھی نہیں تھا جس سے وہ مشکوک سمجھے جا سکتے ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی حفاظت کے لئے کافرستان کی سیکورٹی فورس خاموشی سے ان کے پیچھے آ رہی ہو۔ ہارنٹ کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر جولیا بھی مطمئن ہو گئی۔ بلیک زیرو خاموشی سے دارالحکومت کی سڑکیں دیکھنا شروع ہو گیا۔ ابھی ٹیکسی کچھ ہی دور گئی ہو گی کہ اچانک بلیک زیرو ایک بار پھر چونک پڑا۔

''ڈرائیور۔ یہ تم ہمیں کس طرف لے جا رہے ہو۔ یہ راستہ تو زیرو پوائنٹ کی طرف نہیں جاتا جہاں گولڈ سٹار ہوٹل ہے''...... بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا تو جولیا بری طرح سے چونک پڑی اور وہ

بھی سڑک کو غور سے دیکھنا شروع ہو گئی جہاں سے ٹیکسی گزر رہی تھی۔ بلیک زیرو کی بات کا ڈرائیور نے کوئی جواب نہ دیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گونگا اور بہرہ ہو۔

''میں تم سے کہہ رہا ہوں ڈرائیور۔ یہ تم ہمیں کس طرف لے جا رہے ہو''...... بلیک زیرو نے ایک بار پھر ڈرائیور سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا لیکن ڈرائیور نے پلٹ کر نہ ان کی طرف دیکھا اور نہ ہی بلیک زیرو کی بات کا جواب دیا بلکہ اس نے اچانک مخصوص انداز میں سیٹی بجانی شروع کر دی۔

''کیا چکر ہے۔ یہ ہمیں کہاں لے جا رہا ہے''...... جولیا نے ٹیکسی ڈرائیور کو اس طرح سیٹی بجاتے دیکھ کر قدرے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... بلیک زیرو نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک ان کے سامنے اگلی سیٹوں اور پچھلی سیٹ کے درمیان سرر کی آواز کے ساتھ شیشے کی ایک دیوار چھت سے نکل کر نیچے تک پھیلتی چلی گئی اور ساتھ ہی کٹک کٹک کی آوازوں کے ساتھ ٹیکسی کے پچھلے دروازوں کے لاک بند ہو گئے۔ یہ دیکھ کر بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے سامنے بننے والی شیشے کی دیوار پر ہاتھ مارا لیکن دیوار بے حد مضبوط اور ٹھوس تھی۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ تم اس طرح ہمیں ٹیکسی میں قید کیوں کر رہے ہو''...... بلیک زیرو نے شیشے کی دیوار پر زور زور سے ہاتھ

مارتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو"...... ڈرائیور نے ان کی جانب گردن گھماتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"لیکن کیوں اور......" بلیک زیرو نے چیختے ہوئے انداز میں ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اسے تیز اور انتہائی ناگوار سی بو محسوس ہوئی اس نے فوراً اپنا سانس روک لیا۔ لیکن دیر ہو چکی تھی۔ بو اس کے دماغ پر چڑھ گئی تھی۔ بلیک زیرو کو اپنا سر کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا محسوس ہوا اور اس کے دماغ میں اندھیرا سا بھر گیا۔ اس نے سر جھٹک کر دماغ میں بھرتا ہوا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن لاحاصل۔ دوسرے ہی لمحے وہ بے ہوش ہو کر سیٹ پر لڑھکتا چلا گیا۔ پھر جب بلیک زیرو کی آنکھ کھلی تو اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اگلے ہی لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ راڈز والی ایک کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے سر جھٹک کر آنکھوں کے سامنے آنے والی دھند ختم کرنے کی کوشش کی۔ چند ہی لمحوں میں نہ صرف اس کا ذہن لاشعور سے شعور میں آ گیا بلکہ اس کی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند بھی ختم ہو گئی اور پھر وہ خود کو ٹیکسی کی بجائے ایک کمرے میں راڈز والی کرسی پر جکڑے پا کر بری طرح سے چونک پڑا۔

اس نے دائیں طرف دیکھا تو اس کے ساتھ ایک اور راڈز والی کرسی موجود تھی جس پر جولیا جکڑی ہوئی تھی۔ جولیا کا سر ڈھلکا ہوا

تھا اور وہ بے ہوش دکھائی دے رہی تھی۔ کمرے کی دیواروں پر جدید اور سائنسی ایذا رسائی کے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ دائیں طرف ایک بڑی سی مشین موجود تھی جس کے سامنے سفید ایپرن پہنے ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ مشین پر ایک سکرین بھی نصب تھی جو آف تھی۔ ادھیڑ عمر اس مشین کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھا۔ سامنے کمرے کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ ہوش میں آتے ہی بلیک زیرو کے ذہن میں سابقہ مناظر ابھر آئے تھے۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ آخر اس سے کس مراحل میں غلطی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسے اس طرح ٹیکسی میں ہی بے ہوش کر دیا گیا تھا اور اب وہ یہاں راڈز والی کرسی میں جکڑا ہوا تھا۔ اسے بخوبی یاد تھا کہ نیدر لینڈ کے فارن شعبے کے انچارج نے اس کے لئے جس انجینئر کے کاغذات تیار کرائے تھے وہ مکمل اور جامع تھے اور انجینئر اور اس کی پرسنل سیکرٹری فارن شعبے کی تحویل میں ہی تھے پھر ایسا کیا ہو گیا تھا کہ کافرستان آتے ہی نہ صرف ان کا تعاقب کیا گیا تھا بلکہ ایک عام سی ٹیکسی جسے بلیک زیرو نے خود ہائر کیا تھا، میں اچانک ان کے اور ڈرائیور کے درمیان شیشے کی ایک دیوار حائل ہو گئی تھی اور ٹیکسی کے دونوں دروازے خود بخود لاک ہو گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو، ڈرائیور سے کچھ پوچھتا اچانک تیز بو سے بلیک زیرو کا دماغ چکرا گیا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اسے اب ہوش آ رہا تھا اور وہ جولیا سمیت ایک انجان جگہ راڈز والی کرسی پر

جکڑا ہوا تھا۔

"ہونہہ۔ یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا شخص دو مسلح افراد کے ساتھ اندر آ گیا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر مشین پر کام کرنے والا شخص فوراً اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

آنے والے شخص کے چہرے پر بے پناہ درشتگی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے اور اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا آگے آیا اور بلیک زیرو کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

"تو تمہیں ہوش آ گیا ہے"...... اس شخص نے بلیک زیرو کو ہوش میں دیکھ کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں کرنل وشال ہوں ریڈ ناٹ کا چیف"...... آنے والے شخص نے کہا اور ریڈ ناٹ اور کرنل وشال کا سن کر بلیک زیرو بری طرح سے چونک پڑا۔

"ریڈ ناٹ۔ کرنل وشال۔ لیکن میرا آپ سے کیا تعلق ہے اور آپ نے ہمیں اس طرح یہاں لا کر کیوں باندھا ہے۔ آپ جانتے

ہیں کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں"...... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارا نام ڈگلس ہے اور تم نیدر لینڈ کے آئل ریفائنری شعبے کے انجینئر ہو جو کافرستان کی دعوت پر نیدر لینڈ سے آئل ریفائنری کے لئے جگہ سلیکٹ کرنے اور اس جگہ کے بارے میں رپورٹ تیار کرنے کے لئے یہاں آئے ہو اور یہ تمہاری پرسنل سیکرٹری مس ایمنا ہے"...... کرنل وشال نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"جب آپ جانتے ہیں کہ میں یہاں حکومتی ایما پر یہاں آیا ہوں تو پھر آپ نے مجھے اور مس ایمنا کو اس طرح اغوا کیوں کیا ہے۔ کیا کافرستان آنے والے معزز مہمانوں کے ساتھ ایسا ہی ناروا سلوک کرتا ہے"...... بلیک زیرو نے احتجاج بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہم یہاں آنے والے معزز مہمانوں کی نہ صرف عزت کرتے ہیں بلکہ ان کے مرتبے کے لئے انہیں باقاعدہ ہر قسم کا پروٹوکول بھی مہیا کرتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ معزز مہمانوں کی ہی حیثیت رکھتے ہوں"...... کرنل وشال نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں اور میری پرسنل سیکرٹری آپ کی نظر میں معتبر نہیں ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"آپ بتائیں۔ آپ آئل ریفائنری کے کس شعبے سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کو کس کمپنی نے یہاں بھیجا ہے"...... کرنل وشال

نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کیسا سوال ہے اور ایسے سوال پوچھنے والے آپ کون ہوتے ہیں۔ اگر آپ کو میرے متعلق کسی قسم کا شک ہے تو آپ میرے اور میری پرسنل سیکرٹری کے کاغذات چیک کر سکتے ہیں اور اگر اس کے باوجود آپ کا شک دور نہ ہو تو آپ نیدر لینڈ کے سفارت خانے یا پھر ڈائریکٹ نیدر لینڈ احکام سے بات کر سکتے ہیں جو ہمارے بارے میں آپ کو ہر قسم کی معلومات بہم پہنچا سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ سب ہونے کے بعد ہی آپ کو یہاں لایا گیا ہے مسٹر ڈگلس۔ آپ ہمارے ہی نہیں بلکہ نیدر لینڈ حکومت کے بھی شک کے دائرے میں ہیں۔ ہماری نیدر لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری بارسلوک سے بھی آپ کے سلسلے میں بات ہوئی ہے۔ بارسلوک نے ہمیں آپ سے پوچھ گچھ کرنے کی اجازت دے دی ہے"...... کرنل وشال نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔ بارسلوک اس طرح کافرستانی ایجنسی کو پوچھ گچھ کرنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے"...... کرنل وشال نے کہا۔

"کیا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہ درست ہے مسٹر ڈگلس کہ آپ کافرستانی حکومت کی ایما پر

ہی یہاں آئے ہیں اور آپ کے تمام کاغذات بھی درست ہیں۔ ہم نے آپ کی بے ہوشی کے دوران آپ دونوں کے میک اپ بھی چیک کئے ہیں لیکن ہمیں آپ کے چہروں پر میک اپ کے کوئی آثار نہیں ملے ہیں لیکن ہمیں اور آپ کی حکومت کو ایک بات بری طرح سے کھٹک رہی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ آپ دونوں پچھلے دو روز سے غائب تھے۔ دو روز سے آپ نے متعلقہ حکام کو اپنے بارے میں کوئی خبر نہیں دی تھی۔ اس کے بعد آپ دونوں ظاہر ہوئے اور پھر آپ دونوں ایئر پورٹ پہنچ کر کافرستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ کافرستان روانہ ہونے سے پہلے آپ دونوں میں سے کسی نے بھی اپنے محکمے کو اپنے بارے میں کوئی خبر نہیں دی تھی کہ آپ دو روز سے کہاں تھے اور متعلقہ حکام کو اطلاع دیئے بغیر اچانک نیدر لینڈ سے کافرستان کیوں روانہ ہو گئے تھے"...... کرنل وشال نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر بلیک زیرو کے ذہن میں یکلخت آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئیں۔ اسے اب سمجھ آنا شروع ہو گیا تھا کہ اس طرح ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی ان کی نگرانی کیوں شروع ہو گئی تھی اور انہیں راستے سے ہی کیوں اس طرح اٹھا لیا گیا تھا۔

یہ درست تھا کہ نیدر لینڈ کے فارن شعبے نے جس انجینئر اور اس کی اسسٹنٹ کو اغوا کیا تھا وہ پچھلے دو روز سے ان کی ہی تحویل میں تھے اور وہ ان دونوں سے بلیک زیرو اور جولیا کے کام آنے والی

معلومات ہی حاصل کرتے رہے تھے۔ اس کے بعد بلیک زیرو اور جولیا کو اچانک ایئر پورٹ پہنچنے اور وہاں سے کافرستان روانہ ہونے کا گرین سگنل دے دیا گیا اور وہ دونوں نیدر لینڈ سے کافرستان روانہ ہو گئے جبکہ اصول کے تحت ان دونوں کو نیدر لینڈ کی متعلقہ حکام سے رابطہ کرنا چاہئے تھا اور ان کی اجازت سے کافرستان روانہ ہونا چاہئے تھا۔ چونکہ بلیک زیرو کو فارن شعبے کے انچارج پر مکمل اعتماد تھا کہ وہ کوئی بھی کام کسی پلاننگ کے بغیر نہیں کرتا تھا وہ ہر کام انتہائی سوچ بچار اور ہر پہلو کا جائزہ لینے کے بعد کرتا تھا۔ بلیک زیرو کو اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ فارن شعبے کے انچارج سے اتنی بڑی غلطی کیسے ہو گئی تھی کہ اس نے ان دونوں کے دو روز تک غائب ہونے کے بارے میں نیدر لینڈ کی حکومت کو بے خبر رکھا تھا اور ان کی روانگی کے وقت انہیں بھی یہ بات نہیں بتائی تھی۔

''خاموش کیوں ہو۔ میری بات کا جواب دو۔ دو روز تک تم دونوں کہاں تھے اور تم نے کافرستان آتے وقت اپنی روانگی کی اطلاع متعلقہ حکام کو کیوں نہیں دی تھی''...... کرنل وشال نے اسے خاموش دیکھ کر درشت لہجے میں پوچھا۔ اسی لمحے جولیا نے کراہ لیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر کرنل وشال چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔ جولیا کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔ چند ہی لمحوں میں اس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ خود کو ٹیکسی کی بجائے ایک انجان جگہ دیکھ کر بری

طرح سے چونک پڑی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ کون سی جگہ ہے اور ہم یہاں کیا کر رہے ہیں''...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان کا تعلق کافرستان کی سرکاری ایجنسی ریڈ ناٹ سے ہے اور یہ ہمیں اس شک کی بنیاد پر یہاں لائے ہیں کہ ہم نیدر لینڈ میں دو روز تک لاپتہ تھے اور کافرستان روانگی کے وقت ہم نے نیدر لینڈ میں متعلقہ حکام کو اپنے بارے میں آگاہ نہیں کیا تھا کہ ہم کافرستان جا رہے ہیں''...... اس سے پہلے کرنل وشال، جولیا سے کچھ کہتا بلیک زیرو نے جولیا پر ساری صورتحال واضح کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن ہمیں متعلقہ حکام کو اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی۔ ہمارا پروگرام تو طے شدہ تھا اور ہم کافرستان روانہ ہونے سے پہلے اپنے محکمے سے باقاعدہ رخصت لے چکے تھے''...... جولیا نے معاملہ سمجھتے ہوئے بڑے سنبھلے ہوئے انداز میں اور ذہانت سے جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم دونوں کافرستان روانہ ہونے سے پہلے رخصت لے چکے تھے''...... کرنل وشال نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ اس کے لئے ہم نے باقاعدہ اپنے محکمہ کو درخواست دی تھی اور ہماری درخواست قبول بھی کر لی گئی تھی''...... بلیک زیرو نے جولیا کی ذہانت سے متاثر ہو کر اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن ہمارے پاس ایسی کوئی انفارمیشن نہیں ہے کہ تم

دونوں محکمے سے دو روز پہلے رخصت لے چکے تھے۔ ہمیں تو یہی بتایا گیا تھا کہ تم دونوں نے دو روز سے محکمے کو کوئی رپورٹ نہیں کی ہے اور محکمہ کو انفارم کئے بغیر اچانک ہی کافرستان روانہ ہو گئے تھے''۔ کرنل وشال نے کہا۔

''آپ نے ہمارے بارے میں کس شعبے سے معلومات حاصل کی تھیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہم نے انجینئرنگ شعبے کے چیف انجینئر سے اس سلسلے میں بات کی تھی جس نے آپ کو خصوصی طور پر کافرستان بھیجنے کی سفارش کی تھی''...... کرنل وشال نے کہا۔

''آپ ہمارے چیف انجینئر مسٹر برنارڈ کی بات کر رہے ہیں۔ آپ کی ان سے بات ہوئی تھی''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میری نہیں۔ آئل ریفائنری کے شعبے کے انچارج کی مسٹر برنارڈ سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے مسٹر برنارڈ سے آپ کی کافرستان آمد کے شیڈول کے بارے میں پوچھنے کے لئے کال کی تھی تو مسٹر برنارڈ نے بتایا کہ آپ دونوں دو روز سے لاپتہ ہیں اور آپ کی تلاش کی جا رہی ہے لیکن تاحال آپ کے بارے میں ان کے پاس کوئی انفارمیشن نہیں تھی۔ جب تک آپ سے مسٹر برنارڈ کی بات نہ ہو جاتی وہ ہمیں آپ کی آمد کا کوئی شیڈول نہیں بتا سکتے تھے۔ جس پر ہم مطمئن ہو گئے لیکن پھر اچانک مسٹر برنارڈ کی کال

موصول ہوئی کہ ان کی اطلاع کے مطابق آپ دونوں کافرستان کے لئے نکل چکے ہیں۔ انہیں اس بات پر حیرت تھی کہ کافرستان جانے سے پہلے آپ نے انہیں کیوں مطلع نہیں کیا تھا اور دو روز غائب رہنے کے بعد آپ ڈائریکٹ کافرستان کیوں روانہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے ہم سے استدعا کی کہ جب آپ دونوں کافرستان پہنچیں تو آپ دونوں کو حراست میں لے کر آپ سے چھان بین کی جائے۔ چنانچہ متعلقہ کافرستانی حکام نے ہم سے رابطہ کیا۔ آپ جس طیارے میں آ رہے تھے اس کے بارے میں ہمیں مکمل انفارمیشن مل چکی تھی اس لئے ہم نے آپ دونوں کو غیر محسوس انداز میں حراست میں لینے کا پروگرام بنا لیا اور وہاں ایسی ٹیکسیاں کھڑی کر دیں جن کا تعلق ہماری ایجنسی سے ہی تھا۔ آپ ان میں سے جس ٹیکسی میں بیٹھتے آپ کو اسی ٹیکسی میں بے ہوش کر دیا جاتا اور ڈائریکٹ ہمارے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جاتا اور پھر جو کچھ ہوا تھا ہمارے پلان کے تحت ہی ہوا تھا۔

آپ دونوں کے کاغذات چیک کئے گئے۔ میک اپ چیک کئے گئے۔ آپ دونوں کے بارے میں ہمیں کوئی ایسا ٹھوس ثبوت نہیں مل رہا تھا کہ آپ نیدر لینڈ کے وہ انجینئر نہیں ہیں جو کافرستانی حکومت کی دعوت پر خصوصی طور پر آ رہے ہیں لیکن چیف انجینئر مسٹر برنارڈ کی طرح یہ بات ہمیں بھی کھٹک رہی تھی کہ آخر دو روز غائب رہنے کے بعد آپ کسی کو اطلاع دیئے بغیر کافرستان کے

لئے کیوں نکل کھڑے ہوئے تھے“...... کرنل وشال نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ یہ سب غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے۔ میں نے اپنی رخصت کی درخواست فارن آفس کے تھرو متعلقہ محکمہ کو ارسال کی تھی اور میری اور مس ایمنا کی کافرستان روانگی کی تاریخ پہلے سے ہی طے شدہ تھی اور ہماری سیٹیں بھی کنفرم تھیں اس لئے ظاہر ہے دو روز کی رخصت میں ہمیں اپنے چند نجی کام نمٹانے کے بعد ڈائریکٹ ایئر پورٹ ہی آنا تھا۔ اب اس میں ہمیں مسٹر برنارڈ سے ملنے اور انہیں اپنی روانگی کی اطلاع دینے کا موقع نہیں ملا تو اس میں شک والی کون سی بات ہے۔ ہم اس بات کے پابند نہیں تھے کہ ہم اپنی روانگی کی اطلاع خاص طور پر مسٹر برنارڈ کو بھی دے کر جاتے“۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں“...... کرنل وشال نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے تو آپ ہماری رخصت کے بارے میں فارن آفس سے پوچھ سکتے ہیں اور آپ چاہیں تو میں مسٹر برنارڈ اور فارن منسٹر سے خود بات کر کے آپ کو تسلی بھی کرا سکتا ہوں“...... بلیک زیرو نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”سوچ لیں مسٹر ڈگلس۔ اگر آپ کی بتائی ہوئی ایک بات بھی

غلط ہوئی تو آپ کے لئے اور آپ کی پرسنل سیکرٹری کے لئے اچھا نہیں ہوگا“...... کرنل وشال نے انہیں تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

”اگر آپ کو شک ہے تو آپ ہمیں ڈی پورٹ کر دیں۔ ہم واپس جا کر اپنے محکمے کو رپورٹ دے دیں گے کہ کافرستان آنے والے مہمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم یہاں جس کام کے لئے آئے ہیں اگر ہم نے نیدر لینڈ میں مثبت رپورٹ نہ دی تو پھر نیدر لینڈ اور کافرستان کے درمیان طے پانے والا معاہدہ ختم ہو جائے گا جس کا نقصان کافرستان کو ہی اٹھانا پڑے گا“...... بلیک زیرو نے بھی جواباً سخت لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ میں آپ کے بارے میں فارن آفس بات کرتا ہوں۔ اگر ہمیں آپ کی طرف سے کلیرنس مل گئی تو ٹھیک ہے ورنہ آپ دونوں کا انجام برا ہوگا“...... کرنل وشال نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ہمیں اپنے انجام کی کوئی فکر نہیں ہے کرنل وشال۔ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کر کے آپ کافرستان کا مستقبل داؤ پر لگا رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے اپنے لہجے میں اور زیادہ سختی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ دیکھا جائے گا۔ ہم نے آپ کو آپ ہی کے محکمے کے چیف انجینئر کی استدعا پر شک کی بنیاد پر اٹھایا ہے۔ ہم پر الزام

لگانے سے پہلے آپ کے ملک کے چیف انجینئر کو جواب دینا پڑے گا کہ اس نے ہمیں ڈبل مائنڈڈ کیوں کیا تھا''...... کرنل وشال نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''اس کے بارے میں تو میں جلد ہی انکوائری کراؤں گا۔ وہ اس طرح ہمیں دوسرے ملک میں بے عزت کرانے کا سوچ بھی کیسے سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔

''یہ سب آپ جانیں اور آپ کا چیف انجینئر جانے۔ ہم تو اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک آپ کے بارے میں ہمیں فارن آفس مطمئن نہیں کر دیتا''...... کرنل وشال نے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ باہر جاتے ہوئے اس نے اشارے سے دونوں مسلح افراد کو وہیں رکنے کا کہہ دیا تھا۔

''ہم نے وقتی طور پر کرنل وشال کو ٹال دیا ہے لیکن وہ جب فارن آفس سے بات کرے گا تو اسے وہاں سے ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملے گی کہ ہم نے دو روز کے لئے رخصت لی تھی اور پھر اچانک کافرستان جانے کا پروگرام بنا لیا تھا''...... بلیک زیرو نے جولیا کی جانب دیکھتے ہوئے آئی کوڈ میں کہا۔

''تو پھر کیا کیا جائے۔ یہ کرنل وشال تو بے حد سخت گیر اور خطرناک معلوم ہو رہا ہے۔ اگر وہ مطمئن نہ ہوا تو وہ ہمیں ہلاک کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائے گا''...... جولیا نے بھی

جواباً آئی کوڈ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کرنل وشال کے واپس آنے سے پہلے ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''لیکن ہم کریں گے کیا۔ ہمیں راڈز والی کرسیوں میں جکڑا گیا ہے اور ہمارے سروں پر دو مسلح افراد بھی سوار ہیں۔ اگر ہم نے راڈز کھولنے کی کوشش کی تو یہ ہم پر ایک لمحے میں فائرنگ کرنا شروع کر دیں گے''...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں ایک ترکیب بتاتا ہوں۔ اس پر عمل کرو۔ اگر یہ ترکیب کارگر ہوئی تو ہم یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسلسل آئی کوڈ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا ترکیب ہے۔ بولو''...... جولیا نے پوچھا تو بلیک زیرو اسے اپنی ترکیب بتانا شروع ہو گیا۔ اس کی ترکیب سمجھ کر جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے اس کی ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

چھت کے گرنے سے پہلے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے جیسے ہی چھت کو نیچے آتے دیکھا ان چاروں نے اچانک ایک ساتھ اس سمت چھلانگیں لگائیں جس سمت کی دیوار نے چھت کو سہارا دینا تھا وہ چاروں اُڑتے ہوئے کمرے کی اس دیوار کے قریب گر کر لڑھکتے ہوئے دیوار کی جڑ کے پاس پہنچ گئے اور پھر وہ چاروں دیوار کی جڑ سے چپک گئے۔ چھت کا درمیانی حصہ ٹوٹ کر ٹھیک اس جگہ گرا جہاں چند لمحے قبل عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہیں بھوپال داس اور اس کے مسلح افراد بھی موجود تھے۔

بھوپال داس اور اس کے ساتھیوں نے بھی چھت کے گرنے والے ملبے سے خود کو بچانے کے لئے چھلانگیں لگائیں لیکن ان میں شاید اتنی پھرتی نہیں تھی کہ وہ تیزی سے گرنے والے ملبے سے خود کو بچا سکتے۔ دوسرے لمحے بھوپال داس اور اس کے مسلح ساتھی

چھت کے ملبے تلے دفن ہوتے چلے گئے۔ ان کے منہ سے چیخیں بھی نہ نکل سکی تھیں۔

عمران اور اس کے ساتھی جس دیوار کی جڑ کے ساتھ چپکے ہوئے تھے اس دیوار کا بھی ایک بڑا حصہ ٹوٹ چکا تھا لیکن اس دیوار کی جڑ محفوظ تھی اور وہ جڑ کے ساتھ کسی چھپکلی کی طرح چپک گئے تھے۔ مسلسل ہونے والے دھماکوں سے زمین بری طرح سے لرز رہی تھی اور چھت کے اور حصے بھی ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہے تھے لیکن عمران اور اس کے ساتھی محفوظ تھے۔

کچھ دیر تک اسی طرح دھماکے ہوتے رہے۔ زمین لرزتی رہی اور کمرے کی چھت اور دیواریں ٹوٹ ٹوٹ کر گرتی رہیں پھر آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور ہر طرف خاموشی سی چھاتی چلی گئی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر عمران نے اپنا سر اٹھا کر کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ کمرے کا بہت بڑا حصہ تباہ ہو چکا تھا۔ چھت کے ساتھ سائیڈ کی دو دیواریں بھی مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھیں اور کئی جگہوں سے چھت لٹکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ چھت میں خاصا بڑا خلاء بن گیا تھا جہاں سے روشنی میں گرد و غبار کے بادل اُڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

”یہ سب کیا تھا عمران صاحب۔ بھوپال داس کی حویلی کو اس طرح اچانک کیوں تباہ کر دیا گیا ہے“...... صفدر نے خاموشی ہوتے دیکھ کر سر اٹھا کر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اس حویلی کو ہماری وجہ سے تباہ کیا گیا ہے“...... عمران نے جواب دیا۔

”ہماری وجہ سے۔ لیکن کیوں۔ بھوپال داس جس کا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے تھا وہ تو ہمیں اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں ہلاک کرانا چاہتا تھا پھر اچانک اس کی حویلی میں دھماکے کیوں ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ان دھماکوں سے تو بھوپال داس اور اس کے تمام ساتھی بھی ہلاک ہو گئے ہیں“...... صفدر نے اسی انداز میں کہا۔

”حویلی کو شاگل کے کہنے پر نہیں اُڑایا گیا۔ اس حویلی کو اُڑانے والے ہاتھ کسی اور کے ہیں“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”اوہ۔ وہ کس کے ہاتھ ہیں۔ بھوپال داس کے سامنے تو آپ نے خود قبول کیا تھا کہ آپ عمران ہیں اور ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ ابھی یہ بات اس کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی پھر کسی اور کو کیسے معلوم ہو گیا کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے“...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے انہیں کمرے میں ایک دیہاتی کے بگ ڈیوائس گرانے کے بارے میں بتا دیا۔

”جس انداز میں اس دیہاتی نے کمرے میں بگ ڈیوائس گرائی تھی میں سمجھ گیا تھا کہ اس کا تعلق بھوپال داس سے نہیں ہے کیونکہ یہاں بھوپال داس کا ہولڈ ہے اور کسی میں اتنی جرأت نہیں ہو سکتی

کہ وہ بھوپال داس کی باتیں سننے کی کوشش کر سکے۔ میں نے اس دیہاتی کے چہرے پر میک اپ بھی چیک کر لیا تھا۔ جب وہ دیہاتی کمرے میں بگ گرا کر گیا تو میں نے اٹھ کر فوراً وہ بگ ڈیوائس اٹھا لی تھی۔ میں نے اس بگ ڈیوائس کی وجہ سے ہی بھوپال داس کے سامنے اپنی اور تم سب کی اصلیت ظاہر کی تھی۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ہماری اصلیت ظاہر ہونے پر اس دیہاتی کا کیا ردِعمل ہوتا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ جیسے ہی اس دیہاتی پر ہماری اصلیت کھلے گی وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ فوراً کمرے میں دوڑا چلا آئے گا اور ہمیں حراست میں لینے کی کوشش کرے گا۔ لیکن ہوا اس کے الٹ، اس دیہاتی کی اصلیت سامنے آنے سے پہلے بھوپال داس نے اپنی اصلیت اگل دی کہ اس کا تعلق شاگل سے ہے اور اس نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے مسلح افراد کو اندر بلا لیا۔ ہماری باتیں بگ ڈیوائس سے اس دیہاتی نے بھی سن لی تھیں شاید اسے بھی اس بات کا علم تھا کہ بھوپال داس کا تعلق شاگل سے ہے۔ اس سے پہلے کہ ہمیں گرفتار کرنے یا ہلاک کرنے کا کریڈٹ شاگل یا اس کے ساتھی لے جاتے۔ اس نے بھوپال داس سمیت ہم سب کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنا لیا اور اس نے فوری طور پر حویلی میں ریموٹ کنٹرولڈ بم لگا دیئے اور پھر اس نے باہر جاتے ہی ریموٹ کنٹرول سے بموں کو بلاسٹ کر کے پوری حویلی ہی اُڑا دی ہے تاکہ نہ بھوپال داس بچ سکے اور نہ ہم“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ باہر وقفے وقفے سے دھماکے ہو رہے تھے اور یہ دھماکے حویلی کے مختلف حصوں میں ہوئے تھے جس سے اس بات کا صاف اندازہ ہوتا ہے کہ بموں کو ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ کیا گیا ہے“...... کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اس بدبخت نے تو ہمیں سوچنے اور کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ فوراً ہی حویلی اُڑا کر ہمیں دوسری دنیا سدھارنے کی کوشش کی تھی“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ کے خیال میں اس دیہاتی کا کس ایجنسی سے تعلق ہو سکتا ہے“...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”این ٹی نے اطلاع دی تھی کہ کافرستان کی سیکورٹی کا ٹاسک کرنل وشال کو دیا گیا ہے جو ریڈ ناٹ ایجنسی کا سربراہ ہے اور کرنل وشال نے ہر طرف اپنی سیکرٹ فورس پھیلا رکھی ہے تاکہ وہ خاص طور پر سرحدی علاقوں کی نگرانی کر سکیں اور غیر قانونی طور پر آنے والوں پر کڑی نظر رکھ سکیں۔ شاید اس دیہاتی کا تعلق اسی سیکرٹ فورس سے ہی تھا اسی لئے جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اس نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے اس حویلی کو ہی بموں سے اڑا دیا تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری“...... عمران نے کہا۔

”ہمیں ہلاک کرنے کے لئے جس طرح ریڈ ناٹ کی سیکرٹ فورس نے ہم پر ڈائریکٹ اٹیک کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ

ایجنسی ضرورت سے زیادہ فعال اور خطرناک ہے“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اور شاید کرنل وشال نے اپنی سیکرٹ فورس کو یہی ہدایات دے رکھی ہیں کہ وہ مشکوک افراد کو دیکھتے ہی گولی مار دیں اور ہم نے تو خود ہی تصدیق کر دی تھی کہ ہم غیر ملکی جاسوس ہیں“...... عمران نے کہا۔

”یہ تمہاری غلطی ہے۔ ہماری نہیں۔ تمہیں کیا ضرورت تھی بھوپال داس کے سامنے اپنا منہ کھولنے کی۔ اگر تم اپنا منہ نہ کھولتے تو ہم پر اس قدر خوفناک حملہ تو نہ ہوتا“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جو ہونا تھا ہو گیا۔ سیکرٹ فورس اب اسی خوش فہمی میں رہے گی کہ انہوں نے ہمیں حویلی سمیت اُڑا دیا ہے۔ ملبہ گرنے کے باوجود ہمارے لئے یہاں سے باہر جانے کا راستہ بن گیا ہے۔ ہم یہاں سے آسانی سے نکل کر باہر جا سکتے ہیں“...... صفدر نے چھت پر بنے ہوئے بڑے سے سوراخ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جہاں سے ابھی بھی گرد اور کنکریوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے گرنے کا سلسلہ جاری تھا۔ وہ چونکہ سائیڈ کی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے تھے اس لئے کنکریاں ان تک نہیں پہنچ رہی تھیں البتہ دھول نے ان سب کو بھوت بنا دیا تھا۔

”ہم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا ہے جو اس قدر خوفناک

دھماکوں اور حویلی تباہ ہونے کے باوجود ہم چاروں محفوظ ہیں اور ہم میں سے کوئی معمولی سا زخمی بھی نہیں ہوا ہے۔ اگر ہم بروقت دیوار کی جڑ کی طرف نہ آتے تو ہم بھی بھوپال داس اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ملبے تلے دفن ہو چکے ہوتے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ دیواریں کنکریٹ کی بنی ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ تباہی کی زد میں آ گئی تھیں البتہ ان کی وجہ سے اس کمرے کا بہت سا حصہ تباہ ہونے سے بچ گیا ہے اور پھر ہم نے اپنے لباسوں کے نیچے کھال کی رنگ کے جھلی جیسے فائبر آپٹیکل گلاس کے ریشوں سے بنے ہوئے ہارڈ بلاکس بھی پہن رکھے ہیں۔ ان بلاکس کی وجہ سے ہی ہم زخمی ہونے سے بھی بچ گئے ہیں ورنہ ہمارا حشر بھی برا ہوتا''...... عمران نے کہا۔

''اب ہمیں کب تک اس ملبے تلے چھپے رہنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ سیکرٹ فورس ہماری لاشوں کی تلاش کے لئے یہاں آ جائیں اور ہم ان کی نظروں میں آ جائیں''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ جس دیہاتی نے حویلی کو اُڑایا ہے لگتا ہے وہ اکیلا ہی یہاں موجود تھا۔ اگر اس کے ساتھ کوئی اور ہوتا تو وہ باقاعدہ فورس کے ساتھ حویلی پر حملہ کرتا۔ اکیلا ہونے کی وجہ سے ہی اس نے حویلی کو ریموٹ کنٹرولڈ بموں سے اُڑایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ ملبہ چیک کرنے کے لئے فورس بلا بھی تو سکتا ہے''...... تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

''نہیں۔ میں بتا چکا ہوں کہ اس قصبے پر بھوپال داس کا مکمل کنٹرول ہے۔ اسی وجہ سے ریڈ ناٹ اور اس کی سیکرٹ فورس یہاں نہیں آئی تھی اور انہوں نے یہاں اپنا ایک ہی ایجنٹ بھیج رکھا تھا۔ اب بھوپال داس ہلاک ہو گیا تو قصبے والے یہاں کسی بھی فورس کو داخل نہیں ہونے دیں گے۔ البتہ بھوپال داس کا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ شاگل اس بات کی تحقیقات کرانے کے لئے کہ بھوپال داس کو کس نے ہلاک کیا ہے خود آ جائے یا اپنی فورس کو یہاں بھیج دے۔ لیکن اسے یہاں آنے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ اس دوران ہم یہاں سے نکل جائیں گے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اس سوراخ کے علاوہ دیوار میں موجود دروازہ بھی بچا ہوا ہے۔ دوسری طرف ایک راہداری ہے۔ کیوں نہ ہم اس طرف چلیں۔ ہو سکتا ہے کہ حویلی کا اور حصہ بھی بچا ہوا ہو اور وہ راستہ حویلی سے باہر نکلتا ہو۔ ہم ملبے کے نیچے سے جتنی جلد نکل جائیں اتنا ہی اچھا ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران چونک کر سائیڈ کی دیوار میں موجود دروازے کی طرد دیکھنے لگا۔ دیوار ٹوٹ چکی تھی لیکن دروازے والا حصہ سلامت تھا اور دوسری طرف ایک راہداری دکھائی دے رہی تھی جہاں جگہ جگہ ملبہ بکھرا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''ہاں۔ یہ مناسب ہے۔ آؤ دیکھتے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ جگہ جگہ پڑا ملبہ پھلانگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی

بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ دروازے کے قریب جا کر عمران نے دوسری طرف دیکھا تو اسے راہداری کی دیواریں ٹوٹی ہوئی دکھائی دیں۔ وہاں بھی جگہ جگہ ملبے کے ڈھیر دکھائی دے رہے تھے۔ عمران دروازے سے نکل کر راہداری میں آیا اور پھر وہ ان ڈھیروں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی مسلسل اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ ابھی انہوں نے آدھی راہداری ہی طے کی ہو گی کہ اچانک عمران رک گیا۔

''کیا ہوا۔ آگے کیوں نہیں بڑھ رہے تم''...... تنویر نے کہا جو عمران کے پیچھے تھا۔ عمران کی نظریں راہداری کے فرش پر جمی ہوئی تھیں جہاں فرش ٹوٹا ہوا تھا اور وہاں ایک بڑا سا ہول بنا ہوا تھا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے آگے بڑھ کر ہول کو دیکھا تو انہیں نیچے ایک اور ایسی ہی راہداری دکھائی دی۔

''نیچے شاید کوئی تہہ خانہ ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نیچے چل کر دیکھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے تہہ خانہ تباہ ہونے سے بچ گیا ہو اور ہمیں وہاں سے باہر جانے کا کوئی اور راستہ مل جائے جو اس حویلی سے دور نکلتا ہو''...... صفدر نے کہا۔

''کیوں عمران صاحب۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کس بارے میں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہی کہ کیا بھوپال داس نے اپنے بچاؤ کے لئے تہہ خانوں

میں کوئی ایمر جنسی وے بنا رکھا ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے۔ بھوپال داس کا تعلق ایک تو کافرستانی سیکرٹ سروس سے تھا اور دوسرا وہ یہاں اسمگلنگ کا کام بھی کرتا تھا۔ اس لئے اس نے حویلی کے نیچے ضرور ایسے سیکرٹ وے بنا رکھے ہوں گے جہاں سے وہ ایمر جنسی کے وقت نکل کر بھاگ سکے''...... عمران نے کہا۔

''تو ہم ان تہہ خانوں کو چیک کریں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ دیکھ لیتے ہیں۔ دیکھنے میں کیا حرج ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے جھک کر فرش پر بنے ہوئے خلاء میں جھانک کر نیچے دیکھا تو اسے دور تک راہداری جاتی ہوئی دکھائی دی۔

''یہ تہہ خانہ نہیں کوئی خفیہ راستہ ہی ہے جو اس حویلی سے دور جا رہا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر خلاء میں چھلانگ لگا دی۔ نیچے جاتے ہوئے اس نے مخصوص پیرا ٹروپنگ کرنے والے انداز میں قلابازی لگائی۔ دوسرے لمحے وہ نیچے راہداری میں موجود ملبے کے ڈھیر پر پیروں کے بل کھڑا نظر آیا۔ اس راہداری کی دیواریں بھی جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں لیکن راہداری کی چھت سلامت تھی اور راہداری واقعی کسی بڑی سرنگ کی طرح دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور پھر تنویر نے بھی عمران کے انداز میں خلاء میں چھلانگیں لگائیں اور وہ بھی نیچے آ گئے۔

''آگے تو اندھیرا ہے۔ کیسے معلوم ہو گا کہ آگے راہداری یا سرنگ سلامت ہے''...... صفدر نے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں آگے جانا ہو گا۔ پیچھے دیوار بند ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ یہ بند دیوار حویلی کی عقبی دیوار ہے جبکہ آگے جانے والا راستہ حویلی سے باہر اور دور جاتا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ اندھیرے میں وہ دیواروں کو ٹٹولتے ہوئے مسلسل آگے بڑھ رہے تھے۔ چونکہ سرنگ نما یہ راستہ طویل اور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس لئے وہ احتیاط سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ کافی دیر تک وہ چلتے رہے پھر وہ سرنگ نما راستے کے آخری سرے پر پہنچ گئے جہاں ان کے سامنے ایک ٹھوس دیوار تھی۔

''یہ کیا۔ لگتا ہے یہاں سرنگ ختم ہو گئی ہے۔ لیکن یہاں سے باہر یا آگے جانے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا' وہ آگے بڑھ کر سامنے آنے والی دیوار کو چیک کرتے ہوئے اس پر مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرنا شروع ہو گیا تھا۔ ہاتھ پھیرتے ہوئے اچانک اس کا ہاتھ ایک ابھار پر پڑا تو عمران کا ہاتھ وہیں رک گیا۔ اس نے ابھار کو اندر کی طرف پریس کیا تو اچانک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ان کے سامنے موجود دیوار خود بخود سائیڈوں میں ہٹتی چلی

گئی۔ جیسے ہی دیوار ہٹی دوسری طرف سے تیز روشنی اندر آ گئی۔ یہ دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھی حیران رہ گئے کہ سرنگ کا یہ دہانہ حویلی سے دور کسی دوسری عمارت کے بڑے تہہ خانے میں کھلا تھا۔

تہہ خانہ میں ہر طرف بڑی بڑی سیلڈ پیٹیاں اور بڑے بڑے باکس رکھے ہوئے تھے۔ تہہ خانے کا شاید ہی کوئی ایسا حصہ ہو جہاں پیٹیاں اور باکس موجود نہ ہوں۔ ان پیٹیوں اور باکسز کے درمیان بمشکل اتنی جگہ تھی جہاں سے گزر کر وہ آگے جا سکتے تھے۔

''لگتا ہے بھوپال داس اسمگلنگ کا سامان اس تہہ خانے میں چھپا کر رکھتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ہی سامان اس جگہ سے حویلی یا پھر کسی دوسری جگہ شفٹ کیا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہے ان پیٹیوں اور باکسز میں''...... کیپٹن شکیل نے پیٹیوں پر ہاتھ مار کر انہیں چیک کرتے ہوئے کہا۔

''کسی پیٹی کو کھول کر دیکھ لیتے ہیں۔ جس سائز کی یہ پیٹیاں ہیں مجھے تو ان میں اسلحہ معلوم ہو رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اسلحے کی ہمیں ضرورت بھی ہے۔ کھولو یہ پیٹیاں۔ دیکھتے ہیں ان میں سے ہمیں کیا ملتا ہے''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ سب پیٹیوں کی سیلیں توڑنا شروع ہو گئے۔ عمران نے ان سے کچھ نہیں کہا تھا وہ پیٹیوں اور باکسز کے بیچ میں بنے ہوئے راستوں سے گزرتا ہوا تہہ خانے کو چیک کر رہا تھا۔ تہہ خانے میں ان چاروں کے سوا کوئی نہیں تھا۔

باکس اور پیٹیوں کے پیچھے سے نکل کر عمران تہہ خانے کے ایک کھلے حصے میں پہنچ گیا۔ سامنے ایک چبوترا بنا ہوا تھا جس کے اوپر ایک بند دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا چبوترے کے پاس آیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا دروازے کے پاس آ گیا۔ دروازہ فولادی تھا۔ دروازے کی سائیڈ دیوار پر ایک نمبرنگ پینل لگا ہوا تھا۔ عمران اس نمبرنگ پینل کو غور سے دیکھنے لگا۔ چند لمحے وہ غور سے نمبرنگ پینل دیکھتا رہا پھر اچانک اس کا مکا چلا اور نمبرنگ پینل دیوار سے اکھڑ کر دور جا گرا۔ نمبرنگ پینل کے دیوار سے ٹوٹ کر گرنے کی وجہ سے اس کے پیچھے لگی ہوئی کئی تاریں آپس میں جڑ گئیں جس سے دیوار میں بننے والے ہول میں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔ اسی لمحے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل دوڑتے ہوئے وہاں آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں اور منی میزائل پسٹلز دکھائی دے رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے اچانک سر کی آواز کے ساتھ فولادی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے فوراً مشین پسٹلز کے رخ کھلتے ہوئے دروازے کی طرف کر دیئے۔ دروازہ کھلنے کے باوجود انہیں دوسری طرف سے کوئی ردعمل ہوتا ہوا دکھائی نہ دیا۔ دروازہ ایک بڑے کمرے میں کھلا تھا جہاں کاٹھ کباڑ بکھرا ہوا تھا۔

''ہونہہ۔ تو بھوپال داس نے تہہ خانے کا خفیہ راستہ چھپانے کے لئے اس کمرے کو کاٹھ کباڑ کا کمرہ بنا رکھا ہے''...... عمران نے

کہا اور پھر وہ کباڑ سے بھرے کمرے میں آ گیا۔

''یہ دیکھیں عمران صاحب۔ ہمیں کیا کیا ملا ہے''...... صفدر نے آگے بڑھ کر عمران کو اسلحہ دکھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھوں میں منی میزائل گن، گن کے میزائل میگزین اور مشین پسٹل اور اس کے میگزین تھے جو شاید وہ عمران کو ہی دینے کے لئے لایا تھا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر اس سے مشین پسٹل، منی میزائل گن اور ان کے میگزین لے کر اپنی جیبوں میں ڈالنے شروع کر دیئے۔ منی میزائل گن اس نے اپنی پتلون کی بیلٹ میں اڑس لی تھی البتہ لوڈڈ مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ وہ مشین پسٹل لئے دبے قدموں کباڑ سے بھرے کمرے کے دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رکا۔ دروازے پر عام سا لاک لگا ہوا تھا جس میں کی ہول بھی تھا۔ عمران نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ وہ کی ہول سے باہر جھانک رہا تھا۔ کمرہ باہر کسی صحن میں کھلتا تھا۔ باہر مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

''لگتا ہے یہ عمارت خالی ہے۔ اسے صرف ضرورت کے وقت ہی استعمال کیا جاتا ہے''...... عمران نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دروازے کا ہنڈل پکڑ کر گھمایا اور اسے کھول لیا۔ دروازہ کھولتے ہی وہ مشین پسٹل لے کر تیزی سے باہر آ گیا۔ باہر صحن میں واقعی کوئی نہیں تھا۔ عمارت ایک پرانی حویلی جیسی ہی تھی

جو بھائیں بھائیں کر رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی حویلی کے ایک ایک حصے میں گھوم پھر کر دیکھنے لگے لیکن وہاں چوکیدار تک موجود نہیں تھا۔ باہر احاطے میں دو نئے ماڈل کی گاڑیاں اور ایک اسٹیشن ویگن موجود تھی جن پر غلاف چڑھے ہوئے تھے۔

صفدر نے اسٹیشن ویگن سے غلاف اتارا تو یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا کہ اسٹیشن ویگن کی چابی اگنیشن میں لگی ہوئی تھی۔ صفدر نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔

''ہم اس اسٹیشن ویگن میں یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ اس کے شیشے بھی کلرڈ ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تنویر۔ تم گیٹ کھول کر باہر کا جائزہ لو''...... عمران نے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا بیرونی گیٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے پہلے گیٹ کا ذیلی دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور پھر اس نے دروازہ بند کیا اور بڑا گیٹ کھول دیا۔ اس دوران صفدر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ عمران نے سائیڈ والی سیٹ سنبھال لی تھی اور کیپٹن شکیل ویگن کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ صفدر ویگن سٹارٹ کر کے گیٹ کے پاس لے گیا تو تنویر بھی ویگن کے پچھلے حصے میں سوار ہو گیا۔ اس کے سوار ہوتے ہی صفدر نے ویگن آگے بڑھا دی۔ باہر ایک کچی پکی سڑک موجود تھی۔ صفدر تیزی سے ویگن اس سڑک پر دوڑاتا لے گیا۔

پورا قصبہ اس وقت بھوپال داس کی تباہ ہونے والی حویلی کے گرد جمع تھا۔ قصبے کے ہر حصے میں اب تک دھول اُڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اور بھوپال داس کی تباہ ہونے والی حویلی کو دیکھنے کے لئے قصبے کے افراد دور دور سے بھاگتے ہوئے اس طرف جا رہے تھے۔ صفدر ان لوگوں کے درمیان سے ویگن نکال کر مین سڑک پر آ گیا اور مین سڑک پر آتے ہی اس نے ویگن کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔

''اب ہمیں کہاں جانا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''پہلے شہر کی طرف چلو پھر دیکھتے ہیں کہ ہمیں آگے کہاں جانا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ قصبہ پہاڑیوں میں گھرا ہوا تھا۔ جس راستے پر صفدر ویگن دوڑا رہا تھا اس راستے پر ایک طرف گہری کھائیوں کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا تھا جبکہ دوسری جانب چٹیل اور اونچی پہاڑیاں تھیں۔ شروع شروع میں سڑک متوازی رہی اس کے بعد سڑک نے کسی سانپ کی طرح بل کھانا شروع کر دیا۔ گھومتی ہوئی سڑک ڈھلوان میں اتر رہی تھی۔

ابھی انہوں نے دس پندرہ کلو میٹر کا سفر طے کیا ہو گا کہ اچانک ویگن کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگنا شروع ہو گئے۔ صفدر نے چونک کر ڈیش بورڈ پر لگے فیول میٹر پر نظر ڈالی تو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ویگن میں فیول کم ہے۔ ہم اس سے زیادہ آگے نہیں جا سکیں گے''...... صفدر نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔

''حویلی سے ویگن نکالتے وقت تم نے فیول ٹینک چیک نہیں کیا تھا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ جلدی میں فیول ٹینک چیک کرنا میں بھول گیا تھا''۔ صفدر نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے کہتے ہیں کہ جلدی کے کام شیطان کے ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اب کیا کیا جائے۔ ہم تو پہاڑی راستوں پر سفر کر رہے ہیں۔ یہاں فیول اسٹیشن مشکل سے ہی ملے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اب پیدل چلنے کے سوا اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ ویگن کچھ دیر اسی طرح سے جھٹکے کھاتی رہی پھر اس کا انجن بند ہو گیا۔ صفدر نے ویگن نیوٹرل پر چھوڑ دی۔ ویگن چونکہ ڈھلوان میں اتر رہی تھی اس لئے انجن بند ہونے کے بعد تیزی سے دوڑ رہی تھی۔

''اس طرح ہم کب تک ویگن دوڑاتے رہیں گے''...... پیچھے بیٹھے ہوئے تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''جب تک ویگن خود بخود رک نہیں جاتی''...... عمران نے مخصوص انداز میں جواب دیا۔

''نشیب ختم ہوتے ہی ویگن زیادہ دور نہیں جا سکے گی۔ آگے راستہ اونچائی کی طرف جاتا ہے اور اونچائی کی طرف جاتے ہی ویگن کی رفتار میں کمی واقعی ہونا شروع ہو جائے گی اور پھر اسے

رکنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جہاں تک اس ویگن سے جا سکیں گے وہیں تک سہی۔ اس کے بعد کا راستہ تو ہمیں پیدل ہی طے کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔ ویگن جب تک نشیب کی طرف جاتی رہی اس کی رفتار میں کمی نہیں ہوئی لیکن جیسے ہی نشیب ختم ہوا اور بلندی کا آغاز ہوا ویگن کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی اور پھر کچھ دور جاتے ہی ویگن رک گئی۔

''لو بھائی۔ یہ سفر تو تمام ہوا۔ اب اترو اور اپنی جوتیاں گھسانے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر ویگن سے باہر آ گیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی ویگن سے نکل کر باہر آ گئے۔ ان کے چاروں طرف چھوٹی بڑی پہاڑیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ سڑک کے دائیں بائیں ناہموار راستے تھے جہاں آگے کھائیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اگر یہ ویگن بھوپال داس نے ایمرجنسی کے استعمال کے لئے دوسری حویلی میں رکھی ہوئی تھی تو اس ویگن کا فیول ٹینک فل کیوں نہیں تھا۔ ایمرجنسی کے لئے تو اسے ویگن کا فیول ٹینک فل رکھنا چاہئے تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ یہ ویگن ضرورت کے لئے استعمال کی جاتی رہی ہو جس کی وجہ سے فیول کم ہو گیا ہو''...... صفدر نے جواب دیا۔

''دیکھو شاید پچھلے حصے میں فیول سے بھرا ہوا کوئی کین مل جائے

ورنہ ہمیں پیدل ہی مارچ کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل جھک کر سیٹوں کے نیچے چیک کرنے لگا اور پھر اسے واقعی سیٹوں کے نیچے سے فیول سے بھرا ہوا ایک کین مل گیا۔

''آپ کا اندازہ درست ہے عمران صاحب۔ یہاں واقعی ایک کین موجود ہے جو فیول سے بھرا ہوا ہے۔ اب ہمیں پیدل مارچ نہیں کرنا پڑے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ ویگن کا عقبی دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اس نے ویگن کے فیول ٹینک کا ڈھکن کھول کر اس میں کین سے فیول بھرنا شروع کر دیا۔ فیول بھر کر اس نے فیول ٹینک اور کین کا ڈھکن بند کیا اور واپس ویگن میں آ گیا۔ ویگن میں آتے ہی اس نے دروازہ بند کر دیا۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان دیہاتی بدمعاشوں نے فیول سے بھرا ہوا کین سیٹوں کے نیچے چھپا رکھا تھا اور وہ ہمیں مل گیا ورنہ ہمیں پیدل چل چل کر اپنے جوتے گھسانے پڑتے''۔ عمران نے کہا۔

''اب کس طرف جانا ہے جناب''...... صفدر نے ویگن دوبارہ سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

''جس طرف سڑک جا رہی ہے اس طرف چلے چلو۔ سڑک کا کہیں نہ کہیں تو اختتام ہو گا''...... عمران نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ جو کہیں گے میں نے تو وہی کرنا ہے''...... صفدر نے

کہا۔

''واہ۔ اسے کہتے ہی سعادت مندی۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنا نام صفدر کی بجائے سعادت مند ہی رکھ ہو۔ تم پر یہ نام خاصا سوٹ کرے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پہاڑی راستوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک متوازی سڑک پر پہنچ گئے اور پھر جیسے ہی صفدر نے ایک موڑ موڑا اس نے فوراً اسٹیشن ویگن کو بریک لگا دیئے۔ ویگن کے ٹائر یکلخت جم گئے اور سڑک پر سیاہ لکیریں بناتے اور چیختے چلے گئے اور پھر ویگن ایک جھٹکے سے سڑک پر جم گئی۔ سامنے سڑک پر پولیس کی دو جیپوں نے سڑک بلاک کر رکھی تھی اور جیپوں کے سامنے دس مسلح سپاہی گنیں لئے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

''خطرہ''...... مسلح سپاہیوں کو دیکھ کر عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ جیسے ہی ویگن رکی مسلح افراد بھاگتے ہوئے آگے آئے اور تیزی سے ویگن کے گرد پھیلتے چلے گئے۔

''کیا بات ہے۔ تم نے اس طرح ہمارا راستہ کیوں بلاک کیا ہے''...... عمران نے ویگن کی کھڑکی سے سر نکال کر ان سپاہیوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم سب ہاتھ اٹھا کر ویگن سے باہر آ جاؤ۔ جلدی''...... ایک سپاہی نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

''مگر کیوں۔ ہم نے کیا کیا ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں

کہا۔

''باہر نکلو تو پھر ہم تمہیں تمہارا قصور بھی بتا دیں گے''...... اس شخص نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید باقی افراد کا انچارج تھا۔ باقی تمام مسلح سپاہی خاموشی سے اسٹیشن ویگن کو گھیرے کھڑے تھے۔

''اگر ہم باہر نہ نکلیں تو''...... عمران نے جواباً غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو ہم یہیں تمہاری لاشیں گرا دیں گے''...... انچارج نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ ویگن سائیڈ پر کرو اور ان کی تسلی کرا دو''۔ عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا ساتھ ہی اس نے صفدر کو مخصوص اشارہ کر دیا۔ اس کا اشارہ سمجھ کر صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کی بات سن کر انچارج نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ پیچھے ہٹے، صفدر نے سڑک پر کھڑی ہوئی دونوں جیپوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ چیک کر لیا تھا اور اس فاصلے کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس نے عمران کے کئے ہوئے اشارے کے تحت خطرناک عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

صفدر نے ویگن کو پیچھے کرتے ہوئے گیئر بدلا اور پھر اس نے پوری قوت سے ایکسلیٹر دبا دیا۔ طاقتور انجن والی اسٹیشن ویگن غرا کر توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح اڑتی ہوئی سڑک پر کھڑی

جیپوں کی طرف بڑھی۔ آگے بڑھتے ہوئے صفدر نے اچانک اسٹیئرنگ کو تیزی سے اس طرف گھمایا جہاں انچارج کھڑا تھا۔ انچارج نے تیز رفتاری سے اسٹیشن ویگن کو اپنی طرف آتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک طرف چھلانگ لگانی چاہی لیکن صفدر نے اسٹیئرنگ اس تیزی سے گھمایا تھا کہ انچارج اس کی زد میں آنے سے نہ بچ سکا تھا۔ اسٹیشن ویگن انچارج سے ٹکرائی اور ماحول یکلخت انچارج کی ہولناک چیخ سے گونج اٹھا۔ وہ اسٹیشن ویگن سے ٹکرا کر ہوا میں اچھلا اور اُڑتا ہوا سامنے کھڑی جیپوں پر جا گرا۔ اسی لمحے بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی اسٹیشن ویگن پوری قوت سے سڑک کے درمیان میں کھڑی جیپوں سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے دونوں اطراف میں کھڑی ہوئی جیپیں لٹوؤں کی طرح گھومتی ہوئیں اچھل اچھل کر سڑک کے اطراف میں جا گریں اور اسٹیشن ویگن بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ اسٹیشن ویگن میں موجود عمران، کیپٹن شکیل اور تنویر سیٹوں پر جھک گئے تھے۔

اسٹیشن ویگن آگے بڑھی ہی تھی کہ سائیڈ میں ہونے والے مسلح افراد جو یہ سب دیکھ کر ایک لمحے کے لئے مبہوت رہ گئے تھے۔ انہیں اچانک ہوش آ گیا اور انہوں نے فوراً مشین گنیں سیدھی کیں اور پھر وہ اسٹیشن ویگن پر فائرنگ کرنا شروع ہو گئے لیکن اس وقت تک صفدر اسٹیشن ویگن کافی دور لے جا چکا تھا۔ گولیاں اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے پر لگی ضرور تھیں لیکن ان سے اسٹیشن ویگن کو کوئی

خاص نقصان نہیں ہوا تھا۔ صفدر اطمینان بھرے انداز میں اسٹیشن ویگن سڑک پر دوڑاتا لے گیا۔

''ہمیں جلد سے جلد اسٹیشن ویگن کو چھوڑنا ہوگا ورنہ وہ شکاری کتوں کی طرح ہمارے پیچھے لگ جائیں گے''...... پیچھے بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ اگر ہم نے اسٹیشن ویگن روکی تو وہ ہمیں جنگلی خرگوشوں کی طرح مار گرائیں گے۔ تم سب اپنا اسلحہ سنبھال لو اور پیچھے آنے والی جیپوں کو نشانہ بناؤ۔ ہمیں ہر حال میں ان سے چھٹکارا پانا ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور اپنی جیبوں سے مشین پسٹلز نکال کر اسٹیشن ویگن کے پچھلے دروازے کی طرف بڑھے۔ تنویر نے ٹانگ مار کر اسٹیشن ویگن کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی کیپٹن شکیل اور تنویر سائیڈوں سے لگ گئے اور جیپوں کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے جن میں مسلح افراد تیزی سے سوار ہو رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں انہیں دونوں جیپیں تیزی سے اپنے پیچھے آتی دکھائی دیں۔

''جیسے ہی یہ ہماری رینج میں آئیں گے ہم ان پر فائرنگ کھول دیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپیں چند ہی لمحوں میں بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئیں اسٹیشن ویگن کے قریب پہنچ گئیں۔ انہیں قریب آتے دیکھ کر کیپٹن شکیل اور تنویر نے فائرنگ کرنی چاہی لیکن اسی لمحے جیپوں میں سوار سپاہیوں

نے ان پر مسلسل گولیوں کی بوچھاڑ کرنا شروع کر دی۔ ان کی فائرنگ اس قدر تیز اور شدید تھی کہ کیپٹن شکیل اور تنویر سائیڈوں سے ہاتھ نکال کر بھی ان پر جواباً فائرنگ نہیں کر پا رہے تھے۔

''تمہارے پاس ہینڈ گرنیڈ ہے۔ نکالو جلدی''...... کیپٹن شکیل نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر فوراً جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور پھر اس نے دانتوں سے گرنیڈ کی سیفٹی پن کھینچ کر گرنیڈ سڑک پر اچھال دیا۔ گرنیڈ سڑک پر اچھلتا ہوا تیزی سے پیچھے گیا۔ جیپیں جو تیزی سے اسٹیشن ویگن کے پیچھے بھاگی چلی آ رہی تھیں ان میں سے اگلی جیپ اس گرنیڈ کے اوپر سے گزرتی ہوئی آگے بڑھ آئی جبکہ پچھلی جیپ کا ڈرائیور اس گرنیڈ کو نہیں دیکھ سکا تھا اور اچھلتا ہوا ہینڈ گرنیڈ جیسے ہی پچھلی جیپ کے نیچے آیا اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس جیپ کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ جیپ میں موجود تمام مسلح سپاہیوں کے بھی جیپ کے ساتھ ٹکڑے اُڑ گئے تھے۔

اگلی جیپ مسلسل اسٹیشن ویگن پر فائرنگ کر رہی تھی۔ صفدر نے فائرنگ سے بچنے کے لئے انتہائی ماہرانہ انداز میں اسٹیشن ویگن کو زگ زیگ انداز میں لہرانا شروع کر دیا تھا تاکہ وہ اسٹیشن ویگن کو جیپ سے ہونے والی فائرنگ سے بچا سکے۔ لیکن شاید ان کی قسمت میں کچھ اور ہی لکھا ہوا تھا۔ زگ زیگ انداز میں گھماتے ہوئے بھی وہ جیپ سے ہونے والی فائرنگ سے اسٹیشن ویگن کو نہ بچا سکا تھا۔

سپاہیوں نے ڈائریکٹ اسٹیشن ویگن پر فائرنگ کرنے کی بجائے اچانک اسٹیشن ویگن کے پچھلے ٹائروں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا تھا اور پھر اچانک دو زور دار دھماکے ہوئے اور اسٹیشن ویگن کے عقبی دونوں ٹائر برسٹ ہو گئے۔ ٹائروں کے اچانک برسٹ ہونے سے اسٹیشن ویگن بری طرح سے لہرا گئی۔ صفدر نے اسٹیشن ویگن کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن لہراتی ہوئی اسٹیشن ویگن آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی تھی۔ دوسرے لمحے اسٹیشن ویگن دائیں طرف جھکی اور پھر سڑک پر تیزی سے الٹتی چلی گئی۔ اسٹیشن ویگن کی رفتار چونکہ انتہائی تیز تھی اس لئے سڑک پر الٹتے ہی اسٹیشن ویگن بری طرح سے دور تک الٹتی پلٹتی جا رہی تھی اور ویگن کے اس طرح الٹنے پلٹنے سے عمران کو اپنا دماغ بھی بری طرح سے الٹتا پلٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ویگن کے ساتھ اس کے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹتی جا رہی ہوں اور پھر اچانک اس کے سر میں ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کا دماغ اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

حصہ اول ختم شد

55B

عمران سیریز نمبر

ہارنٹ

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق دائمی بحق ناشران محفوظ ھیں

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی

---------- محمد علی قریشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی

طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

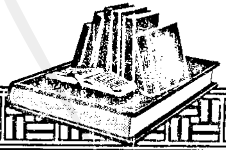

کمرہ اچانک جولیا کی انتہائی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔ راڈز میں بندھی ہوئی جولیا نے اس بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا تھا جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ وہ راڈز میں بری طرح سے تڑپ رہی تھی۔ جولیا کو اس طرح چیختے اور تڑپتے دیکھ کر وہاں موجود مسلح افراد اور مشین پر کام کرنے والا شخص بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

''اسے کیا ہوا ہے۔ یہ اس طرح سے کیوں چیخ رہی ہے''۔ ایک مسلح آدمی نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ اوہ۔ شاید اسے دل کا دورہ پڑا ہے۔ جلدی کرو۔ اسے فوراً کرسی سے اتار کر نیچے لٹاؤ۔ جلدی۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو تمہیں اپنی حکومت کو جواب دینا مشکل ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

''لیکن ہم اسے چیف کی اجازت کے بغیر کیسے کھول سکتے

ہیں''...... ایک مسلح شخص نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں چیف کو جا کر بلا لاتا ہوں''...... دوسرے شخص نے کہا۔

''جب تک تم اپنے چیف کو بلاؤ گے اسے کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا۔ ہم دونوں غیر مسلح ہیں۔ تمہارے ہاتھوں میں مشین گنیں ہیں اس کے باوجود تم ہم سے ڈر رہے ہو۔ میں کہتا ہوں جلدی کھولو ہمیں۔ اس کا علاج میرے پاس موجود ہے۔ اگر اس کے علاج میں ایک لمحے کی بھی تاخیر ہوئی تو یہ ہلاک ہو جائے گی۔ جلدی کرو''...... بلیک زیرو نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو مسلح افراد پریشانی کے عالم میں مشین پر بیٹھے ہوئے شخص کی جانب دیکھنے لگے۔ وہ شخص بھی جولیا کی حالت دیکھ کر گھبرایا ہوا نظر آ رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ میں انہیں کھولتا ہوں۔ تم انہیں کور کر لو۔ اگر یہ کوئی حرکت کریں تو انہیں گولیاں مار دینا''...... مشین پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا تو دونوں مسلح افراد نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور مشین آپریٹر نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹنوں پر انگلیاں چلانی شروع کر دیں اور اگلے ہی لمحے کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ نہ صرف جولیا بلکہ بلیک زیرو کی کرسی کے بھی راڈز کھلتے چلے گئے۔ جیسے ہی بلیک زیرو کی کرسی کے راڈز کھلے بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہوا اور بجلی کی سی تیزی سے جولیا کی جانب بڑھا۔

''ایمنا۔ ایمنا''...... بلیک زیرو نے جولیا کی طرف جھپٹتے ہوئے

تیز لہجے میں کہا۔ اس نے جولیا کو اٹھایا اور اسے اٹھائے تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے انتہائی حیرت انگیز طور پر ایڑیوں کے بل گھومتے ہوئے جولیا کو اس طرف فضا میں اچھال دیا جس طرف دونوں مسلح افراد کھڑے تھے۔

فضا میں اچھلتے ہی جولیا نے اپنا جسم بجلی کی سی تیزی سے موڑتے ہوئے اپنی ٹانگیں پھیلائیں اور پھر اس سے پہلے کہ مسلح افراد کچھ سمجھتا جولیا کی پھیلی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے مسلح افراد کے سینوں پر پڑیں اور وہ دونوں چیختے ہوئے دور جا گرے۔ جولیا کو مشین گن برداروں پر اچھالتے ہی بلیک زیرو نے بھی انتہائی ماہرانہ انداز میں مشین آپریٹر کی جانب چھلانگ لگا دی تھی۔ وہ مشین آپریٹر سے ٹکرایا اور اسے کرسی سمیت لئے نیچے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ مشین آپریٹر اٹھتا بلیک زیرو نے زمین پر لیٹے لیٹے اپنی ٹانگ گھمائی اور اس کی گھومتی ہوئی ٹانگ ٹھیک آپریٹر کے سر پر پڑی۔ آپریٹر کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گیا۔ بلیک زیرو کی ٹانگ کی دوسری ضرب نے اسے ہوش و حواس کی دنیا سے بے گانہ کر دیا۔

ادھر دونوں مسلح افراد کو فلائنگ کک مارتے ہی جولیا قلابازی کھا کر اپنے پیروں کے بل فرش پر آ کھڑی ہوئی۔ مشین گن برداروں کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر دور جا گری تھیں۔ انہوں نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جولیا اب بھلا انہیں کہاں کوئی

موقع دینے والی تھی۔ وہ زخمی ناگن کی طرح اچھل کر ان کی طرف بڑھی اور پھر اس نے ایک شخص کے سر پر اور دوسرے کی پسلیوں پر زور دار ککس مار دیں۔ دونوں کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ جس شخص کے سر پر کک پڑی تھی وہ تو ذرا ہی چیں بول گیا تھا البتہ جولیا نے جس کی پسلیوں پر ضرب لگائی تھی وہ تیزی سے کروٹ بدل گیا تھا۔ کروٹ بدلتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور پھر وہ رکے بغیر غراتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔ اس نے دونوں ہاتھ اس انداز میں پھیلا رکھے تھے جیسے وہ جولیا کو دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر بری طرح سے زمین پر پٹخ دے گا۔ جیسے ہی وہ بھاگتا ہوا جولیا کے نزدیک آیا جولیا اچانک اچھلی اور اس کے سر کے اوپر سے گزرتی چلی گئی اور وہ شخص اپنی جھونک میں آگے بڑھتا چلا گیا اس سے پہلے کہ وہ رک کر واپس جولیا کی طرف پلٹتا جولیا جو زمین پر آ چکی تھی اس نے ایک ایڑی پر گھومتے ہوئے بیک کک کی ایک بھرپور ضرب اس شخص کی پشت پر لگا دی۔ اس شخص کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ ہاتھ پاؤں مارتا ہوا پوری قوت سے سینے کے بل دیوار سے ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکراتے ہی وہ دھب سے نیچے گرا اور بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گیا۔ اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس اثناء میں جولیا اس کے سر پر پہنچ چکی تھی۔ جولیا کی ٹانگ چلی اور اس شخص کو اپنی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے ستارے سے ناچتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

جولیا نے اس کے سر پر زور دار ٹھوکر رسید کی تھی۔ ابھی اس شخص کی آنکھوں کے سامنے ستارے ناچ ہی رہے تھے کہ جولیا کی ایک اور کک اس کے سر پر پڑی اور اس کی آنکھوں کے سامنے ناچنے والے تمام ستارے تاریک ہوتے چلے گئے۔

”گڈ شو جولیا۔ اب ایک مشین گن اٹھاؤ اور چلو یہاں سے“۔ بلیک زیرو نے جولیا کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر ایک مشین گن اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا نے دوسری مشین گن اٹھائی اور وہ بھی اس کے پیچھے تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی۔ ابھی وہ دروازے کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ انہیں باہر سے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ قدموں کی آوازیں سنتے ہی جولیا اور بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی سائیڈوں کی طرف لپکے اور سائیڈوں کی دیواروں سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ ابھی وہ سائیڈوں سے لگے ہی تھے کہ اسی لمحے کرنل وشال اور اس کے ساتھ چار مسلح افراد بھاگتے ہوئے اندر آ گئے۔ اندر آتے ہی ان کی نظریں بدلے ہوئے ماحول پر پڑیں تو وہ وہیں ٹھٹھک گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اسی لمحے بلیک زیرو کی مشین گن سے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور کرنل وشال کے ساتھ آنے والے مسلح افراد چیختے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے وہیں ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ پیچھے سے ہونے والی فائرنگ کی آواز سن کر اور اپنے ساتھیوں کو ہلاک

ہوتے دیکھ کر کرنل وشال بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پھر جولیا اور بلیک زیرو کو دیکھ کر وہ ساکت سا ہو کر رہ گیا۔

''تت۔ تت۔ تم دونوں راڈز والی کرسیوں سے آزاد کیسے ہو گئے''...... کرنل وشال نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''دروازہ بند کرو۔ مجھے اس سے چند باتیں کرنی ہیں''...... بلیک زیرو نے جولیا کا نام لئے بغیر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی۔

''تم اس کرسی پر جا کر بیٹھ جاؤ جلدی ورنہ بھون کر رکھ دوں گا''...... بلیک زیرو نے کرنل وشال سے مخاطب ہو کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ کرنل وشال اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

''گھورنا بند کرو اور جا کر کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ جلدی''...... بلیک زیرو نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو کرنل وشال غصے سے جبڑے بھینچتا ہوا مڑا اور ان کرسیوں کی جانب بڑھا جس پر بلیک زیرو اور جولیا راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ اسے کرسی کی طرف بڑھتا دیکھ کر بلیک زیرو تیزی سے مشین کے قریب آ گیا۔ اس نے مشین آپریٹر کو مشین آپریٹ کرتے دیکھ لیا تھا جس نے انہیں مشین آپریٹ کر کے راڈز سے آزاد کیا تھا۔ کرنل وشال جیسے ہی ایک کرسی پر بیٹھا بلیک زیرو نے فوراً مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

دوسرے لمحے کرنل وشال کرسی پر راڈز میں جکڑا بری طرح سے چیخ رہا تھا۔

''چیخنا بند کرو۔ ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہو گا''...... جولیا نے دروازہ بند کر کے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''تو میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ تم دونوں وہ نہیں ہو جو نظر آ رہے ہو''...... کرنل وشال نے جولیا کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلیک زیرو مشین کے پاس ہی رکا ہوا تھا اور مشین کو غور سے دیکھ رہا۔ وہ شاید اس مشین کے فنکشنز سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''اسے ہاف آف کر دو۔ میں اس مشین کو سمجھ گیا ہوں۔ یہ مشین اس ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی سسٹمز کو کنٹرول کرتی ہے''۔ بلیک زیرو نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے راڈز والی کرسی پر جکڑے ہوئے کرنل وشال کی طرف بڑھی اس سے پہلے کہ کرنل وشال کچھ کہتا جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن نال سے پکڑ کر اس کا دستہ کرنل وشال کے سر پر مار دیا۔ کرنل وشال کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اس سے پہلے کہ وہ مزید چیختا جولیا کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ کرنل وشال کے دماغ میں دھماکہ ہوا اور اس کا ذہن تاریک ہوتا چلا گیا۔

بلیک زیرو بدستور مشین کو چیک کر رہا تھا۔ اس نے مشین پر لگی

سکرین آن کر لی تھی۔ جس پر ہیڈ کوارٹر کے مختلف مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ بلیک زیرو مشین پر لگی ایک ناب گھما کر اور مختلف بٹن پریس کر کے سکرین سے ہیڈ کوارٹر کے مختلف حصوں کو چیک کرنے لگا۔

ہیڈ کوارٹر میں کافی تعداد میں مسلح افراد موجود تھے اور بلیک زیرو اور جولیا کو جس جگہ رکھا گیا تھا وہ ایک انڈر گراؤنڈ تہہ خانہ تھا۔ اگر بلیک زیرو اور جولیا وہاں سے نکلتے تو باہر موجود مسلح افراد انہیں گھیر لیتے۔ بلیک زیرو چونکہ جلد سے جلد وہاں سے نکلنا چاہتا تھا اس لئے وہ مشین سے ہیڈ کوارٹر کے ایک ایک حصے کا جائزہ لے رہا تھا۔ ہیڈ کوارٹر کے احاطے میں ایک ہیلی کاپٹر دیکھ کر بلیک زیرو کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ ہیلی کاپٹر گن شپ تو نہیں تھا لیکن یہ ہیلی کاپٹر تیز رفتار تھا۔

”اگر ہم اس ہیلی کاپٹر کو حاصل کر لیں تو ہم آسانی سے ساندر بن کے جنگلات میں پہنچ سکتے ہیں“...... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کاپٹر حاصل کرنے کے لئے ہمیں باہر جانا پڑے گا اور باہر سخت سیکورٹی ہے۔ اس سیکورٹی میں ہمارے لئے ہیلی کاپٹر تک پہنچنا مشکل ہو جائے گا“...... جولیا نے کہا۔

”مشکل تو ہے لیکن بہرحال ہمیں یہاں سے نکلنا ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو چند لمحے

مشین کا جائزہ لیتا رہا پھر ایک سرخ رنگ کے بٹن پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

”بہت خوب۔ اس سے کام چل جائے گا“...... بلیک زیرو نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر چند بٹن پریس کرنے کے بعد سرخ رنگ کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ وہ بٹن پر مسلسل انگوٹھا رکھے اسے پریس کر رہا تھا۔

”اس سے کیا ہو گا“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس مشین سے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنے والوں پر وائیگم گیس فائر کر کے انہیں ہیڈ کوارٹر کے کسی بھی حصے میں بے ہوش کیا جا سکتا ہے تاکہ انہیں بے ہوشی کی حالت میں قابو کیا جا سکے۔ میں نے مشین کو آل اوور ہیڈ کوارٹر پر ایڈجسٹ کر کے گیس فائر کر دی ہے۔ گیس چند ہی لمحوں میں ہیڈ کوارٹر کے ہر حصے میں پھیل جائے گی اور یہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ ان کے بے ہوش ہوتے ہی ہم یہاں سے بغیر خون خرابہ کئے نکل جائیں گے“...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح ہمارے لئے اس ہیلی کاپٹر تک پہنچنا بھی مشکل نہیں ہو گا“...... جولیا نے کہا۔

بس چند لمحوں کی بات ہے پھر یہاں سب کے سب بے ہوش پڑے ہوں گے“...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر

جمی ہوئی تھیں جہاں مسلح افراد اچانک تڑ تڑ گرتے جا رہے تھے۔

''کیا میں سانس روک لوں''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے مشین سے اس جگہ کو مارک نہیں کیا ہے۔ گیس تہہ خانے تک نہیں پہنچے گی''۔ بلیک زیرو نے کہا تو جولیا نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو ناب گھما کر سکرین پر ہیڈ کوارٹر کے مناظر تبدیل کرتا جا رہا تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو کر گرتے جا رہے تھے۔ جب بلیک زیرو کو یقین ہو گیا کہ ہیڈ کوارٹر میں اب کوئی ایک شخص بھی ہوش میں نہیں ہے، تو اس نے سرخ بٹن سے انگوٹھا اٹھا لیا۔

''اب ہمیں دس منٹ یہیں رکنا پڑے گا۔ دس منٹ میں باہر سے گیس کے اثرات ختم ہو جائیں گے پھر ہم یہاں سے آسانی سے نکل جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ انہوں نے دس منٹ انتظار کیا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ دروازہ کھولتے ہی وہ تیز سے باہر نکلے۔ باہر ایک راہداری تھی جو دو اطراف میں جاتی نظر آ رہی تھی۔ چونکہ بلیک زیرو سکرین سے باہر جانے کے راستے چیک کر چکا تھا اس لئے وہ تیزی سے دائیں طرف دوڑتا چلا گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تھی۔ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے راہداری کے سرے پر آئے اور پھر وہ

مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے تہہ خانے سے نکلتے چلے گئے۔ تہہ خانے میں ان افراد کے سوا کوئی موجود نہیں تھا جنہیں بلیک زیرو اور جولیا بے ہوش اور ہلاک کر چکے تھے۔ باہر نکلتے ہی انہیں ہر جگہ بے ہوش افراد دکھائی دیئے۔ وہ ان بے ہوش افراد کو پھلانگتے ہوئے اس احاطے کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔

ان کا وہاں راستہ روکنے والا کوئی نہیں تھا۔ وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر کے دروازے کھول کر اندر داخل ہوئے اور پھر بلیک زیرو نے پائلٹ سیٹ سنبھالتے ہی ہیلی کاپٹر کو اسٹارٹ کرنا شروع کر دیا۔

''یہاں سے جاتے ہوئے ہمیں اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دینا چاہئے۔ کرنل وشال ابھی زندہ ہے اور تم نے مشین آپریٹر کو بھی ہلاک نہیں کیا ہے۔ اگر اسے ہوش آ گیا تو وہ کرنل وشال کو راڈز والی کرسی سے آزاد کر دے گا اور ہم یہاں سے ان کا ہیلی کاپٹر لے جا رہے ہیں جسے ٹریس کرنا ان کے لئے مشکل نہیں ہو گا اور یہ ہمیں فضا میں ہی ہٹ کر دیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ میں نے مشین آپریٹر کو جس طرح بے ہوش کیا ہے وہ چار پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا اور وائیکم گیس سے بے ہوش ہونے والے افراد بھی لمبے عرصے کے لئے بے ہوش ہوئے ہیں جب تک انہیں ہوش آئے گا ہم ساندر بن کے جنگلات میں پہنچ چکے ہوں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"سانڈر بن کے جنگلات میں روسیاہی ایجنسی کے جی بی موجود ہے۔ کیا وہ ہمیں آسانی سے ہیلی کاپٹر کو جنگل میں لینڈ کرنے دیں گے"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ ریڈ ناٹ کا مخصوص ہیلی کاپٹر ہے اور میری اطلاع کے مطابق کے جی بی اور ریڈ ناٹ کا آپس میں گٹھ جوڑ ہے۔ میرے خیال میں کے جی بی ریڈ ناٹ کے ہیلی کاپٹر کو جنگلوں میں آنے سے نہیں روکیں گے اور اگر انہوں نے ہیلی کاپٹر روکنے کی کوشش کی تو ہم اس کا بھی کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ فی الحال تو ہمارا یہاں سے نکلنا ضروری تھا"...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ ہیلی کاپٹر کے پنکھے تیزی سے گردش کرنا شروع ہو گئے تھے۔ بلیک زیرو نے آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔

ریڈ ناٹ کا ہیڈ کوارٹر شہر سے ہٹ کر ایک ویران علاقے میں تھا جہاں انہوں نے ایک بڑا سا قلعہ بنا رکھا تھا۔ بلیک زیرو نے مشین سے قلعے کا تمام حفاظتی سسٹم بلاک کر دیا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ ہیلی کاپٹر کو وہاں سے آسانی سے نکال کر لے جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر بلندی پر لاتے ہی بلیک زیرو نے کنٹرول پینل پر لگے ہوئے کمپاس اور دوسرے میٹرز سے وہ سمت معلوم کی جس طرف سانڈر بن کے جنگلات تھے۔ سمت کا پتہ چلتے ہی بلیک زیرو نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور اس طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ ہیلی کاپٹر کافی تیزی سے اُڑا

رہا تھا تاکہ جلد سے جلد وہ سانڈر بن کے جنگلات تک پہنچ سکے۔ کرنل وشال اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود بے ہوش افراد کے ہوش میں آنے کا جلد امکان نہیں تھا لیکن اس کے باوجود بلیک زیرو کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ وہ اس مشن کو تیز رفتاری سے مکمل کرنا چاہتا تھا تاکہ جلد سے جلد سانڈر بن کے جنگلات میں موجود پاور مشین کو تباہ کر کے وہ پاکیشیا کے علاقے سردار پور پر چھائے ہوئے اندھیرے کو دور کر سکے۔

"ہم سانڈر بن کے جنگلات سے کتنی دور ہیں"۔ جولیا نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جنگلات یہاں سے آٹھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں۔ وہاں پہنچنے میں ہمیں تین سے چار گھنٹے لگ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس دوران تو کرنل وشال اور اس کے ساتھیوں کو ہوش آ جائے گا"...... جولیا نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔

"آنے دو۔ تب تک ہم ان کی پہنچ سے دور نکل جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے لاپرواہی سے کہا۔

"ان کی پہنچ سے تو ہم نکل جائیں گے لیکن وہ ٹرانسمیٹر کال کر کے سانڈر بن کے جنگلات میں موجود کے جی بی ایجنسی کے چیف رالف کو الرٹ کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو جنگلات میں جاتے ہی کے جی بی ہیلی کاپٹر میزائل سے ہٹ کرنے میں ایک لمحہ بھی نہیں

لگائے گی''...... جولیا نے کہا۔

''میں کوشش کروں گا کہ ہم جلد سے جلد ساندر بن کے جنگلوں میں پہنچ سکیں۔ ویسے اس گیس سے بے ہوش ہونے والے افراد کو چار گھنٹوں سے پہلے کسی صورت میں ہوش نہیں آ سکتا اور اس دوران ہم اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے نہیں لگتا کہ ایسا ممکن ہو گا۔ کرنل وشال مضبوط اعصاب کا مالک ہے اور ایسے انسان کا دماغ بھی قوی ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسے پہلے ہوش آ جائے''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے کہا ہے نا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ٹرانسمیٹر آن ہے۔ اگر کرنل وشال کو ہوش آیا تو وہ سب سے پہلے ہم سے ہی رابطہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ جب وہ ہم سے رابطہ کرے گا تو ہم اسی وقت یہ ہیلی کاپٹر چھوڑ دیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس سے بہتر تھا کہ ہم کم از کم کرنل وشال کو ہلاک کر دیتے تاکہ وہ فوری طور پر ہمارے خلاف کارروائی کرنے کا حکم نہ دے سکتا''...... جولیا نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ دوبارہ وہ ہمارے سامنے آیا تو ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے''...... بلیک زیرو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا اطمینان بتا رہا ہے جیسے تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو''...... جولیا نے اس کی جانب غور سے دیکھتے

ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں بھلا تم سے کیا چھپاؤں گا''...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں۔ تم جو نظر آتے ہو مجھے وہ لگتے نہیں۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے تمہارے اندر کوئی انتہائی پراسرار شخصیت چھپی ہوئی ہے اور تم ہر کام خاموشی سے کرنے کے عادی ہو''...... جولیا نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ وہ اب جولیا کو کیا بتاتا کہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص اس کا پراسرار چیف ایکسٹو ہے۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے مس جولیا۔ میں ویسا ہی ہوں جیسا آپ کو نظر آ رہا ہوں۔ ہمارا یہ مشن چونکہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکیشیا کے علاقے سردار پور پر کافرستان اور روسیاہ نے جو ہولناک اندھیرا مسلط کیا ہے اسے اگر فوری طور پر ختم نہ کیا گیا تو سردار پور کے تمام جاندار آہستہ آہستہ موت کی آغوش میں پہنچ جائیں گے۔ اس لئے میں اس مشن کو جلد سے جلد اور فوری طور پر مکمل کر لینا چاہتا ہوں اور مشن مکمل کرنے کے لئے ہمیں سنجیدگی اور تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا اور پھر ہم اس وقت پاکیشیا میں نہیں بلکہ دشمن ملک میں ہیں جہاں ہمارے لئے قدم قدم پر خطرات بکھرے ہوئے ہیں۔ اگر ہم سمجھداری اور سنجیدگی سے کام نہیں لیں گے تو بڑے خطرے سے تو کیا ہم کسی چھوٹے خطرے کا

بھی مقابلہ نہیں کرسکیں گے“...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

”تو پھر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے میں تم سے پہلے بھی کبھی مل چکی ہوں۔ میرا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ تم نے ہارنٹ کا روپ وقتی طور پر اور اس مشن کے لئے اختیار کیا ہے جبکہ تمہاری شخصیت کچھ اور ہے۔ ایسی شخصیت جو میرے لئے انجان نہیں ہے“...... جولیا نے کہا اور اس کی ذہانت پر بلیک زیرو بے اختیار اسے دل ہی دل میں داد دینے پر مجبور ہوگیا۔

”اگر میں ہارنٹ نہیں ہوں تو پھر آپ کے خیال میں، میں کون ہوسکتا ہوں“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے لئے اس بات کا اندازہ لگانا آسان نہیں ہے کہ ہارنٹ کے چہرے کے پیچھے اصلی چہرہ کس کا ہے لیکن میرا احساس غلط نہیں ہوسکتا کہ تم میرے لئے انجان نہیں ہو۔ مجھے چیف نے تمہارے ساتھ مشن پر بھیجا ہے اور میرے لئے چیف کا حکم مقدم ہے۔ چیف کے حکم پر میں ملک کے دفاع کے لئے کسی کے ساتھ بھی کام کرسکتی ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”اچھی بات ہے۔ بہرحال میں آپ کے ذہن سے یہ تاثر نکال دینا چاہتا ہوں کہ میرا اصل نام کچھ اور ہے لیکن چیف نے مجھے خصوصی طور پر ہارنٹ کا خطاب دے رکھا ہے اور ہارنٹ کا خطاب مجھے کیوں دیا گیا ہے یہ آپ جلد ہی سمجھ جائیں گی“......

بلیک زیرو نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سیٹی کی تیز آواز سنائی دینے لگی۔

”یہ کال کم از کم کرنل وشال اور اس کے ہیڈ کوارٹر سے تو نہیں ہوسکتی“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ انہیں ریڈ ناٹ کے ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر اُڑائے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی اور وہاں موجود تمام افراد کرنل وشال سمیت بے ہوش پڑے ہوئے تھے اس لئے اس ہیڈ کوارٹر سے کال آنا ناممکن تھا۔

”معلوم نہیں۔ آن کرو ٹرانسمیٹر۔ ابھی پتہ چل جائے گا کہ کس کی کال ہے“...... جولیا نے سادہ سے انداز میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کنٹرول پینل پر لگے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے اسے آن کر لیا۔

”ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ اوور“...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی شاگل کی کرخت اور تیز آواز سنائی دی اور شاگل کی آواز سن کر وہ دونوں چونک پڑے۔

”یس۔ پی ون تھرٹی بلیک چاپر اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... بلیک زیرو نے اپنی آواز میں سختی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”اپنا نام بتاؤ۔ نانسنس۔ اوور“...... شاگل نے پوچھا۔

”میں کیپٹن وریندر بول رہا ہوں جناب۔ اوور“...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’کیپٹن وریندر۔ کون کیپٹن وریندر۔ پہلے تو اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ کیپٹن وشواناتھ تھا۔ تم کہاں سے آ گئے۔ اوور‘‘...... شاگل کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

’’اسے کرنل صاحب نے رخصت پر بھیج دیا ہے جناب اور اس کی جگہ ایئر بیس سے خصوصی طور پر مجھے اپنے ہیڈ کوارٹر کے لئے ہائر کیا ہے۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اچھا یہ بتاؤ تم اس وقت کہاں ہو اور کرنل وشال کہاں ہے۔ میں کافی دیر سے اسے کال کر رہا ہوں لیکن وہ میری کال اٹنڈ ہی نہیں کر رہا ہے اور میں نے اسے ہیڈ کوارٹر بھی کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہاں بھی میری کال رسیو نہیں کی جا رہی ہے۔ اوور‘‘...... شاگل نے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

’’میں اس وقت کرنل صاحب کا ایک ضروری پیغام لے کر تھری ناٹ زیرو ایئر بیس کی طرف جا رہا ہوں جناب۔ ان کا سیل فون اور ہیڈ کوارٹر کی فون سروس کیوں کام نہیں کر رہی اس کے بارے میں، میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ جب میں واپس جاؤں گا تو میں انہیں آپ کا پیغام دے دوں گا۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہونہہ۔ کب تک تم واپس جاؤ گے نانسنس۔ اوور‘‘...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’مجھے دو سے تین گھنٹے لگ جائیں گے۔ جناب۔ اوور‘‘۔ بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہونہہ۔ دو تین گھنٹے تو بہت زیادہ ہیں۔ کیا کرنل وشال سے بات کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہے۔ اس کے پاس ٹرانسمیٹر بھی تو ہے۔ مجھے اس کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتاؤ میں اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر لیتا ہوں۔ اوور‘‘...... شاگل نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’نہیں جناب۔ مجھے ان کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی زبانی یاد نہیں ہے۔ آپ ان کے سیل فون پر رابطہ کریں ہو سکتا ہے کہ بیٹری ڈاؤن ہونے کی وجہ سے ان سے آپ کا رابطہ نہ ہو رہا ہو اور اب انہوں نے بیٹری چارج کر لی ہو۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’میں پچھلے آدھے گھنٹے سے کوشش کر رہا ہوں نانسنس۔ وہ اپنا سیل فون اس طرح سے کیسے آف رکھ سکتا ہے۔ مجھے اس سے بے حد ضروری بات کرنی ہے۔ اٹ از موسٹ ارجنٹ۔ اوور‘‘۔ شاگل نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ اگر آپ کہیں تو میں ہیلی کاپٹر واپس ہیڈ کوارٹر لے جاؤں اور انہیں آپ کا پیغام پہنچا دوں۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے جان بوجھ کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کے لئے شاگل کا حکم مقدم ہو۔

’’نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرف میرے چند آدمی موجود ہیں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ وہ خود ہی پتہ لگا

لیں گے کہ کرنل وشال کہاں ہے اور وہ میری کال رسیو کیوں نہیں کر رہا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''جیسے آپ کا حکم جناب''...... بلیک زیرو نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تم جاؤ اور جا کر اپنا کام کرو۔ اوور اینڈ آل''۔ شاگل نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''یہ شاگل کو کرنل وشال سے اچانک کیا ارجنٹ کام آن پڑا ہے جو اس نے کرنل وشال اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں رابطہ نہ ملنے پر ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر پر کال کی تھی''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو گا کوئی کام۔ ہمارے لئے تو یہی بہت ہے کہ شاگل کو ہم پر شک نہیں ہوا ہے اور میں اسے ٹالنے میں کامیاب ہو گیا ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر اس نے اپنے کسی آدمی کو ہیڈ کوارٹر بھیج دیا تو اس کا آدمی ہیڈ کوارٹر کو پوزیشن سے اُسے آگاہ کر دے گا''...... جولیا نے کہا۔

''کرنے دو۔ اس نے ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی کارروائی کے بارے میں مجھ سے دوبارہ بات کی تو میں اس معاملے میں قطعی طور پر انجان بن جاؤں گا۔ وہ مجھ سے ہیلی کاپٹر میں آ کر سوال و جواب تو نہیں کرے گا۔ زیادہ سے زیادہ وہ مجھے ہیلی کاپٹر واپس ہیڈ

کوارٹر لانے کا کہے گا۔ تب تک ہم ساندر بن کے جنگلات کے قریب پہنچ چکے ہوں گے''...... بلیک زیرو نے اسی لاپرواہی سے کہا تو جولیا خاموش ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر مسلسل پرواز کرتا رہا۔ جب ہیلی کاپٹر پر سفر کرتے ہوئے انہیں تین گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو گیا تو اچانک ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ پی ون تھرٹی بلیک چاپر۔ میری کال اٹنڈ کرو۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور''...... چیختی ہوئی مردانہ آواز میں کہا جا رہا تھا۔

''یس پی ون تھرٹی بلیک چاپر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کرنل رالف چیف آف کے جی بی فرام ساندر بن بول رہا ہوں۔ تم اپنے بارے میں بتاؤ۔ کون ہو تم اور تمہارا ہیلی کاپٹر ساندر بن کے جنگلات کی جانب کیوں بڑھ رہا ہے۔ اوور''...... چیختی ہوئی آواز میں کہا گیا اور ساندر بن سے کے جی بی کے کرنل رالف کی آواز سن کر بلیک زیرو کا چہرہ ست سا گیا۔

''میں ریڈ ناٹ کا چیف کرنل وشال کا ایک خصوصی پیغام آپ کے لئے لا رہا ہوں جناب۔ اوور''...... بلیک زیرو نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

''کیسا پیغام ہے۔ اوور''...... کرنل رالف نے اسی لہجے میں

بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا جناب۔ انہوں نے مجھے ایک سیلڈ لفافہ دیا ہے جو مجھے جلد سے جلد آپ تک پہنچانا ہے۔ اس لفافے میں کیا ہے اس کے بارے میں کرنل صاحب نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ اگر کرنل وشال نے مجھے کوئی پیغام دینا ہوتا تو وہ میرے سیل فون پر یا پھر ٹرانسمیٹر پر بھی دے سکتے تھے۔ اسے سیلڈ لفافے میں مجھے پیغام بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ سچ بتاؤ کون ہو تم اور ساندر بن کے جنگلات کی طرف کیوں آ رہے ہو''۔ کرنل رالف نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں جناب۔ آپ چاہیں تو کرنل صاحب کو خود ہی فون یا ٹرانسمیٹر کال کر کے پوچھ لیں۔ وہ آپ کو سیلڈ لفافے کے بارے میں بھی آگاہ کر دیں گے کہ اس میں آپ کے لئے کیا پیغام ہے اور انہوں نے یہ پیغام اس طرح آپ کے لئے کیوں بھیجا ہے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں کئی بار کرنل وشال سے رابطہ کرنے کی کوشش کر چکا ہوں۔ میں نے ان کے ہیڈ کوارٹر بھی کال کی تھی لیکن مجھے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا ہے۔ جب تک میری ان سے بات نہیں ہو جاتی اس وقت تک میں ساندر بن میں تمہیں داخلے کی اجازت نہیں دوں گا۔ تم ہیلی کاپٹر موڑ کر واپس لے جاؤ۔ جب کرنل وشال

سے میری بات ہو جائے گی پھر تم آ جانا۔ اوور''...... کرنل رالف نے کہا۔

''لیکن جناب میں تو کافی سفر کر چکا ہوں اور اب ساندر بن کے قریب ہی ہوں۔ اتنی دور سے آنے کے بعد بھی میں نے آپ کو کرنل صاحب کا پیغام نہ دیا تو وہ میرا کورٹ مارشل کر دیں گے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''یہ میں نہیں جانتا۔ وہ تمہارا کورٹ مارشل کریں یا تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دیں۔ میں تمہیں یہاں آنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اپنا ہیلی کاپٹر موڑو اور واپس لے جاؤ۔ اگر تم نے میرے احکامات پر عمل نہ کیا اور ساندر بن کے جنگلات کی طرف اپنا سفر جاری رکھا تو پھر نتیجے کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ میں تمہارے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دوں گا۔ اوور''...... کرنل رالف نے غراتے ہوئے کہا۔

''لیکن جناب......'' بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ تمہیں سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں۔ واپس لے جاؤ ہیلی کاپٹر جلدی۔ اوور''۔ کرنل رالف نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''آپ ایک منٹ میری بات تو سنیں۔ اوور''...... بلیک زیرو نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ اسے کرنل رالف پر سچ مچ غصہ آ رہا تھا جو اس کی کوئی بھی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔

"جلدی بولو۔ میرے پاس تم جیسے نانسنس کی بات سننے کا وقت نہیں ہے۔ اوور"...... کرنل رالف نے اسی انداز میں کہا۔

"جناب۔ آپ مجھے جنگلات پر آنے دیں۔ میں ہیلی کاپٹر نیچے نہیں لاؤں گا۔ کرنل صاحب نے جو پیغام دیا ہے وہ میں اوپر سے ہی نیچے پھینک دوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ جنگلات سے میرے ہیلی کاپٹر کو آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ جب میں ہیلی کاپٹر سے سیلڈ لفافہ گراؤں گا تو آپ کو اس کا بھی پتہ چل جائے گا۔ لفافہ گراتے ہی میں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رکوں گا اور فوراً نکل جاؤں گا اور آپ ہیلی کاپٹر کی سکیننگ کرا لیں یہ گن شپ ہیلی کاپٹر نہیں ہے اور نہ ہی اس ہیلی کاپٹر میں ایسا کوئی مواد موجود ہے جو جنگلات کو نقصان پہنچا سکے اوور"...... بلیک زیرو نے جیسے بے چارگی کے عالم میں کہا۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی جیسے کرنل رالف کچھ سوچ رہا ہو۔

"اگر اب بھی آپ کو مجھ پر کوئی شک ہے تو پھر میں ہیلی کاپٹر موڑ لیتا ہوں اور واپس جا کر کرنل صاحب کو بتا دیتا ہوں کہ آپ نے ان کا پیغام لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ۔ رکو۔ میں پہلے تمہارا ہیلی کاپٹر اسکین کراؤں گا۔ اگر ہیلی کاپٹر میں کوئی ایسی چیز ہوئی جو ہمارے لئے خطرے کا باعث بن سکتی ہے تو میں کوئی لحاظ نہیں کروں گا اور تمہیں بغیر وارننگ

دیئے ہیلی کاپٹر پر میزائل فائر کر دوں گا۔ اوور"...... کرنل رالف نے غراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر سکون آ گیا۔

"ٹھیک ہے۔ جناب۔ آپ اپنی تسلی کر لیں۔ میرے پاس ایک معمولی سی گن بھی موجود نہیں ہے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں چیک کرتا ہوں۔ تب تک تم اپنی رفتار کم کرو اور ہیلی کاپٹر کو چار سو فٹ کی بلندی پر لاؤ۔ اوور"...... کرنل رالف نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"جولیا میں ہیلی کاپٹر نیچے لے جا رہا ہوں۔ نیچے میدانی علاقہ ہے۔ ہمارے پاس جو بھی اسلحہ ہے اسے جلد سے جلد نیچے پھینک دو۔ ہیلی کاپٹر میں ایک معمولی ریوالور بھی موجود نہیں ہونا چاہئے۔ ہری اپ"...... بلیک زیرو نے کرنل رالف سے رابطہ ختم کرتے ہی جولیا سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن"...... جولیا نے کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو جولیا۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ اگر انہوں نے اسکین کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر میں کسی بھی اسلحے کو چیک کر لیا تو وہ ہیلی کاپٹر تباہ کرنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا نے اس کی اور اپنی مشین گن جو وہ ریڈ ناٹ کے ہیڈ کوارٹر سے لائے تھے۔ ہیلی کاپٹر کی کھڑکی

کھول کر باہر پھینک دیں پھر وہ سیٹ بیلٹ کھول کر اٹھی اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں چلی گئی۔ اس دوران بلیک زیرو ہیلی کاپٹر خاصا نیچے لے آیا تھا اور اس نے ہیلی کاپٹر کی رفتار میں بھی نمایاں کمی کر دی تھی۔

''نہیں۔ ہیلی کاپٹر میں کچھ نہیں ہے''...... جولیا نے کچھ دیر کے بعد واپس اپنی سیٹ پر آتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ اب ہم آسانی سے ساندر بن کے جنگلات کی طرف جا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن خالی ہاتھ ہم وہاں جا کر کیا کریں گے''...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تم دیکھتی جاؤ میں کیا کرتا ہوں۔ ایک بار ہم ساندر بن کے جنگلات تک پہنچ جائیں اس کے بعد ہم واپس تب ہی جائیں گے جب ہم ساندر بن کے جنگلات میں موجود کے جی بی کی فورس کو ختم نہ کر دیں اور پاور مشین کو تباہ نہ کر دیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خالی ہاتھوں تم فورس کا کیسے مقابلہ کرو گے اور پاور مشین تباہ کرنے کے لئے بھی ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اگر ہم خالی ہاتھ جنگلات میں گئے تو کیا کے جی بی ایجنسی کی فورس ہمیں زندہ چھوڑ دے گی''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تم دیکھتی جاؤ بس''...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا نے بے

اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ ہارنٹ کا پراسرار انداز اسے بری طرح اسے چبھ رہا تھا۔ وہ خالی ہاتھ ساندر بن کے جنگلات کی طرف جا رہا تھا جہاں کے جی بی کی فورس کی شکل میں بھیانک موت بکھری ہوئی تھی۔ نہتے بھلا وہ کے جی بی کی فورس کا کیسے مقابلہ کر سکتے تھے اور پاور مشین جو جنگلات کے نجانے کس حصے میں لگی ہوئی تھی۔ وہاں تک پہنچنا ان کے لئے اس قدر آسان کیسے ہو سکتا تھا اور بغیر بموں اور میزائلوں کے وہ اسے کیسے تباہ کر سکتے تھے۔ جولیا مسلسل ہارنٹ کی شکل دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر کسی خونخوار درندے کی سی وحشت چھائی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

اسٹیشن ویگن سڑک پر قلابازیاں کھاتی ہوئی کافی دور جا گری تھی۔ اس کے پیچھے آتی ہوئی پولیس جیپ تیزی سے اسٹیشن ویگن کے قریب آ رہی تھی۔ جیسے ہی اسٹیشن ویگن الٹی، جیپ کے ڈرائیور نے جیپ وہیں روک دی اور اس میں موجود مسلح سپاہی اچھل اچھل کر نیچے آگئے اور تیزی سے الٹی ہوئی اسٹیشن ویگن کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

اسٹیشن ویگن میں موجود چاروں افراد زخمی اور بے ہوش ہو چکے تھے۔ انہیں بے ہوش دیکھ کر سپاہیوں نے مشین گنوں کے رخ ان کی جانب کئے اور فائرنگ کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتارنے ہی لگے تھے کہ اسی لمحے ایک سپاہی بری طرح سے چیخ اٹھا۔

''رکو۔ انہیں مت ہلاک کرو''...... اس کی چیختی ہوئی آواز سن کر سپاہی جنہوں نے مشین گنوں کے ٹریگرز پر دباؤ ڈالنا شروع کیا ہی تھا کہ ان کی انگلیاں ٹریگروں سے ہٹتی چلی گئیں اور وہ پلٹ کر چیخ

کر بولنے والے سپاہی کی جانب دیکھنا شروع ہو گئے جس کے بازو پر نیلے رنگ کی ایک پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ شاید ان کا سیکنڈ انچارج تھا۔

''لیکن کیوں۔ انہوں نے ہمارے انچارج کو اپنی ویگن کے نیچے کچلا ہے اور ہمارے کئی ساتھیوں کو بھی ہینڈ گرنیڈ سے اُڑایا ہے۔ ہم انہیں زندہ کیوں چھوڑیں''...... ایک سپاہی نے احتجاجاً چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں دیوان سنگھ۔ یہ عام افراد نہیں ہیں۔ یہ غیر ملکی جاسوس ہیں۔ موت کی نسبت ان کی زندگی ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ ان کی زبانیں کھلوا کر ہم ان سے کافرستان میں موجود دوسرے غیر ملکی جاسوسوں کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ انہیں باہر نکالو لیکن پوری طرح سے ہوشیار رہنا''...... نیلی پٹی سپاہی والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ سپاہیوں نے منہ بناتے ہوئے مشین گنیں اپنے کاندھوں سے لٹکائیں اور پھر انہوں نے زور لگا کر اسٹیشن ویگن کو سیدھا کیا اور پھر وہ ٹیڑھے میڑھے دروازوں کو کھولنے لگے۔ دروازے کھولتے ہی انہوں نے باری باری اسٹیشن ویگن میں موجود چاروں افراد کو باہر نکالنا شروع کر دیا جو کافی زخمی تھے۔

''ان سب کو اسی حالت میں ہتھکڑیاں لگا دو۔ ہم انہیں ابھی ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے''...... سیکنڈ انچارج نے بدستور تحکم بھرے

لہجے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہتھکڑیاں لگا دی گئیں اور انہیں اٹھا کر جیپ میں ڈال دیا گیا۔

ان چاروں کو جیپ میں ڈالتے ہی وہ سب جیپ میں سوار ہوئے۔ سیکنڈ انچارج ڈرائیور کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ جیسے ہی ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھائی، انچارج نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر کا مائیک نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

”ہیلو۔ سپیشل پٹرولنگ اسکواڈ نمبر نائن سپیکنگ۔ اوور“...... اس نے ایک بٹن پریس کرتے ہوئے مسلسل بولنا شروع کر دیا۔

”یس۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... رابطہ ملتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”جناب۔ میں ہیڈ کانسٹیبل زردار بول رہا ہوں۔ ہم وسنت نگر کے باہر پٹرولنگ کر رہے تھے کہ وسنت نگر میں موجود ہمارے ایک مخبر نے اطلاع دی کہ وسنت نگر کے بھوپال داس کی حویلی کو بموں سے اُڑا دیا گیا ہے۔ حویلی کے دھماکوں سے اُڑنے کے کچھ دیر بعد ایک اسٹیشن ویگن کو قصبے سے باہر جاتے دیکھا گیا تھا جس میں چار افراد سوار تھے۔ ہم ان کا راستہ روکنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جب اسٹیشن ویگن ہمارے سامنے آئی تو ہم نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ وقتی طور پر اسٹیشن ویگن کو روک لیا گیا لیکن جیسے ہی ہمارے انچارج نے انہیں اسٹیشن ویگن سے باہر آنے کا کہا تو اسٹیشن ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے اچانک اسٹیشن ویگن پوری

رفتار سے آگے بڑھائی اور ہمارے انچارج کو کچل کر نکلتا چلا گیا۔ جس پر ہم نے اسٹیشن ویگن پر فائرنگ کر کے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن ہم کامیاب نہ ہو سکے۔ ہمارے پاس دو جیپیں تھیں۔ ہم نے جیپوں پر اسٹیشن ویگن کا تعاقب کیا تو اسٹیشن ویگن سے ہماری جیپوں پر ہینڈ گرنیڈ سے حملہ کیا گیا۔ خوش قسمتی سے ہم بچ گئے لیکن ہمارے پیچھے آنے والی جیپ ہینڈ گرنیڈ کا شکار ہو کر تباہ ہو گئی اور ہمارے چار ساتھی ہلاک ہو گئے۔ ہم نے فوراً اسٹیشن ویگن کے ٹائروں کا نشانہ لے کر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں اسٹیشن ویگن کے پچھلے ٹائر برسٹ ہو گئے اور اسٹیشن ویگن سڑک پر الٹتی چلی گئی۔ اسٹیشن ویگن الٹتے ہی اس میں موجود چاروں افراد بے ہوش ہو گئے۔ ہم نے انہیں اسٹیشن ویگن سے باہر نکال لیا ہے اور نہیں ہتھکڑیاں ڈال دی ہیں اور اب وہ سب ہماری جیپ میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اوور“...... سیکنڈ انچارج ہیڈ کانسٹیبل زردار نے ہیڈ کوارٹر کو تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ گڈ شو۔ تم نے بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے زردار۔ یہ یقیناً غیر ملکی جاسوس ہیں زردار۔ تم انہیں دارالحکومت لے آؤ۔ میں وزارت داخلہ کو ان کے بارے میں آگاہ کر دیتا ہوں تاکہ وہ ہمیں ہدایات دے سکیں کہ ان غیر ملکی جاسوسوں کو کس ایجنسی کے حوالے کرنا ہے۔ اوور“...... ہیڈ کوارٹر سے جواب دیا گیا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ جیسا آپ کا حکم۔ اوور“...... زردار نے

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تم ان سے ہوشیار رہنا۔ غیر ملکی ایجنٹ بے حد خطرناک ہوتے ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ وہ ہمارے سامنے زخمی اور بے بس پڑے ہوئے ہیں۔ اوور''...... زردار نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ گڈ لک اینڈ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ زردار نے بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ہک سے لٹکا دیا۔

''ہونہہ۔ مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے تو ہمیں تعریف کی جگہ نجانے کیا کیا سننا پڑتا''...... زردار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیپ انتہائی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی جانب اُڑی جا رہی تھی۔ انہیں سفر کرتے ہوئے ابھی آدھا گھنٹہ ہی ہوا ہو گا کہ اچانک جیپ میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنا شروع ہو گئی۔

''ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ سپیشل پٹرولنگ اسکواڈ نمبر نائن۔ اوور''۔ زردار نے مائیک نکال کر جیسے ہی اس کا بٹن پریس کیا ٹرانسمیٹر کے سپیکر سے بھاری آواز سنائی دی۔

''یس۔ ہیڈ کانسٹیبل زردار اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... زردار نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جن غیر ملکی جاسوسوں کو تم نے گرفتار کیا ہے۔ ان کی پوزیشن بتاؤ۔ اوور''...... دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

''وہ بدستور بے ہوش ہیں جناب۔ اوور''...... زردار نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''اوکے۔ میری وزارت داخلہ سے بات ہو گئی ہے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ غیر ملکی جاسوس کافرستان سیکرٹ سروس کے حوالے کرنے ہیں۔ آگے کا فیصلہ کافرستان سیکرٹ سروس خود کرے گی۔ اس حوالے سے میری کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے بھی بات ہو گئی ہے۔ وہ ایک ہیلی کاپٹر میں تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں۔ تم گرفتار شدہ ایجنٹوں کو ان کے حوالے کر دینا۔ اوور''...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

''جیسا آپ کا حکم جناب۔ میں ان جاسوسوں کو جناب شاگل صاحب کے حوالے کر دوں گا۔ اوور''...... ہیڈ کانسٹیبل زردار نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور زردار نے بٹن پریس کر کے رسیور دوبارہ ہک سے لگا دیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان دکھائی دے رہا تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ انہیں آسمان پر ایک دیو ہیکل ہیلی کاپٹر اُڑتا ہوا اس طرف آتا دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر کا رخ اس جیپ کی طرف ہی تھا۔ ہیلی کاپٹر دیکھ کر زردار نے ڈرائیور کو سائیڈ پر جیپ روکنے کے لئے کہا

تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر جیپ کو سڑک کے کنارے پر روک لیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر نیچے آیا اور آہستہ آہستہ اس نے سڑک پر ہی اترنا شروع کر دیا۔

ہیلی کاپٹر کے لینڈ ہوتے ہی اس کے دروازے کھلے اور اس میں سے چار افراد اچھل کر باہر آ گئے۔ زردار اور اس کے ساتھی بھی جیپ سے اتر آئے تھے۔

''کہاں ہیں وہ جاسوس جنہیں تم نے گرفتار کیا ہے''...... سب سے آگے آنے والے نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

''وہ ہماری جیپ میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں جناب''۔ زردار نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انہیں نکال کر باہر لاؤ۔ جلدی''...... اس شخص نے اپنے ساتھ آنے والے دوسرے افراد سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ تیزی سے جیپ کی جانب بڑھ گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ تینوں باری باری عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیپ سے نکال کر باہر لے آئے اور انہیں سڑک کے کنارے لٹا دیا گیا۔

''ہونہہ۔ یہ تو خاصے زخمی ہیں۔ ڈاکٹر کو بلاؤ۔ جلدی''۔ اس شخص نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو ایک شخص نے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو ہیلی کاپٹر سے ایک ادھیڑ عمر شخص میڈیکل ایڈ باکس لے کر نکلا اور تیزی سے ان کے قریب آ گیا۔

''ڈاکٹر کمار۔ ان کی بینڈیج کرو اور انہیں طویل مدت تک بے ہوش رکھنے کے لئے انجکشن لگا دو۔ میں نہیں چاہتا کہ ہوش میں آ کر یہ ہمارے لئے کوئی پریشانی کھڑی کر دیں''...... اس شخص نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہارا انچارج کون ہے''...... اس شخص نے سپاہیوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ہیڈ کانسٹیبل زردار ہوں جناب۔ ان جاسوسوں نے ہمارے انچارج انسپکٹر دلیپ کو اسٹیشن ویگن سے کچل کر ہلاک کر دیا۔ ہم نے ان کا تعاقب کیا اور بڑی مشکلوں سے انہیں قابو کیا ہے''...... ہیڈ کانسٹیبل نے اس آفیسر پر اپنی کارکردگی کا رعب جمانے والے انداز میں کہا۔

''تم نے بہت بہادری کا کام کیا ہے ہیڈ کانسٹیبل زردار۔ یہ پاکیشیائی جاسوس ہیں۔ جنہوں نے وسنت نگر کے بھوپال داس کی حویلی کو بموں سے اُڑایا تھا۔ حویلی کو بموں سے اُڑا کر یہ دارالحکومت فرار ہو رہے تھے۔ اگر یہ دارالحکومت میں داخل ہو جاتے تو نجانے وہاں کیا کیا کرتے۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے بڑی جرأت اور ہمت سے انہیں قابو کیا ہے۔ میں پرائم منسٹر سے بات کر کے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے ترقی اور انعام کی بات کروں گا''...... اس آفیسر نے زردار کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو جناب۔ تھینک یو ویری مچ"...... ہینڈ کانسٹیبل نے مسرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اس کے ساتھیوں کے سینے بھی اس آفیسر کی بات سن کر فخر سے تن گئے تھے۔ ڈاکٹر نے تھوڑی دیر میں ہی تمام افراد کی بینڈیج کر دی اور انہیں طویل مدت تک بے ہوش رہنے کے انجکشن بھی لگا دیئے تھے۔ ادھیڑ عمر جو کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں ڈالنے کا حکم دیا تو وہ سب انہیں اٹھا کر ہیلی کاپٹر کی طرف لے گئے۔

شاگل کا چہر فرطِ مسرت سے کھلا ہوا تھا۔ اس نے آخر کار عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ ہی لیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہیڈ کوارٹر میں لے جاتے ہی وہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھی شاگل کے ہاتھوں آخر کار اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اور یہ بات شاگل کے لئے قابل فخر تھی۔

جنگل پر آتے ہی ہیلی کاپٹر نے اچانک بری طرح سے ڈولنا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر کو اس طرح ڈولتے اور لہراتے دیکھ کر جولیا بوکھلا گئی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہیلی کاپٹر تمہارے کنٹرول میں کیوں نہیں آ رہا ہے"...... جولیا نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گھبرائیں نہیں مس جولیا۔ یہ سب میں جان بوجھ کر کر رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جان بوجھ کر۔ لیکن کیوں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے بغیر ہم جنگل میں داخل نہیں ہو سکیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔ وہ جان بوجھ کر ہیلی کاپٹر کے لیور کو دائیں بائیں لہرا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کبھی نیچے چلا جاتا اور کبھی اچانک اوپر اٹھنا شروع

ہو جاتا اور کبھی دائیں اور بائیں لہرانا شروع کر دیتا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا۔

''ہیلو ہیلو۔ کرنل رالف کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... کرنل رالف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیپٹن وریندر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرتے ہوئے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو تمہارا ہیلی کاپٹر اس طرح لہرا کیوں رہا ہے۔ اوور''...... کرنل رالف نے چیختے ہوئے کہا۔

''ہیلی کاپٹر میں کوئی خرابی ہو گئی ہے کرنل۔ یہ آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا ہے۔ میں اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن یہ میرے قابو میں نہیں آ رہا ہے۔ آپ مجھے جلد سے جلد ہیلی کاپٹر جنگل کے کسی حصے میں لینڈ کرنے کی اجازت دیں ورنہ ہیلی کاپٹر جنگل میں گر جائے گا۔ اوور''...... بلیک زیرو نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہیں ہیلی کاپٹر جنگل میں لینڈ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔ تم کرنل وشال کا پیغام نیچے پھینکو اور ہیلی کاپٹر جنگل سے واپس لے جاؤ۔ اوور''...... کرنل رالف نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ہیلی کاپٹر آؤٹ آف کنٹرول ہوتا جا رہا

ہے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے جواباً چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو لہراتے ہوئے نیچے کی جانب غوطہ دیا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے گھنے درختوں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

''دروازہ کھولو اور ہیلی کاپٹر سے باہر کود جاؤ۔ جلدی''...... بلیک زیرو نے جولیا سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا تو جولیا نے فوراً ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول لیا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر درختوں کے قریب پہنچا، جولیا نے فوراً باہر چھلانگ لگا دی۔ اس وقت تک بلیک زیرو بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول چکا تھا۔ جولیا کو باہر کودتے دیکھ کر اس نے لیور کھینچا اور پھر اس نے بھی درختوں پر چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر سے باہر کودا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر اٹھا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔

بلیک زیرو نے نیچے کودتے ہی ڈائیو لگائی اور تیزی سے درختوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ درختوں سے ٹکراتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کرتے ہوئے ایک درخت کی شاخوں کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن شاخیں کمزور تھیں جو اس کے وزن سے ہی ٹوٹ گئیں اور بلیک زیرو نیچے گرتا چلا گیا۔ درختوں کی شاخوں سے ٹکراتے ہوئے بلیک زیرو جیسے ہی نیچے آیا اس نے ایک بار پھر اپنے جسم کو حرکت دی اور قلابازی لگا کر درخت کے قریب پیروں کے بل آ کھڑا ہوا۔ جولیا نے بھی پیرا ٹروپنگ کا مخصوص انداز اپنایا تھا اور وہ بھی اب درختوں کے قریب پیروں کے بل کھڑی تھی۔

ہیلی کاپٹر کچھ دور جا کر نیچے جھکا اور پھر درختوں سے ٹکراتا ہوا زمین سے جا ٹکرایا۔ زور دار دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ انہیں دور آگ کے بڑے بڑے شعلے سے اٹھتے دکھائی دیئے تھے۔

''چلو۔ یہاں سے نکلو'' ...... بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا تو جولیا تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور پھر وہ تیزی سے درختوں کے جھنڈ سے نکلے اور سامنے کی طرف بھاگنا شروع ہو گئے لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک درختوں سے کئی افراد زمین پر کود پڑے۔ ان افراد نے مٹیالے رنگ کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے ہاتھوں میں جدید مشین گنیں تھیں۔ انہیں دیکھ کر جولیا اور بلیک زیرو نے پلٹ کر مخالف سمت میں بھاگنا چاہا لیکن اس سمت سے بھی مسلح افراد درختوں سے کود کر نیچے آ گئے۔

''ہینڈز اپ'' ...... ان میں سے ایک شخص نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کر لئے کیونکہ اس نے بھی عقب اور بائیں جانب سے بھی کئی مسلح افراد درختوں کے پیچھے سے نکل کر اس طرف آتے دیکھ لئے تھے۔ مسلح افراد نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور وہ چونکہ نہتے تھے اس لئے ان کے پاس سوائے ہاتھ اٹھانے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اسے ہاتھ اٹھاتے دیکھ کر جولیا نے بھی ہاتھ بلند کر لئے۔

''گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ جلدی'' ...... اس شخص نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ شاید ان سب کا انچارج معلوم ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو اور جولیا نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور پھر وہ دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھتے چلے گئے۔ مسلح افراد مشین گنیں لئے ان کے نزدیک آ گئے۔ اچانک بلیک زیرو کو اپنے عقب میں کسی کے انتہائی نزدیک ہونے کا احساس ہوا۔ اس نے پلٹنے کی کوشش کی لیکن دیر ہو چکی تھی۔ اسی لمحے اس کے سر پر قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ بلیک زیرو کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور اچھل کر گرنے ہی لگا تھا کہ اس کے سر پر ایک بار پھر دھماکہ ہوا اور بلیک زیرو کے دماغ میں اندھیرا بھرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے جولیا کے بھی چیخنے کی آواز سنی تھی۔ شاید اس کے سر پر بھی پیچھے سے کسی نے مشین گن کے دستے سے وار کیا تھا۔

جب بلیک زیرو کو ہوش آیا تو وہ ایک ہال نما بڑے سے کمرے میں ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اسے اپنے سر کے پچھلے حصے میں ٹیسیں سی اٹھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے سر پر ایک اور سر بن گیا ہو۔ اس کے دائیں طرف ایک اور کرسی پڑی تھی جس پر جولیا کو بھی رسیوں سے مضبوطی سے باندھا گیا تھا۔ کمرہ خالی تھا۔ وہاں سوائے ان دو کرسیوں کچھ نہیں تھا۔ کمرے میں کوئی شخص بھی موجود نہیں تھا۔

بلیک زیرو نے چاروں طرف دیکھا۔ کمرہ چاروں طرف سے بند

تھا۔ سامنے ایک دروازہ تھا وہ بھی بند نظر آ رہا تھا۔ ابھی بلیک زیرو حیرت سے ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اس نے جولیا کی کراہ سنی۔ جولیا کی کراہ سن کر بلیک زیرو نے اس کی طرف دیکھا تو جولیا کے جسم میں حرکت پیدا ہو رہی تھی۔ اسے بھی ہوش آ رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں جولیا نے آنکھیں کھول دیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ کون لایا ہے ہمیں یہاں''...... جولیا نے حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں جنگل سے کے جی بی کی فورس نے گرفتار کیا تھا اور ظاہر ہے اب ہم انہی کے قبضے میں ہیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ جولیا کچھ کہتی اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا شخص مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا تیزی سے اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ چار مسلح افراد بھی موجود تھے۔ لمبا تڑنگا شخص بے حد غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا ہے''...... اس شخص نے بلیک زیرو اور جولیا کے نزدیک آ کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کی آواز سن کر بلیک زیرو اسے پہچان گیا۔ یہ کرنل رالف تھا جس کی اس سے ٹرانسمیٹر پر بھی بات ہوئی تھی۔

''جی ہاں۔ ہمیں ہوش آ گیا ہے لیکن آپ نے ہمیں اس طرح سے کیوں باندھ رکھا ہے جناب۔ میں کرنل وشال کے ہیلی کاپٹر کا

پائلٹ ہوں۔ یہاں آتے ہی ہیلی کاپٹر آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا تھا۔ اگر میں اور میری ساتھی ہیلی کاپٹر سے چھلانگ نہ لگاتے تو ہم دونوں بھی ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہلاک ہو جاتے''...... بلیک زیرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ میری کرنل وشال سے بات ہو چکی ہے۔ اس نے مجھے تم دونوں کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نہیں ہو بلکہ تم دونوں وہ جاسوس ہو جنہوں نے کرنل وشال کے ہیڈ کوارٹر پر اچانک حملہ کر کے وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دیا تھا اور ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر لے کر فرار ہو گئے تھے''...... کرنل رالف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ ہم نے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا تھا اور وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر کے وہاں سے ہیلی کاپٹر لے کر فرار ہو گئے تھے۔ آپ کو بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔ ہم بھلا ایسا کیوں کریں گے''...... بلیک زیرو نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کرنل وشال کو میں نے یہیں بلا لیا ہے۔ وہ ابھی تھوڑی دیر تک پہنچنے والا ہے۔ اس کے یہاں آتے ہی تم دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ میں نے اپنے طور پر تم دونوں کے میک اپ چیک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس بات کا تو مجھے ثبوت مل گیا ہے کہ تم دونوں میک اپ میں ہو لیکن مجھے اس بات

پر حیرت ہو رہی ہے کہ میں تمہارے میک اپ واش نہیں کرا سکا ہوں حالانکہ میں نے تمہارے میک اپ صاف کرانے کے لئے جدید سے جدید میک اپ واشر استعمال کئے ہیں اور ہر قسم کے لوشنز بھی استعمال کر کے دیکھ لئے ہیں''...... کرنل رالف نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم میک اپ میں ہوتے تو ہمارے میک اپ واش ہوتے۔ ہمیں بھلا میک اپ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اور میری یہ ساتھی ریڈ ناٹ ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم یہاں کرنل وشال کا ایک پیغام لے کر آئے تھے جو اب شاید اس ہیلی کاپٹر کے ساتھ جل گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے سامنے تمہاری اداکاری نہیں چلے گی۔ سمجھے تم''۔ کرنل رالف نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں اداکاری نہیں کر رہا ہوں جناب۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا۔

''کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ اس کا فیصلہ کرنل وشال ہی آ کر کرے گا۔ تب تک تم اسی حالت میں یہاں بندھے رہو گے''۔ کرنل رالف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔

''تم چاروں یہیں رکو۔ ان پر گہری نظر رکھو اگر یہ کوئی حرکت کریں تو بے شک انہیں گولیاں مار دینا۔ میں باہر جا کر کرنل وشال

کا انتظار کرتا ہوں جیسے ہی وہ آئے گا میں اسے لے کر یہاں پہنچ جاؤں گا''...... کرنل رالف نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر''...... ایک شخص نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل رالف نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

''کرنل رالف''...... اچانک بلیک زیرو نے اسے آواز دیتے ہوئے کہا تو کرنل رالف کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ اس نے پلٹ کر بلیک زیرو کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

''بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... کرنل رالف نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہاں آؤ۔ میرے قریب۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات پوچھنی ہے''...... بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کرنل رالف چند لمحے اس کی جانب غور سے دیکھتا رہا پھر وہ قدم اٹھاتا ہوا اس کے سامنے آ کر رک گیا۔

''ہاں بولو۔ کیا کہنا ہے تمہیں''...... کرنل رالف نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں ناگواری کے ساتھ ساتھ انتہائی درشتی تھی۔

''میں تم سے پاور مشین کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں''...... بلیک نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پاور مشین کا سن کر کرنل رالف بری طرح سے اچھل پڑا۔

''پاور مشین۔ کون سی پاور مشین۔ کس مشین کی بات کر رہے ہو تم''...... کرنل رالف نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''میں اسی پاور مشین کی بات کر رہا ہوں کرنل رالف جو سانڈر بن کے ان جنگلات میں موجود ہے اور جس مشین سے پاکیشیا کے علاقے سردار پور پر تم لوگوں نے اندھیرا مسلط کر رکھا ہے''۔ بلیک زیرو نے اس بار غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس کا غراہٹ بھرا لہجہ سن کر کرنل رالف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''ہونہہ۔ تو کرنل وشال غلط نہیں کہہ رہا تھا۔ تم واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہو''...... کرنل رالف نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''جو چاہے سمجھ لو۔ مجھے میرے سوال کا جواب دو۔ پاور مشین ان جنگلوں میں کہاں موجود ہے''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ تم مجھ سے ایسے لہجے میں بات کرنے والے کون ہوتے ہو۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں سمجھے تم۔ نانسنس''...... کرنل رالف نے بری طرح سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

''ہارنٹ کے سامنے پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے کرنل

رالف''...... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا اور کرنل رالف بری طرح سے اچھل پڑا۔

''ہارنٹ۔ کون ہارنٹ''...... کرنل رالف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں ہارنٹ ہوں کرنل رالف۔ میں اور میری ساتھی ان جنگلوں میں تمہیں اور تمہاری کے جی بی فورس کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ اس مشین کو بھی تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں جس سے تم نے پاکیشیا کے ایک علاقے کو اندھیروں میں ڈبویا ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور کرنل رالف اس کی جانب یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع ہو گیا جیسے بلیک زیرو نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

''تم مجھے اور میرے ساتھیوں کے ساتھ یہاں موجود پاور مشین تباہ کرنے کے لئے آئے ہو۔ اکیلے تم اور تمہاری یہ ساتھی۔ ہا ہا ہا۔ لگتا ہے موت کو سامنے دیکھ کر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے جو تم ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو''...... کرنل رالف نے طنزیہ انداز میں اور زور زور سے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

''ہمارے دماغ اپنی جگہ پر قائم ہیں کرنل رالف اور میں بہکی باتیں نہیں کر رہا ہوں۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے اور ہارنٹ ایک بار جو فیصلہ کر لیتا ہے اس وقت تک اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹتا جب تک وہ اپنا کام پورا نہ کر لے''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا تو کرنل رالف کے قہقہے اور زیادہ بلند ہو گئے

وہ بلیک زیرو کی باتیں سن کر حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہا تھا۔

’’ہا ہا ہا ہا۔ نانسنس یہ ہارنٹ ہے اور ہارنٹ اپنے ساتھ لیڈی ہارنٹ کو لایا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ دونوں ساندر بن کے جنگلات میں موجود کے جی بی فورس کو ختم کر دے گا۔ ہا ہا ہا ہا۔ یہ جنگلی چوہا اور چوہیا یہاں ہمیں ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ پاور مشین کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ نانسنس‘‘...... کرنل رالف نے اسی طرح سے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اسے ہنستا دیکھ کر چاروں مسلح افراد بھی ہنسنا شروع ہو گئے تھے جیسے وہ بلیک زیرو اور جولیا کا مذاق اُڑا رہے ہوں۔

’’ہنس لو کرنل رالف۔ تم اس وقت تک ہنس سکتے ہو جب تک میں اور میری ساتھی بندھے ہوئے ہیں۔ ایک بار ہمیں یہاں سے آزاد ہو لینے دو پھر دیکھنا ہم کیا کرتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔

’’کیا کرو گے تم۔ ہا ہا ہا۔ تم کر بھی کیا سکتے ہو۔ تم اور تمہاری ساتھی کرنل رالف اور کے جی بی کی فورس کو ختم کرے گی۔ واہ۔ اس سے بڑا جوک شاید ہی میں نے کبھی سنا ہو‘‘...... کرنل رالف نے اسی طرح سے ہنستے ہوئے کہا۔

’’ان جنگلوں میں ہر طرف تمہاری فورس موجود ہے کرنل رالف۔ تمہارا ہی دعویٰ تھا کہ تمہارے اور تمہاری فورس کی موجودگی میں ان جنگلوں میں چڑیا کا ایک بچہ بھی داخل نہیں ہو سکتا ہے لیکن

دیکھ لو ہارنٹ اپنی ساتھی کے ساتھ اس قدر فول پروف انتظامات کے باوجود کس طرح سے ان جنگلوں میں پہنچ گیا ہے۔ اگر ہم دونوں یہاں پہنچ سکتے ہیں تو پھر ہمارے لئے اس جگہ پہنچنا بھی مشکل نہیں ہو گا جہاں پاور مشین موجود ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہونہہ۔ پاور مشین تمہاری پہنچ سے بہت دور ہے مسٹر ہارنٹ اور تم یہاں سے زندہ بچ کر جاؤ گے تب ہی اس مشین تک پہنچو گے۔ اچھا ہوا ہے جو تم نے کرنل وشال کے آنے سے پہلے ہی اپنے بارے میں مجھے حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب میں تم دونوں کو یہیں ہلاک کر دوں گا۔ تمہاری لاشیں اٹھا کر میں جنگل میں پھنکوا دوں گا جہاں گوشت خور جانور چند ہی لمحوں میں تمہاری لاشیں چٹ کر جائیں گے اور پھر تمہارا یہاں نام و نشان تک باقی نہیں رہے گا‘‘...... کرنل رالف نے جواباً غراتے ہوئے کہا۔

’’ہارنٹ اور لیڈی ہارنٹ کو ہلاک کرنا تم جیسے جنگلی چوہے کے بس کی بات نہیں ہے کرنل رالف‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کا انداز کرنل رالف کو غصہ دلانے والا تھا اور وہی ہوا۔ اس کی بات سن کر کرنل رالف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

’’تم نے مجھے۔ کرنل رالف کو جنگلی چوہا کہا۔ تمہاری یہ جرأت۔ اب تم نہیں بچو گے۔ تم دونوں کو میں ابھی اور اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ ابھی اور اسی وقت‘‘...... کرنل رالف نے غصے

سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چوہے شیروں کا شکار نہیں کر سکتے کرنل رالف۔ تم اور تمہارے یہ ساتھی ہمیں ہلاک کرنا تو ایک طرف ہمیں معمولی سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا تو کرنل رالف کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھیں چنگاریاں اُڑانے لگیں۔

''بس بہت ہوا۔ اب تمہارا کھیل ختم۔ فائر''...... کرنل رالف نے پہلے بلیک زیرو اور پھر اچانک اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ مسلح افراد نے پہلے ہی مشین گنوں کے رخ بلیک زیرو اور جولیا کی جانب کر رکھے تھے جیسے ہی کرنل رالف نے فائر کہا ان کی انگلیاں مشین گنوں کے ٹریگروں پر دبتی چلی گئیں۔ دوسرے لمحے ماحول مشین گنوں کی مخصوص ریٹ ریٹ کی آوازوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

کرنل وشال کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ جس مرد اور عورت کو اس نے راڈز والی کرسیوں میں جکڑا رکھا تھا وہ ان راڈز سے آزاد ہو جائیں گے اور پھر وہ نہ صرف اسے پکڑ کر راڈز والی کرسی پر جکڑ دیں گے بلکہ اس کے ہیڈ کوارٹر میں وائیکم گیس فائر کر کے سب کو بے ہوش کر کے وہاں سے نکل جائیں گے۔

کرنل وشال کو اس کے ایک ساتھی نے ہوش دلا کر اسے راڈز والی کرسی سے آزاد کرایا تھا۔ اس کے ساتھی نے اسے ساری سچوئیشن بتائی تو کرنل وشال کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑتا چلا گیا۔ اس نے فوری طور پر اس ہیلی کاپٹر کو سرچ کرنا شروع کر دیا جس میں نیدر لینڈ سے آیا ہوا نقلی انجینئر اور اس کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی اس کے ہیڈ کوارٹر سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کرنل وشال کو اس بات کی بھی پریشانی ہو رہی تھی کہ اس بات کا اگر

کافرستانی پرائم منسٹر یا صدر مملکت کو پتہ چلے گا کہ اس کے ہیڈ کوارٹر سے دو پاکیشیائی ایجنٹ فرار ہو گئے ہیں تو وہ اس کا کورٹ مارشل کر دیں گے۔ کرنل وشال کو انہیں جواب دینا مشکل ہو جائے گا کہ اس قدر ٹائٹ سیکورٹی میں اور ہیڈ کوارٹر کے فول پروف انتظامات کے باوجود وہ دونوں ہیڈ کوارٹر سے کیسے فرار ہو گئے۔

جس انداز میں وہ دونوں ریڈ ناٹ کے ہیڈ کوارٹر سے فرار ہوئے تھے اس سے کرنل وشال کے لئے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ ضرور پاکیشیائی ایجنٹ تھے جو نیدر لینڈ سے اس انجینئر اور اس کی سیکرٹری کا میک اپ کر کے کافرستان پہنچے تھے۔ وہ دونوں یقیناً ساندر بن کے جنگلات میں موجود اس پاور مشین کی تباہی کے لئے آئے تھے جس سے کافرستان اور روسیاہ نے مل کر پاکیشیا کے علاقے سردار پور پر اندھیرا مسلط کر رکھا تھا۔

کرنل وشال کو جب معلوم ہوا کہ اس کا ہیلی کاپٹر سرچ ہو گیا ہے اور وہ ساندر بن کے جنگلات کی طرف جا رہا ہے تو کرنل وشال کا یقین پختہ ہو گیا کہ وہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ ہی ہیں۔ اس نے فوری طور پر ساندر بن کے جنگلات میں موجود کے جی بی ایجنسی کے چیف کرنل رالف سے رابطہ کیا اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ کرنل رالف نے جب اسے بتایا کہ اس نے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے رابطہ کیا تھا تو اس نے کہا تھا کہ اسے کرنل وشال نے ایک ضروری پیغام دے کر بھیجا ہے اس لئے اسے ساندر

بن کے جنگلات میں آنے دیا جائے۔ چنانچہ کرنل رالف نے پائلٹ کو ہیلی کاپٹر ساندر بن کے جنگلات میں لانے کی اجازت دے دی تھی اور اسے تنبیہہ کی تھی کہ وہ کرنل وشال کا پیغام ہیلی کاپٹر سے جنگل میں پھینک دے اور ہیلی کاپٹر واپس لے جائے لیکن اچانک ہیلی کاپٹر پائلٹ کے ہاتھوں سے آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا تھا اور وہ جنگل میں گر کر تباہ ہو گیا تھا۔ پائلٹ اور اس کی ساتھی لڑکی ہیلی کاپٹر کے گرنے سے پہلے ہی جنگل میں گھنے درختوں پر کود گئے تھے جس کی وجہ سے وہ دونوں ہلاک ہونے سے بچ گئے تھے۔ جنگل میں چونکہ کے جی بی کی فورس پھیلی ہوئی تھی اس لئے ان دونوں کو فوراً گرفتار کر لیا گیا اور اب وہ بے ہوشی کی حالت میں کرنل رالف کے قبضے میں تھے۔

ان دونوں کا کرنل رالف کے قبضے میں ہونے کا سن کر کرنل وشال کے چہرے پر قدرے سکون آ گیا تھا۔ اس نے کرنل رالف سے کہا تھا کہ وہ خود اس کے پاس آ رہا ہے وہ ان دونوں سے جب تک ان کی اصلیت نہیں اگلوا لیتا اس وقت تک کرنل رالف انہیں زندہ رکھے۔ کرنل رالف نے اس کی بات مان لی تھی اور اب کرنل وشال ساندر بن کے جنگلات میں جانے کے لئے تیار تھا۔ اس نے ہیڈ کوارٹر کے لئے دوسرا ہیلی کاپٹر منگوا لیا تھا۔ اسے اب اس ہیلی کاپٹر کی آمد کا ہی انتظار تھا۔

کرنل وشال ابھی انہی خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ اسی لمحے فون

کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ اپنے خیالوں سے نکل آیا۔ اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کی جانب دیکھا پھر منہ بناتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

’’لیس۔ کرنل وشال چیف آف ریڈ ناٹ سپیکنگ‘‘...... کرنل وشال نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

’’شاگل سپیکنگ‘‘...... دوسری جانب سے شاگل کی جواباً غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور شاگل کی آواز سن کر کرنل وشال بری طرح سے چونک پڑا۔

’’تم۔ تم نے مجھے کیوں فون کیا ہے‘‘...... کرنل وشال نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کے ساتھ غصے کا بھی عنصر تھا۔ وہ شاگل سے اور شاگل اس سے بے پناہ خار کھاتا تھا۔ دونوں کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو کاٹ کر رکھ دیں۔ جب بھی ان دونوں کا آمنا سامنا ہوتا وہ دونوں ایک دوسرے کو خونی نظروں سے گھورنا شروع کر دیتے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کے بدترین دشمن ہوں۔

’’تمہارے آدمی نے وسنت نگر کے بھوپال داس کی حویلی کو بموں سے اُڑایا ہے کرنل وشال۔ مجھے اس سلسلے میں تم سے بات کرنی ہے‘‘...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

’’کون سی حویلی اور کون بھوپال داس‘‘...... کرنل وشال نے جواباً غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

’’زیادہ انجان بننے کی کوشش مت کرو کرنل وشال۔ میں اسی بھوپال داس کی بات کر رہا ہوں جس کی جاسوسی کے لئے تم نے شیر سنگھ نامی اپنے ایک آدمی کو وہاں بھیج رکھا تھا‘‘...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ہونہہ۔ کہنا کیا چاہتے ہو تم‘‘...... کرنل وشال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’بھوپال داس میرا آدمی تھا۔ تم نے شیر سنگھ سے کہہ کر حویلی کو تباہ کرا دیا ہے جس کی وجہ سے مجھے بے حد نقصان اٹھانا پڑا ہے‘‘۔ شاگل نے کہا۔

’’کیسا نقصان اور تم نے کیا کہا ہے بھوپال داس۔ مطلب کہ وہ اسمگلر تمہارا آدمی تھا‘‘...... کرنل وشال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ وہ میرا آدمی تھا نانسنس۔ میں نے اصلی بھوپال داس کو اٹھا کر اس کی جگہ اپنے ایک آدمی کو وہاں بھوپال داس بنا کر بھیج رکھا تھا تاکہ وہ بھوپال داس کے روپ اس نیٹ ورک کا پتہ چلائے جس کے تحت اصل بھوپال داس اسمگلنگ کرتا تھا۔ میں ان تمام بڑے افراد کے چہرے بے نقاب کرنا چاہتا تھا جو بھوپال داس کے اشاروں پر ناچتے تھے اور اسے سپورٹ کرتے تھے لیکن تمہاری وجہ سے میرا سارا کام خراب ہو گیا ہے۔ اب میں ان لوگوں تک کبھی نہیں پہنچ سکوں گا جو ملک کے دشمن اور غدار ہیں‘‘...... شاگل نے

اسی انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ تم بھوپال داس کے سلسلے میں کام کر رہے ہو۔ مجھے تو اس بات کی خبر ملی تھی کہ بھوپال داس کے پاس چند پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں جن میں علی عمران بھی ہے۔ شیر سنگھ وہاں اکیلا تھا اس لئے اس نے فوری کارروائی کرتے ہوئے اس حویلی کو ہی اڑا دیا تھا جہاں بھوپال داس کے ساتھ علی عمران اور اس کے تین ساتھی موجود تھے''...... کرنل وشال نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے کرنل وشال کیا عمران اور اس کے ساتھی اتنے ہی تر نوالہ ہیں جنہیں تمہارا ایک آدمی موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا''...... شاگل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب''...... کرنل وشال نے چونک کر کہا۔

''شیر سنگھ نے بھوپال داس کی حویلی تباہ کر دی تھی۔ حویلی میں موجود بھوپال داس اور اس کے بے شمار ساتھی مارے گئے تھے لیکن عمران اور اس کے تین ساتھی جنہیں تم نے ہلاک کرنے کے لئے یہ ساری کارروائی کی تھی وہ بچ گئے ہیں اور حویلی سے نکل کر وسنت نگر سے فرار ہونے میں بھی کامیاب ہو گئے تھے''...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل وشال کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

''لل لل۔ لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ شیر سنگھ نے تو کہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بھوپال داس کے ساتھ ایک کمرے میں

بیٹھے باتیں کر رہے تھے پھر وہ اچانک اس حویلی سے کیسے نکل گئے''...... کرنل وشال نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ میں نہیں جانتا کہ وہ حویلی سے کیسے نکلے تھے لیکن انہیں بھوپال داس کی حویلی سے دور ایک پرانی حویلی سے ایک اسٹیشن ویگن پر نکلتے دیکھا گیا تھا۔ وسنت نگر میں میرے اور بھی مخبر موجود تھے جنہوں نے انہیں اسٹیشن ویگن میں وہاں سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔ وہ چونکہ انہی حلیوں میں تھے جن حلیوں میں وہ سرحد کراس کر کے آئے تھے اس لئے انہیں پہچان لیا گیا تھا''...... شاگل نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اگر تمہارے آدمیوں نے انہیں پہچان لیا تھا تو پھر انہوں نے انہیں وہاں سے نکلنے کیوں دیا۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو جانتے ہو نا۔ اگر وہ دارالحکومت پہنچ گئے تو کیا ہو گا۔ یہ بھی اندازہ ہو گا تمہیں''...... کرنل وشال نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم ابھی اس معاملے میں کچے ہو کرنل وشال۔ تم میں اگر مجھ جیسی ذہانت ہوتی تو ایسی احمقانہ بات کبھی نہ کرتے''۔ شاگل نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ فضول باتیں مت کرو''...... کرنل وشال نے غرا کر کہا۔

''یہ فضول باتیں نہیں ہیں کرنل وشال۔ تم ایسا سوچ بھی کیسے

سکتے ہو کہ مجھے عمران اور اس کے ساتھیوں کی یہاں آمد کی خبر ملے اور میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہوں۔ میں عمران کا ازلی دشمن ہوں اور میرا بس نہیں چلتا تھا کہ میں اس شیطان کی اپنے ہاتھوں بوٹیاں نوچ لوں۔ مگر آج میری زندگی کا عظیم ترین دن ہے۔ عمران اور اس کے تینوں ساتھی اس وقت میرے قبضے میں ہیں۔ وہ میرے سامنے بے بس چوہوں کی طرح بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ میں انہیں اسی حالت میں ہلاک کرنے والا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ صرف اور صرف میرا تھا اور مجھے ہی مل رہا ہے۔ تم اور تمہاری فورس لاکھ کوشش بھی کرتی تب بھی ان کی گرد تک نہیں پا سکتی تھی لیکن یہ میں ہوں۔ گریٹ شاگل جس کی ذہانت، دلیری اور پاور کے سامنے آج عمران اور اس کے ساتھی بھی بے بس پڑے ہوئے ہیں۔ موت ان سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ صرف چند قدم کے فاصلے پر''...... شاگل انتہائی فاخرانہ انداز میں کہتا چلا گیا اور شاگل کی باتیں سن کر کرنل وشال کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شاگل کے اپنے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے اُڑا دیتا۔

''تم ضرورت سے زیادہ بول رہے ہو شاگل۔ یہ مت بھولو کہ میں کرنل وشال ہوں۔ ریڈ ناٹ ایجنسی کا چیف جس کے سامنے آنے سے بڑی بڑی ایجنسیوں کا پسینہ چھوٹ جاتا ہے''...... کرنل وشال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اور میں شاگل ہوں جس کا نام سنتے ہی دنیا بھر کے ایجنٹوں کی پتلونیں گیلی ہو جاتی ہیں''...... شاگل نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی وسنت نگر سے فرار ہو گئے تھے پھر وہ تمہارے قابو میں کیسے آ گئے۔ لگتا ہے تم یہ سب مجھے چڑانے کے لئے کہہ رہے ہو''...... کرنل وشال نے کہا۔

''نہیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھی میرے قبضے میں ہی ہیں''...... شاگل نے جواب دیا اور پھر اس نے پٹرولنگ اسکواڈ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی مڈبھیڑ کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''ہونہہ۔ تو یہ کہو نا کہ عمران اور اس کے ساتھی تم نے نہیں پٹرولنگ اسکواڈ نے گرفتار کئے تھے اور تم ان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل کر لائے ہو تا کہ تم دوسروں پر اپنی بے نام طاقت کا سکہ جما سکو''...... کرنل وشال نے غراتے ہوئے کہا۔

''جو بھی ہے۔ وہ اب میرے قبضے میں ہیں اور میں انہیں ہلاک کر کے جب ان کی لاشیں پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحب کو دکھاؤں گا تو انہیں اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ کافرستان سیکرٹ سروس نااہل نہیں ہے اور شاگل جو کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہے وہ ناممکن کو بھی ممکن کرنا جانتا ہے اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ بھی شاگل کو ملے گا۔ شاگل دی

گریٹ کو'' ...... شاگل نے فاتحانہ لہجے میں کہا اور اس کا غرور بھرا انداز سن کر کرنل وشال کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

''ہونہہ۔ شاگل دی گریٹ'' ...... کرنل وشال نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ میں شاگل ہوں۔ شاگل دی گریٹ اور تم کیا سمجھتے ہو کیا مجھے ریڈ ناٹ کے ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی کارروائی کا علم نہیں ہے'' ...... شاگل نے کہا اور کرنل وشال ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کارروائی۔ کیسی کارروائی'' ...... کرنل وشال نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو دوسری طرف شاگل بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''میں نے تم سے کہا ہے نا کرنل وشال کہ میرے مقابلے میں تم ابھی بچے ہو۔ تمہیں ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے'' ...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

''میرے ساتھ خواہ مخواہ اڑنے کی کوشش نہ کرو شاگل۔ تم جانتے ہو کہ میں کس ٹائپ کا آدمی ہوں۔ اگر میرا دماغ گھوم گیا تو تمہیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے'' ...... کرنل وشال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لینے کے دینے مجھے نہیں تمہیں پڑیں گے کرنل وشال۔ جب پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحب کو اس بات کا علم ہو گا کہ تمہارے ہیڈ کوارٹر سے دو مشکوک افراد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور ان دو افراد نے نہ صرف تمہیں بے بس کر دیا تھا بلکہ تمہارے

کنٹرول روم پر قبضہ کر کے تمہارے ہیڈ کوارٹر کے ایک ایک شخص کو بے ہوش کر دیا تھا اور پھر تمہارے ہی ہیڈ کوارٹر سے ایک ہیلی کاپٹر لے کر وہاں سے نکل گئے تھے'' ...... شاگل نے کہا اور اس کی باتیں سن کر کرنل وشال کا چہرہ تاریک ہوتا چلا گیا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے''۔ کرنل وشال نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں علم نجوم جانتا ہوں۔ نانسنس۔ تمہارا کیا خیال ہے میرے اپنے سورسز نہیں ہو سکتے ہیں'' ...... شاگل نے غرا کر کہا تو کرنل وشال نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ میری ایجنسی میں ایسی کالی بھیڑیں بھی موجود ہیں جن کا تعلق تم سے ہے'' ...... کرنل وشال نے بھی جواباً غرا کر کہا۔

''تم جو چاہے سمجھو۔ بہرحال یہ سب چھوڑو۔ میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم میرے کسی کام میں مداخلت نہ کرنا ورنہ تمہیں ہمیشہ منہ کی کھانی پڑے گی۔ تم اپنے ایجنٹوں کو فوری طور پر وسنت نگر سے واپس بلا لو۔ میں وہاں بھوپال داس کا نیا سیٹ اپ بنانے چاہتا ہوں۔ اگر وہاں سے عمران اور اس کے ساتھی بچ کر نکل سکتے ہیں تو بھوپال داس بھی وہاں سے بچ کر نکل سکتا ہے۔ میں نے اپنے ایک اور آدمی کو بھوپال داس کا میک اپ کرا کے زخمی حالت میں وہاں چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ اس سیٹ اپ کو بحال رکھ سکے جو

میں چاہتا ہوں‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’ہونہہ۔ ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے بھی تمہیں میری ایک بات مانی ہوگی‘‘...... کرنل وشال نے ہنکارہ بھرتے ہوئے پوچھا۔

’’بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’عمران اور اس کے ساتھی تمہارے قبضے میں ہیں۔ تمہاری طرح میں بھی انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں لیکن اب چونکہ یہ ناممکن ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے انہیں ہلاک کرنے کا موقع نہ سہی لیکن اتنا موقع ضرور دے دو کہ میں انہیں اپنی آنکھوں سے تمہارے ہاتھوں ہلاک ہوتا دیکھ سکوں۔ انہیں اپنی آنکھوں سے ہلاک ہوتے دیکھ کر مجھے بے حد سکون ملے گا‘‘۔ کرنل وشال نے کہا۔

’’اس کے لئے تمہیں میرے ہیڈ کوارٹر آنا پڑے گا‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’میں آ جاؤں گا‘‘...... کرنل وشال نے جواب دیا۔

’’نہیں۔ میں کسی غیر متعلق شخص کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ہر ایجنسی کی طرح میرا ہیڈ کوارٹر بھی سیکرٹ ہے‘‘...... شاگل نے جواب دیا۔

’’تو کیا تمہارے خیال میں تمہارا ہیڈ کوارٹر میری نظروں سے چھپا ہوا ہے‘‘...... کرنل وشال نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’نہ چھپا ہوا ہو لیکن میں تمہیں اپنے ہیڈ کوارٹر میں آنے کی

اجازت نہیں دوں گا‘‘...... شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

’’تو پھر ایسا کرو کہ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر کسی ایسی جگہ آ جاؤ جو تمہارے ہیڈ کوارٹر سے دور ہو۔ تمہارا مقصد عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت ہے تو پھر کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ تمہارے ہیڈ کوارٹر کے اندر ہلاک ہوں یا باہر‘‘...... کرنل وشال نے کہا۔

’’ہاں ایسا ہو سکتا ہے لیکن میں ایسا کیوں کروں۔ تم بے فکر رہو میرے ہاتھ اس بار اصلی عمران اور اس کے ساتھی لگے ہیں۔ میں انہیں زیادہ دیر زندہ نہیں رکھوں گا۔ تم کہو تو میں تمہیں ان کی لاشوں کی تصویریں بھجوا دوں گا جسے دیکھ کر تمہیں سکون مل جائے گا‘‘۔ شاگل نے کہا۔

’’حقیقی اور تصویری مناظر میں بے حد فرق ہوتا ہے شاگل۔ انہیں اپنی آنکھوں سے ہلاک ہوتا دیکھ کر مجھے جو سکون اور راحت ملے گی وہ تصویریں دیکھ کر نہیں مل سکتی اور یہ تمہارا مجھ پر احسان رہے گا‘‘...... کرنل وشال نے کہا۔

’’اوہ۔ احسان والی بات تم نے خوب کہی ہے۔ میرا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھنا۔ اب میں تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کر دوں گا۔ تم ایسا کرو کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر کاشاک پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ جاؤ۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کی حالت میں لے کر وہاں پہنچ جاتا ہوں۔ تم جب وہاں آؤ گے تو میں تمہارے

سامنے انہیں ہلاک کر دوں گا''...... شاگل نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہا اور شاگل کا جواب سن کر کرنل وشال کے ہونٹوں پر انتہائی مکارانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''اوکے۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ تھینک یو''...... کرنل وشال نے اسی انداز میں کہا۔

''میں تمہارا ایک گھنٹے سے زیادہ انتظار نہیں کروں گا''۔ شاگل نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ میں ایک گھنٹے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤں گا''۔ کرنل وشال نے جواب دیا۔

''اوکے''...... شاگل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

''ہونہہ۔ تم خود کو بے حد چالاک اور شاطر سمجھتے ہو۔ اب دیکھنا میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے قبضے میں کر کے تم جتنا اکڑ رہے ہو میں تمہاری یہ ساری اکڑ ختم کر دوں گا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ میرا ہو گا صرف میرا۔ میں انہیں تمہاری ناک کے نیچے سے نکال کر لے جاؤں گا شاگل۔ تم بس اب دیکھتے جاؤ کہ میں تمہارے ساتھ کرتا کیا ہوں''...... کرنل وشال نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرتا چلا گیا۔

''یس۔ میجر شرما سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''کرنل وشال سپیکنگ''...... کرنل وشال نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ حکم''...... کرنل وشال کی آواز پہچان کر دوسری طرف موجود میجر شرما نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میجر شرما۔ میری عزت کا مسئلہ آن پڑا ہے۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے مجھے ایک معاملے میں نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے ایسا سبق دیا جائے کہ وہ ساری عمر یاد رکھے''...... کرنل وشال نے کہا۔

''اوہ۔ ایسا کون سا مسئلہ ہو گیا ہے جناب''...... میجر شرما نے کہا تو کرنل وشال نے اسے شاگل سے ہونے والی تمام باتوں سے آگاہ کر دیا۔

''مسئلہ تو واقعی بے حد گھمبیر ہے۔ بہرحال آپ فرمائیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں''...... میجر شرما نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

''میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا کریڈٹ صرف اور صرف ریڈ ناٹ کو ملے تاکہ میں کافرستانی پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے سامنے سرخرو ہو سکوں اور انہیں یہ باور کرا سکوں کہ ریڈ ناٹ ایجنسی ہی وہ ایجنسی ہے جو عمران جیسے خطرناک ایجنٹ سے نہ صرف نپٹ سکتی ہے بلکہ اسے اس کے

انجام تک بھی پہنچا سکتی ہے۔ اس معاملے میں، میں اپنی فورس کو بھی آگے کر سکتا ہوں لیکن اگر میں نے ایسا کیا تو میں نہ صرف شاگل کی نظروں میں آ جاؤں گا بلکہ حکومت کو بھی پتہ چل جائے گا کہ میں نے شاگل کے خلاف کارروائی کی ہے۔ تمہارا تعلق ریڈ ناٹ کی سیکرٹ سپیشل فورس سے ہے جس کے بارے میں سوائے میرے کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی سپیشل فورس کو لے کر جاؤ اور شاگل کے قبضے سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نکال کر لے آؤ''...... کرنل وشال نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ میں یہ کام ضرور کروں گا''...... میجر شرما نے جواب دیا۔

''میں نے تمہیں وہ سپاٹ بتا دیا ہے جہاں شاگل بے ہوش عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر پہنچنے والا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے آنے سے پہلے تم اس سپاٹ پر پہنچ جاؤ اور موقع ملتے ہی جنگلی چیتوں کی طرح شاگل اور اس کے ساتھیوں پر جھپٹ پڑو۔ اس کے لئے تمہیں اگر شاگل کے ساتھیوں کا بھی خاتمہ کرنا پڑے تو مت ہچکچانا۔ مجھے ہر حال میں عمران اور اس کے ساتھی چاہئیں اور وہ بھی زندہ تاکہ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر سکوں''۔ کرنل وشال نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ اگر شاگل ان سب کو آپ کے بتائے ہوئے مقام پر لایا تو میں اس سے آسانی سے پاکیشیائی

ایجنٹوں کو چھین لوں گا۔ آپ یہ بتائیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل کر کے انہیں کہاں پہنچانا ہے''...... میجر شرما نے پوچھا۔

''تم انہیں سیدھا میرے ہیڈ کوارٹر میں لے آنا۔ یہاں لاتے ہی انہیں گولیاں مار دی جائیں گی اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دی جائے گی''...... کرنل وشال نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں انہیں لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤں گا''...... میجر شرما نے جواب دیا تو کرنل وشال نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے سیل فون آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر بے پناہ اطمینان تھا۔ اسے یقین تھا کہ میجر شرما اپنی سپیشل فورس کے ساتھ جب شاگل اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کرے گا تو وہ شاگل سے یقیناً بازی جیت جائے گا اور یہی کرنل وشال چاہتا تھا۔

گولیاں ٹھیک بلیک زیرو کے جسم پر پڑی تھیں لیکن یہ دیکھ کر کرنل رالف اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کہ ہارنٹ نامی نوجوان کے جسم سے ٹکرا کر گولیاں یوں اچٹ رہی تھیں جیسے اس کا جسم ٹھوس فولاد کا بنا ہوا ہو۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تم پر گولیاں اثر کیوں نہیں کر رہی ہیں“...... کرنل رالف نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بلیک زیرو کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ساتھیوں کی مشین گنوں میں موجود گولیوں پر میری موت نہیں لکھی گئی ہے کرنل رالف“...... بلیک زیرو نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے اچانک اپنے جسم کو جھٹکا دیا تو اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھلتی چلی گئیں۔ گولیاں لگنے سے رسیاں پہلے ہی ٹوٹ چکی تھیں۔ رسیاں کھلتے ہی بلیک زیرو ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو نے لباس کے نیچے ہارڈ بلاکر پہن

رکھا تھا اس لئے اس پر کسی گولی کا اثر بھلا کیسے ہو سکتا تھا اسی لئے جب مسلح افراد نے اس پر گولیوں کی بارش کی تو ان سے بلیک زیرو کو تو کوئی نقصان نہ ہوا البتہ اس کے گرد بندھی ہوئی رسیاں گولیوں سے ضرور ٹوٹ گئی تھیں اور بلیک زیرو نے شاید اسی لئے کرنل رالف کو غصہ دلایا تھا تاکہ وہ اس پر فائرنگ کرا دے اور بلیک زیرو کے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں ٹوٹ جائیں اور ایسا ہی ہوا تھا۔ رسیاں جگہ جگہ سے کٹ گئی تھیں اور بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اسے اس طرح رسیاں توڑ کر اٹھتے دیکھ کر کرنل رالف اور مسلح افراد بوکھلا گئے۔ مسلح افراد نے ایک بار پھر بلیک زیرو پر فائرنگ کرنا شروع کر دی لیکن بلیک زیرو کے لباس کے نیچے موجود ہارڈ بلاکر نے اسے گولیوں سے محفوظ رکھا تھا۔ انہیں گولیاں برساتے دیکھ کر بلیک زیرو بڑے اطمینان بھرے انداز میں ان کی طرف بڑھنے لگا۔

ہارنٹ کو اس طرح گولیوں کے درمیان چلتے دیکھ کر کرنل رالف اور اس کے ساتھیوں کی حالت بری ہو گئی تھی اور انہوں نے تیزی سے الٹے پاؤں پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تھا۔

”رک جاؤ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ آگے مت بڑھو۔ ورنہ“۔ کرنل رالف نے بلیک زیرو کو آگے بڑھتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن بلیک زیرو اب بھلا کہاں رکنے والا تھا وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کی ٹانگ چلی اور ایک مسلح آدمی بری طرح سے چیختا ہوا پیچھے جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر نیچے

گر گئی تھی۔ بلیک زیرو نے چھلانگ لگائی اور مسلح شخص کی گری ہوئی مشین گن اٹھا کر تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ دوسرے افراد کچھ سمجھتے، بلیک زیرو نے مشین گن کا رخ ان کی جانب کرتے ہوئے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ کمرہ انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا اور تینوں مسلح افراد خون میں لت پت ہو کر لٹو کی طرح گھومتے ہوئے نیچے فرش پر گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوتے چلے گئے۔

اپنے ساتھیوں کو اس طرح گولیوں کا نشانہ بنتے دیکھ کر کرنل رالف اچھل کر پیچھے ہٹ گیا تھا اور جس آدمی کو بلیک زیرو نے لات مار کر دور گرایا تھا وہ بھی فوراً زمین سے چپک گیا تھا لیکن بلیک زیرو نے مشین گن سے اس پر فائرنگ کر کے اسے بھی ہلاک کر دیا تھا۔ اب اس کے سامنے کرنل رالف مبہوت کھڑا تھا جس کی آنکھیں اس قدر پھیلی ہوئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ کک کک۔ کیا تم انسان نہیں ہو''...... کرنل رالف نے جیسے ہوش میں آ کر بری طرح سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں انسان ہی ہوں کرنل رالف لیکن میں تم جیسے شیطانوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والا انسان نہیں ہوں''...... بلیک زیرو نے غرا کر کہا اور مشین گن کا رخ اس کی جانب کر دیا۔

''رر۔ رر۔ رکو۔ مجھے مت مارو۔ میں میں''...... مشین گن کا رخ اپنی طرف ہوتے دیکھ کر کرنل رالف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''زندگی چاہتے ہو تو بتاؤ کہ پاور مشین کہاں ہے''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں پوچھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''وہ وہ''...... کرنل رالف نے اسی انداز میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ سمجھتا اچانک کرنل رالف بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس کی ٹانگ چلی اور بلیک زیرو کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔ ساتھ ہی کرنل رالف اچھلا اور اس کی گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے بلیک زیرو کے سینے پر پڑی اور بلیک زیرو جو اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھا لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ وہ ابھی خود کو سنبھال ہی رہا تھا کہ کرنل رالف نے ایک زور دار چیخ ماری اور وہ بلیک زیرو کو فلائنگ کک مارنے کے لئے اچھلا۔

اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہو گیا اور جیسے ہی کرنل رالف اس کے نزدیک آیا۔ بلیک زیرو کی کھڑی ہتھیلی ٹھیک اس کی پسلیوں پر پڑی اور کرنل رالف حلق کے بل چیختا ہوا دھب سے نیچے گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے ٹانگیں گھما کر بلیک زیرو کی ٹانگوں پر مارنے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو

فوراً اچھل کر پیچھے ہٹ گیا جس کے نتیجے میں کرنل رالف کی ٹانگیں بلیک زیرو کے پیروں کے نیچے سے نکلتی چلی گئیں۔ اس سے پہلے کہ کرنل رالف اپنا جسم گھما کر پھر سے بلیک زیرو پر حملہ کرتا بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے اس پر جھپٹا۔ دوسرے ہی لمحے کرنل رالف اس کے بازوؤں میں تیزی سے ہوا میں بلند ہوتا ہوا نظر آیا۔

کرنل رالف اس کے ہاتھوں سے نکلنے کے لئے بری طرح سے مچل رہا تھا لیکن بلیک زیرو نے اسے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور پھر وہ تیزی سے اپنی ایک ٹانگ پر گھوما۔ ایک ٹانگ پر گھومتے ہی اس نے کرنل رالف کو چھوڑ دیا۔ کرنل رالف کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اُڑتا ہوا پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔

دیوار سے ٹکراتے ہی کرنل رالف نیچے گرا لیکن نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے فوراً بلیک زیرو کی جانب چھلانگ لگا دی۔ اس کا چھلانگ لگانے کا انداز اس قدر حیرت انگیز تھا جیسے اس کا جسم ربڑ کا بنا ہو۔ وہ اُڑتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے بلیک زیرو سے آ کر ٹکرایا اور بلیک زیرو کو لئے نیچے گرتا چلا گیا۔ نیچے گرتے ہی اس نے بلیک زیرو کے ناک پر زور دار گھونسہ مارنے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو نے فوراً اپنا سر ایک طرف کر لیا۔ کرنل رالف کا زور دار گھونسہ زمین سے ٹکرایا تو اس کے منہ سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ شدید تکلیف کی وجہ سے اس کا جسم ایک لمحے کے لئے سمٹ گیا تھا۔ بلیک زیرو کو شاید اسی لمحے کا

انتظار تھا جیسے ہی کرنل رالف کا جسم سمٹا بلیک زیرو کی ٹانگیں اور بازو ایک ساتھ حرکت میں آئے اور کرنل رالف کا جسم بلیک زیرو کے جسم سے الگ ہو کر تیزی سے اوپر کی طرف اٹھا۔ اس سے پہلے کہ کرنل رالف خود کو سنبھالتا بلیک زیرو کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے کرنل رالف کے دائیں پہلو پر پڑیں اور کرنل رالف کا جسم ہوا میں رول ہوتا ہوا دور جا گرا۔

کرنل رالف کو اپنے جسم سے گراتے ہی بلیک زیرو جمناسٹک کا ماہرانہ انداز میں مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے پیروں پر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اٹھتے ہی وہ تیزی سے کرنل رالف کی طرف بڑھا جو زمین سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بلیک زیرو اس کی طرف بڑھا تو اچانک کرنل رالف نے اپنے جسم کو پلٹایا اور اس نے دونوں ٹانگیں پوری قوت سے بلیک زیرو کی ٹانگوں پر مار دیں۔ بلیک زیرو اچھل کر نیچے گرا تو کرنل رالف نے زمین پر لیٹے لیٹے کروٹ بدلی اور وہ اپنی ٹانگیں ٹھیک بلیک زیرو کے سر کے قریب لے آیا۔ بلیک زیرو نے سر اٹھایا ہی تھا کہ کرنل رالف کی ٹانگیں اس کی گردن سے کسی آکٹوپس کی طرح لپٹتی چلی گئیں۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اپنی گردن سے اس کی ٹانگیں نکالنے کی کوشش کرتا کرنل رالف نے اپنا جسم سیدھا کیا اور پھر وہ تیزی سے فرش پر کروٹوں پر کروٹیں بدلتا چلا گیا۔ چونکہ اس کی ٹانگیں بلیک زیرو کی گردن سے لپٹی ہوئی تھیں اس لئے بلیک زیرو بھی اس کے ساتھ فرش پر کروٹیں بدلتا چلا جا رہا

تھا۔ تین چار کروٹیں لینے کے بعد کرنل رالف نے اپنی ٹانگیں سمیٹ کر اس زور سے جھٹکیں کہ بلیک زیرو کو ایک لمحے کے لئے اپنی گردن کی ہڈی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کہ کرنل رالف اس کی گردن کو دوسرا جھٹکا دیتا بلیک زیرو نے فوراً اس کی پنڈلیوں پر دونوں ہاتھوں کی کھڑی ہتھیلیوں سے وار کیا۔ اس کا یہ وار کارگر ثابت ہوا۔ کرنل رالف کی ٹانگوں کی گرفت اس کی گردن پر سے قدرے کمزور ہو گئی تھیں۔ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا جسم سمیٹا اور پھر پوری قوت سے اس نے کرنل رالف کی ٹانگوں کے درمیان سے اپنی گردن کھینچ کر باہر نکال لی۔ کرنل رالف نے اچھل کر ایک بار پھر اس پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس بار بلیک زیرو فوراً الٹی قلابازی کھاتا ہوا اس سے دور ہٹ گیا۔

اسے دور ہٹتے دیکھ کر کرنل رالف کے حلق سے غراہٹ نکلی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اٹھتے ہی اس نے ایک بار پھر بلیک زیرو پر چھلانگ لگا دی۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر بلیک زیرو نے اپنا جسم لہرایا اور پھر اس نے دونوں ٹانگیں اٹھا کر پوری قوت سے کرنل رالف کے سینے پر مار دیں۔ کرنل رالف کا جسم تیزی سے فضا میں اٹھا اور پھر نیچے آیا۔ اسے نیچے آتے دیکھ کر بلیک زیرو نے فوراً کروٹ بدل لی۔ اس کے کروٹ بدلنے کی وجہ سے کرنل رالف منہ کے بل پوری قوت سے ٹھیک اس جگہ گرا جہاں ایک لمحہ قبل بلیک زیرو موجود تھا۔ کرنل رالف کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ بری

طرح سے تڑپنے لگا۔ اسے تڑپتے دیکھ کر بلیک زیرو اٹھا اور پھر اس نے کرنل رالف کے نزدیک آ کر پوری قوت سے اس کے سر پر ٹھوکر رسید کرنی چاہی لیکن کرنل رالف بھی بے حد تیز تھا۔ اس نے بلیک زیرو کی کک سے اپنا سر بچایا اور تیزی سے کروٹیں بدلتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ اسے پیچھے ہٹتا دیکھ کر بلیک زیرو تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن پیچھے ہٹتے ہی کرنل رالف تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کھڑے ہوتے ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ریوالور جیسی ایک گن تھی۔ اس گن کی نال ریوالور کی نال سے قدرے لمبی اور موٹی تھی اور اس کا میگزین والا حصہ بھی پھولا ہوا تھا۔

''بس ہارنٹ۔ اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے''...... کرنل رالف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے گن پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا گن کی نال سے نیلے رنگ کی روشنی نکل کر بلیک زیرو کی جانب بڑھی۔ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف چھلانگ لگا دی۔ نیلی روشنی اس کے پہلو کے قریب سے گزرتی ہوئی پیچھے دیوار سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دیوار میں ایک بڑا سا ہول بنتا چلا گیا جہاں سے چنگاریاں اُڑنا شروع ہو گئی تھیں۔ چنگاریوں کے ساتھ ہول کی سائیڈوں سے دھواں بھی نکل رہا تھا۔ بلیک زیرو کو نیلی روشنی سے بچتے دیکھ کر کرنل رالف نے گن کا رخ

دوبارہ اس جانب کیا اور ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا۔ گن سے پھر نیلی روشنی نکل کر بلیک زیرو کی جانب بڑھی لیکن بلیک زیرو فوراً اچھلا اور نیلی روشنی اس کے پیروں کے نیچے سے نکلتی چلی گئی۔ روشنی دیوار کے دوسرے حصے پر پڑی اور وہاں بھی ایک بڑا سوراخ بن گیا جس سے چنگاریاں اُڑنے کے ساتھ ساتھ دھواں بھی نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

''تم جتنی بھی اچھل کود کر سکتے ہو کر لو ہارنٹ لیکن تم بلیو لائٹ گن سے بچ نہیں سکو گے۔ بلیو لائٹ کے چھوتے ہی تم جل کر راکھ بن جاؤ گے۔ تمہارا جسم اگر فولاد کا بھی بنا ہوا ہو گا تو وہ بھی ایک لمحے میں موم کی طرح پگھل جائے گا''...... کرنل رالف نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بلیک زیرو پر مسلسل بلیو لائٹ گن سے بلیو لائٹ فائر کرنی شروع کر دی۔ بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے ادھر ادھر اچھلتا ہوا خود کو بلیو لائٹ سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ بلیو لائٹ اس کے قریب سے نکل کر اس دیوار کے جس حصے پر پڑتی وہاں دھماکے کے ساتھ دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ بن جاتا جہاں سے چنگاریوں کے ساتھ ساتھ دھواں نکلنے لگتا۔

ہارنٹ کو مسلسل بلیو لائٹ سے بچتے دیکھ کر کرنل رالف کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے ایک بار جو بلیک زیرو پر بلیو لائٹ فائر کی تو بلیک زیرو نے بلیو لائٹ سے بچنے کے لئے اچھل کر دائیں طرف قلابازی لگائی۔ دائیں طرف قلابازی لگاتے ہی وہ

سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا گیا۔ دیوار سے ٹکراتے ہی بلیک زیرو دھب سے نیچے آ گرا۔ جیسے ہی وہ نیچے گرا کرنل رالف بلیو لائٹ گن لے کر اچھل کر اس کے قریب آ گیا اور اس نے بلیو لائٹ گن کا رخ بلیک زیرو کی جانب کر دیا۔

''اب کیا کرو گے ہارنٹ۔ اب بس میرے بٹن پریس کرنے کی دیر ہے اور پھر......'' کرنل رالف نے بلیک زیرو کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی طنزیہ اور سفاکی سے بھرپور لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو دیوار کے ساتھ پڑا ہوا تھا اور کرنل رالف اس کے سامنے ٹانگیں پھیلائے اس انداز میں کھڑا تھا کہ اس بار بلیک زیرو دائیں بائیں نہ چھلانگ لگا سکتا تھا اور نہ کروٹ بدل کر کرنل رالف کے ہاتھ میں موجود بلیو لائٹ گن کی بلیو لائٹ سے بچ سکتا تھا۔

''گڈ بائے مسٹر ہارنٹ۔ گڈ بائے''...... کرنل رالف نے غراتے ہوئے کہا اور اس کی انگلی بلیو لائٹ گن کے فائر بٹن پر پریس ہوتی چلی گئی۔

سب سے پہلے عمران کو ہوش آیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اپنے سر میں تکلیف کا احساس ہوا تو اس کا ہاتھ بے اختیار سر پر پہنچ گیا جہاں پٹی بندھی ہوئی تھی۔ عمران نے دیکھا اس کے ساتھی فرش پر پڑے ہوئے تھے اور ان کے جسم کے مختلف حصوں پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ ان کے جسموں میں حرکت ہو رہی تھی۔ شاید انہیں بھی ہوش آ رہا تھا۔

عمران کے ذہن میں سابقہ واقعات کسی فلمی منظر کی طرح ابھر آئے تھے کہ وہ ایک اسٹیشن ویگن میں تھے جس کا تعاقب کرتے ہوئے پولیس والوں نے ویگن کے پچھلے ٹائر برسٹ کر دیئے تھے۔ ٹائر برسٹ ہوتے ہی ویگن کا توازن برقرار نہ رہ سکا تھا اور ویگن سڑک پر الٹ گئی تھی۔ ویگن کے الٹنے پلٹنے کی وجہ سے عمران کا سر ویگن کے ڈیش بورڈ سے ٹکرایا تھا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اب وہ ایک بند کمرے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔

سامنے دیوار میں لوہے کا ایک مضبوط دروازہ تھا جبکہ دیوار کے اوپر ایک بڑا سا روشن دان تھا جس پر سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔

''یہ ہم کہاں آ گئے ہیں۔ کون سی جگہ ہے یہ''...... کیپٹن شکیل کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر اٹھ کر بیٹھ چکے تھے اور حیرت بھری نظروں سے اس کمرے کو دیکھ رہے تھے۔

''ظاہر ہے ہمیں پولیس والوں نے گرفتار کیا تھا اور اب ہم انہی کی قید میں ہوں گے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''تم پولیس کی نہیں میری قید میں ہو۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی قید میں''...... اچانک دیواروں میں چھپے ہوئے سپیکروں سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔ اس آواز کو سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ یہ آواز شاگل کی ہی تھی۔

''لیکن کیوں۔ ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے''...... عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

''تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ تمہیں یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ میں تم سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم میں سے عمران کون ہے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''عمران۔ کون عمران۔ کیا یہ کسی چڑیا کا نام ہے''...... عمران

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بس ٹھیک ہے۔ مجھے تسلی ہو گئی ہے۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم ہی عمران ہو''...... شاگل کی مسرت بھری آواز سنائی دی جیسے عمران کو پہچان کر اس نے بہت بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہو۔

''نہیں۔ میں عمران نہیں ہوں''...... عمران نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

''تو پھر کون ہے تم میں سے عمران''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہم میں سے کوئی بھی عمران نہیں ہے۔ تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر شاگل۔ ہم کافرستان کے شہری ہیں۔ تم ہمیں اس طرح اپنی قید میں نہیں رکھ سکتے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ نانسنس۔ تمہارا کافرستان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں سے ایک عمران ہے اور باقی سب کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ تم سب وسنت نگر میں بھوپال داس کی حویلی میں موجود تھے۔ بھوپال داس کے ذریعے ہی تم نے بارڈر کراس کیا تھا اور پھر تم سب بھوپال داس کے پاس رک گئے تھے۔ بھوپال داس جو میرا آدمی تھا اس نے تمہاری تصویریں اتار کر تمہارے قد و قامت کو اپنے پاس موجود غیر ملکی ایجنٹوں کے کمپیوٹرائزڈ ڈیٹا سے میچ کیا تھا تو قد و قامت عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے تین ممبران کا ڈیٹا میچ ہو گیا۔ میں نے بھوپال

داس کو حکم دیا تھا کہ تم سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ وہ ایسا کرنے ہی والا تھا کہ اس دوران ریڈ ناٹ ایجنسی کا ایک مخبر جو بھوپال داس کی حویلی میں موجود تھا اسے بھی تم لوگوں کے وہاں آنے کا پتہ چل گیا۔ وہ چونکہ اکیلا تھا اس لئے وہ بھوپال داس اور تمہارے خلاف اکیلا کارروائی نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے بھوپال داس کی حویلی میں ریموٹ کنٹرولڈ بم لگا دیئے اور حویلی سے باہر جاتے ہی اس نے بم بلاسٹ کر دیئے جس سے ساری کی ساری حویلی تنکوں کی طرح بکھر گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ تم سب بھوپال داس کے ساتھ حویلی میں موجود ہو۔ حویلی کے تباہ ہونے سے تم سب بھی ہلاک ہو جاؤ گے لیکن حویلی کے تباہ ہونے کے کچھ دیر بعد مجھے اطلاع ملی کہ تم بھوپال داس کی دوسری خفیہ حویلی سے ایک اسٹیشن ویگن لے کر نکل بھاگے ہو۔ تمہارے زندہ ہونے کا سن کر مجھے بھی بڑی حیرانی ہوئی تھی کہ آخر تباہ ہونے والی حویلی سے نکل کر تم اس پرانی حویلی میں کیسے پہنچ گئے۔ بہرحال جیسے ہی تمہیں وسنت نگر میں چیک کیا گیا تمہارے بارے میں قصبے سے باہر موجود ایک پٹرولنگ اسکواڈ کو خبر کر دی گئی۔ پٹرولنگ اسکواڈ نے تمہیں روکنے کی کوشش کی لیکن تم نے پٹرولنگ اسکواڈ کے انچارج کو ویگن تلے کچل دیا اور وہاں سے بھی بھاگ نکلے لیکن پٹرولنگ اسکواڈ نے تمہارا تعاقب کیا اور تمہاری اسٹیشن ویگن کے عقبی ٹائروں پر فائرنگ کر دی جس سے اسٹیشن ویگن آؤٹ اور کنٹرول ہو کر الٹ گئی تم

سب بے ہوش ہو گئے۔ پولیس والوں نے بے ہوشی کی حالت میں ہی تمہیں ہتھکڑیاں ڈال دی تھیں۔ پٹرولنگ اسکواڈ کے ہیڈ کانسٹیبل کو علم تھا کہ تمہارا تعلق غیر ملکی ایجنٹوں سے ہے اس نے تمہیں آن دی سپاٹ ہلاک کرنے کی بجائے وزارت داخلہ کو رپورٹ دے دی تھی جہاں سے مجھے تمہارے بارے میں پتہ چلا تو میں فوراً تمہیں لینے کے لئے پہنچ گیا۔ تم سب کو لا کر میں نے اپنے ہیڈ کوارٹر کے پاور بلاک میں قید کر دیا ہے جہاں سے تمہارا نکلنا ناممکن ہے۔ میں چاہتا تو تمہیں یہاں لاتے ہی ہلاک کر سکتا تھا لیکن میں تم سب کو تمہارے اصلی حلیوں میں ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے یہاں تمہارا میک اپ صاف کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن نجانے تم نے کون سے میک اپ کر رکھے ہیں جو صاف ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے اس لئے میں نے تمہیں اسی حالت میں چھوڑ دیا اور خود کنٹرول روم میں آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے پاور بلاک وائٹم گیس پھیلائی تھی۔ اسی گیس کی وجہ سے تم سب کو ہوش آیا ہے۔ اب بس میں تم سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم میں عمران کون ہے''...... شاگل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اگر ہم میں کوئی عمران نہ ہوا تو کیا تم ہمیں چھوڑ دو گے''۔ عمران نے کہا۔

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ طے ہے کہ تم میں سے ایک عمران ہے اور باقی سب کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔

اس لئے میں تم سب کو ہلاک ضرور کروں گا چاہے تم مجھے یہ بتاؤ یا نہ بتاؤ کہ تم میں عمران کون ہے''...... شاگل نے کہا۔

''جب ہر صورت میں ہمیں مرنا ہی ہے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم تمہیں بتاتے پھریں کہ ہم میں عمران کون ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت میری قید میں ہو اور میں جانتا ہوں کہ تمہاری زبانیں کیسے کھلوائی جا سکتی ہیں۔ تمہاری باتوں سے مجھے یقین ہو رہا ہے کہ تم ہی عمران ہو لیکن میں اس وقت تک تمہیں ہلاک نہیں کروں گا جب تک تم اپنی زبان سے خود اقرار نہیں کر لو گے کہ تم ہی عمران ہو''...... شاگل نے کہا۔

''ہماری زبانیں کھلوانے کے لئے تم کیا طریقہ اختیار کرو گے ذرا یہ بھی بتا دو''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ضرور کیوں نہیں۔ ابھی دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں''...... شاگل کی تمسخرانہ آواز سنائی دی اور پھر اچانک کیپٹن شکیل کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا اچانک کیپٹن شکیل اچھلا اور وہ الٹا پلٹتا ہوا تیزی سے چھت کی طرف بلند ہوتا چلا گیا جیسے کوئی ان دیکھی طاقت اسے اٹھا کر چھت کی طرف لے جا رہی ہو۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل چھت کے ساتھ یوں چپکا ہوا تھا جیسے مقناطیس لوہے سے چپک جاتا ہے۔

کیپٹن شکیل کی کمر چھت سے چپکی تھی اس کا منہ نیچے کی طرف

تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں بھی چھت سے چپک گئے تھے۔

عمران سمیت سب کی نظریں چھت پر جمی ہوئی تھیں۔ چھت اتنی اونچی تھی کہ وہ کسی صورت کیپٹن شکیل تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

''یہ تم بہت غلط کر رہے ہو شاگل۔ تمہیں اپنے کئے پر پچھتانے کا بھی موقع نہیں ملے گا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ اب ایک اور تماشہ دیکھو''...... شاگل کی جواباً آواز سنائی دی اور اچانک چھت سے چپکے کیپٹن شکیل نے یوں پھڑکنا شروع کر دیا جیسے اس کی گردن کسی کند چھری سے کاٹی جا رہی ہو۔ وہ دانتوں پر دانت جمائے اپنے حلق سے نکلنے والی چیخوں کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پھر اچانک اس کا منہ کھلا اور اس کے حلق سے زور دار چیخیں نکلنا شروع ہو گئیں۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا جا رہا تھا اور آنکھیں یوں سرخ ہو گئی تھیں جیسے اس کے جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کی آنکھوں میں آ گیا ہو۔

''رکو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور کسی بندر کی سی پھرتی سے قلابازی کھاتے ہوئے صفدر کے کاندھوں پر آ گیا۔ اسی لمحے اس کا جسم ایک بار پھر اچھلا اور وہ کسی تیز رفتار پرندے کی طرح چھت کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ چھت سے چپکے ہوئے کیپٹن شکیل کے پہلوؤں پر پڑے۔ اسے یکباری زور دار جھٹکا لگا جیسے کیپٹن شکیل کے جسم میں دوڑتا ہوا کرنٹ اس کے جسم میں سرایت کر گیا ہو لیکن عمران نے

پرواہ کئے بغیر پوری قوت سے کیپٹن شکیل کو نیچے کی طرف جھٹکے سے کھینچا تو کیپٹن شکیل یکلخت چھت سے الگ ہو گیا اور دونوں تیزی سے نیچے گرتے چلے گئے۔ نیچے گرتے ہوئے عمران نے کیپٹن شکیل کو چھوڑ کر الٹی قلابازی کھائی اور سائیڈ میں پیروں کے بل آ کھڑا ہوا۔

''سنبھالو اسے''...... عمران نے کیپٹن شکیل کو چھوڑتے ہی چیختے ہوئے کہا تو تنویر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے نیچے گرتے ہوئے کیپٹن شکیل کو فوراً دونوں ہاتھوں میں سنبھال لیا اور اسے پیروں کے بل کھڑا کر دیا۔ کیپٹن شکیل کا چہرہ ابھی تک دھواں دھواں ہو رہا تھا اور اس کے جسم میں کپکپاہٹ ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

''گڈ شو۔ تم کافی دلیر ہو لیکن یہ تو ابھی ایک معمولی سا حربہ تھا اس سے آگے جو کچھ ہو گا اسے تم کسی بھی طرح سے نہ روک سکو گے''...... شاگل کی تعریفانہ آواز سنائی دی۔

''شاگل۔ میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں۔ اپنی احمقانہ حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ تمہارے لئے اچھا نہیں ہو گا''۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم شاید بھول رہے ہو کہ تم سب اس وقت میری قید میں ہو اور میں تمہارے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہوں''...... شاگل کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

”ہونہہ۔ اگر تمہیں خود پر اتنا ہی زعم ہے تو پھر ہم سے اس طرح چھپ کر کیوں باتیں کر رہے ہو۔ سامنے آؤ اور ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو ایسا ہی سہی۔ میں تمہارے سامنے آ کر تم سے بات کرتا ہوں“...... شاگل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ اور کہتے اچانک چھت سے زرد رنگ کی تیز روشنی کی دھاریں سی ان پر پڑنے لگیں۔ روشنی کی دھاریں اس انداز میں پڑ رہی تھیں کہ کمرے کا کوئی بھی حصہ ان کی زد سے باہر نہیں تھا اور وہ سب زرد روشنی کے حصار میں آ گئے تھے۔ چند لمحوں تک روشنی ان پر پڑتی رہی پھر روشنی غائب ہوتی چلی گئی لیکن اب وہ سب پتھر کے بتوں کی طرح بے حس و حرکت کھڑے تھے۔

ان سب کے جسم یوں اکڑ گئے تھے کہ وہ ایک انگلی تک نہیں ہلا سکتے تھے۔ صرف ان کے دماغ اور ان کی آنکھیں کام کر رہی تھیں۔ وہ سن اور دیکھ سکتے تھے لیکن نہ وہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتے تھے اور نہ بول سکتے تھے۔ زرد روشنی نے ان کے جسم مفلوج کر دیئے تھے۔

”میں نے کائرم لائٹ سے تم سب کو مفلوج کر دیا ہے۔ اب تم میرے رحم و کرم پر ہو اور میں تم سب سے ایسا بھیانک انتقام لوں گا

کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی“...... شاگل کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

وہ سب بتوں کی طرح بے بس کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کمرے کا فولادی دروازہ کھلا اور پھر انہیں شاگل دس مسلح افراد کے ساتھ اندر داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔ شاگل کا چہرہ فتح کی خوشی سے چمک رہا تھا۔ ان کے اندر آتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ شاگل تیز تیز چلتا ہوا بوڑھے کے روپ میں موجود عمران کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

”مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم ہی عمران ہو۔ اس لئے سب سے پہلے میں تمہارا خاتمہ کروں گا لیکن یہاں نہیں۔ میں نے ریڈ ناٹ کے کرنل وشال سے وعدہ کیا ہے کہ میں کاشاک پہاڑیوں میں لے جا کر تم سب کو اس کے سامنے ہلاک کروں گا۔ اس لئے اب میں تم سب کو ہلاک کر کے وہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا“...... شاگل نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ دوسرا لمحہ شاگل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ عمران کے ساتھیوں کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ عمران کے جسم میں اچانک حرکت پیدا ہوئی اور شاگل اچانک عمران کے ہاتھوں میں اٹھا اور پھر ہوا میں اڑتا ہوا پیچھے اطمینان بھرے انداز میں کھڑے اپنے ساتھیوں سے جا ٹکرایا اور ان سب کو لئے فرش پر گرتا چلا گیا۔ شاگل کے حلق

سے چیخ نکل گئی۔ شاگل کے ساتھی جو اطمینان سے کاندھوں پر مشین گنیں لٹکائے ہوئے کھڑے تھے اس اچانک افتاد سے سنبھل نہ سکے اور شاگل سمیت الٹ کر گرتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ سب گرے عمران نے فوراً قلابازی کھائی اور تیزی سے ایک مسلح شخص کی طرف بڑھا اور پھر اس نے مسلح آدمی کے پہلو میں ٹانگ مارتے ہوئے اس کے کاندھے سے مشین گن کھینچ لی اور کروٹ بدل کر پیچھے ہٹ گیا۔ پیچھے ہٹتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ شاگل اور اس کے ساتھی اٹھتے اچانک کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ عمران نے مشین گن سے شاگل کے ساتھیوں کو بھون کر رکھ دیا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر شاگل کو مشین گن کی گولیوں سے بچا لیا تھا۔ شاگل کے ساتھیوں کو ہلاک کرتے ہی عمران نے مشین گن کا رخ شاگل کی جانب کر دیا جو ہکا بکا انداز میں زمین سے چپکا ہوا تھا۔ عمران نے یہ سب کچھ اتنی پھرتی اور تیزی سے کیا تھا کہ پچویشن بدلنے میں چند ہی لمحے لگے تھے۔

"کیوں شاگل۔ اب بتاؤ۔ کون کس کے رحم و کرم پر ہے"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم مم۔ مگر کائرم لائٹ۔ تت تت۔ تم کائرم لائٹ کے اثر سے تنی جلدی باہر کیسے آ گئے"...... شاگل نے اٹک اٹک کر کہا۔

"کائرم لائٹ کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا شاگل۔ میں نے

اس لائٹ کو آن ہوتے دیکھ لیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ لائٹ انسانی جسم پر پڑنے سے پہلے اگر سانس روک لیا جائے تو انسانی اعصاب پر کائرم لائٹ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں نے ایسا ہی کیا تھا۔ سمجھے میرے کاٹھ کے الو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اصلی آواز میں کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کاش مجھے پتہ ہوتا کہ تم کائرم لائٹ کا توڑ جانتے ہو تو میں تم پر کوئی اور حربہ استعمال کرتا اور یہاں آتے ہی تم سب پر مشین گنوں کے منہ کھول دیتا"...... شاگل نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہ سب قسمت کے کھیل ہیں پیارے۔ بازی کبھی تمہارے ہاتھ میں ہوتی ہے اور کبھی میرے۔ اب چلو۔ تم ہمیں یہاں سے نکالنے کا انتظام کرو اور ہاں تم نے کیا کہا تھا کہ تم ہمیں کاشاک پہاڑیوں میں لے جا رہے ہو اور وہاں لے جا کر تم ہمیں ریڈ ناٹ کے چیف کرنل وشال کے سامنے ہلاک کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ کرنل وشال نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں تم سب کو اس کے سامنے ہلاک کروں وہ خاص طور پر تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ میں چونکہ اسے اپنے ہیڈ کوارٹر میں نہیں بلا سکتا تھا اس لئے میں نے اسے جنوبی پہاڑیوں کے دامن میں آنے کا کہہ دیا تھا۔ اب میں تمہیں وہیں لے جانے

کے لئے آیا تھا۔ وہاں لے جاتے ہی میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اسی حالت میں گولیوں سے اُڑا دیتا لیکن افسوس۔ تم پر کائرم لائٹ کا اثر ہی نہیں ہوا تھا‘‘...... شاگل نے غصے اور پریشانی سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ ہم تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں‘‘۔ عمران نے کہا تو شاگل بری طرح سے چونک پڑا۔

’’کک کک۔ کیا مطلب‘‘...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں چاہوں تو میں تمہیں ابھی اور اسی وقت ہلاک کر سکتا ہوں اور تمہیں ہلاک کرتے ہی میں تمہارے ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہوں لیکن میں یہاں تم سے بلا وجہ کی لڑائی لڑنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ پاکیشیا کے خلاف ڈارک آؤٹ کی جو سازش کی گئی ہے اس میں ریڈ ناٹ کے کرنل وشال کا بھی ہاتھ ہے۔ میں یہاں اسے بھی سبق سکھانے کے لئے آیا ہوں۔ اس لئے تم مجھے اپنے پروگرام کے تحت وہاں لے جاؤ گے جہاں کرنل وشال آنے والا ہے۔ جیسے ہی وہ وہاں آئے گا میں اسے قابو میں کر لوں گا اور پھر میں اس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر کے اس کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دوں گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ کیا تم واقعی کرنل وشال اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دو گے‘‘...... شاگل نے چونک کر کہا۔

’’ہاں۔ وہ انسانیت کا دشمن ہے اور میں انسانیت کے دشمنوں کے لئے اپنے دل میں رحم نہیں رکھتا‘‘...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ اگر تم مجھے ہلاک نہ کرنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’تمہیں ہلاک کرنا ہوتا تو اب تک تمہارے ساتھیوں کے ساتھ یہاں تمہاری بھی لاش پڑی ہوتی پاگل انسان۔ چلو۔ اب باہر چلو ورنہ میں اب تمہارا کوئی لحاظ نہیں کروں گا‘‘...... عمران نے غرا کر کہا تو شاگل ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو چند لمحے سانس روکنے کا کہا تو انہوں نے فوراً سانس روک لئے۔ سانس روکنے کے چند ہی لمحوں کے بعد ان کے جسموں میں حرکت پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ جیسے ہی ان کے جسموں میں حرکت ہوئی ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ پہلے جیسے نارمل دکھائی دے رہے تھے۔ انہیں اس طرح حرکت کرتے دیکھ کر شاگل دل ہی دل میں خود کو کوس رہا تھا کہ اس نے ان پر کائرم لائٹ کی جگہ کوئی اور حربہ استعمال کیوں نہیں کیا جس کا توڑ عمران کو معلوم نہ ہوتا تو وہ ان سب کو اب تک ہلاک کر چکا ہوتا۔

کرنل رالف کی انگلی نے جیسے ہی بلیو لائٹ گن کے فائر بٹن پر دباؤ ڈالا اسی لمحے اچانک اس کے بلیو لائٹ گن والے ہاتھ سے ایک ٹانگ ٹکرائی۔ کرنل رالف کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ سے بلیو لائٹ گن نکل کر ہوا میں اچھل گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ کرنل رالف حملہ آور کی طرف دیکھتا اس کے دائیں پہلو پر ایک اور لات کی ضرب پڑی۔ کرنل رالف کو جسم کمان کی طرح مڑتا ہوا سائیڈ کی دیوار سے ٹکرایا اور وہ دیوار سے ٹکراتے ہی نیچے آ گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں کہ اسے ککس مارنے والی وہ لڑکی تھی جو ہارنٹ کے رسیوں سے آزاد ہونے کے باوجود کرسی پر رسیوں سے جکڑی ہوئی تھی۔ کرنل رالف کے ساتھیوں نے ہارنٹ پر فائرنگ کی تھی جس کے نتیجے میں ہارنٹ کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کافی حد تک ٹوٹ گئی تھیں جسے بعد میں ہارنٹ نے جھٹکے سے توڑ دیا تھا اور اٹھ

کھڑا ہوا تھا جبکہ لڑکی پر تو ایک گولی بھی نہیں چلائی گئی تھی۔ اس کے باوجود وہ نہ صرف رسیوں سے آزاد ہو چکی تھی بلکہ اس نے پلک جھپکتے میں اس پر حملہ کر دیا تھا۔

کرنل رالف نہیں جانتا تھا کہ جولیا نے اپنی رسیاں ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے کاٹی تھیں اور اس نے جب ہارنٹ کی زندگی خطرے میں دیکھی تو اس نے تیزی سے کٹی ہوئی رسیوں سے خود کو آزاد کیا اور پھر وہ اچھل کر کرنل رالف کے قریب آ گئی۔ کرنل کی توجہ چونکہ پوری طرح ہارنٹ پر مرکوز تھی اس لئے وہ جولیا کو اپنے نزدیک آتے نہیں دیکھ سکا تھا جس کے نتیجے میں جولیا نے نہ صرف اس کے بلیو لائٹ گن والے ہاتھ پر ٹانگ مار کر اس کے ہاتھ سے گن گرا دی تھی بلکہ اس کے پہلو میں بھی کک مار کر اسے دور گرا دیا تھا۔ ہوا میں اچھلی ہوئی بلیو لائٹ گن جیسے ہی نیچے آئی جولیا نے جھپٹا مار کر اسے ہوا میں ہی دبوچ لیا اور اس کا رخ کرنل رالف کی جانب کر دیا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ہوا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جولیا کے ہاتھ میں بلیو لائٹ گن دیکھ کر وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت موت کی سی زردی پھیل گئی۔

"ویل ڈن لیڈی ہارنٹ۔ ویل ڈن"...... بلیک زیرو نے جولیا کی تعریف کرتے ہوئے کہا جس نے آخری لمحات میں اس کی جان بچائی تھی۔ اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو کرنل رالف بلیک زیرو

پر بلیو لائٹ فائر کر دیتا تو بلیک زیرو جسم پر ہارڈ بلا کر ہونے کے باوجود کسی صورت بچ نہیں سکتا تھا۔

بلیو لائٹ گن جولیا کے ہاتھ میں دیکھ کر بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جولیا کی توجہ بلیک زیرو کے اٹھنے پر ہوئی تو جیسے کرنل رالف کو موقع مل گیا۔ اس نے اچانک اچھل کر بجلی کی سی تیزی سے جولیا پر حملہ کرنا چاہا۔ اسے چھلانگ لگاتے دیکھ کر جولیا کے ہاتھ میں موجود بلیو لائٹ گن کا بٹن پریس ہو گیا۔ جیسے ہی اس نے بلیو لائٹ گن کا بٹن پریس کیا۔ گن سے نیلی روشنی نکل کر کرنل رالف کے جسم پر پڑی۔ دوسرے لمحے بھک کی تیز آواز سنائی دی اور کرنل رالف کا جسم ہوا میں ہی جل کر راکھ بن گیا اور راکھ تیزی سے نیچے گرتی نظر آئی۔ بلیو لائٹ واقعی انتہائی طاقتور اور ہولناک تھی۔ روشنی نے ایک لمحے میں کرنل رالف کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا تھا۔

''اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا جولیا۔ یہ کرنل رالف تھا۔ کے جی بی ایجنسی کا سربراہ''...... کرنل رالف کو اس طرح جل کر راکھ ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ مجھ پر حملہ کر رہا تھا۔ میں نے اپنے بچاؤ کے لئے اس پر بلیو لائٹ فائر کی تھی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ بلیو لائٹ اس قدر خطرناک ہو گی کہ ایک لمحے میں اسے جلا کر راکھ بنا دے گی''۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''برا ہوا ہے۔ ہم کرنل رالف کو اپنے قبضے میں لے کر بہت کچھ

کر سکتے تھے۔ یہ ہمیں جنگل کے اس حصے میں لے جاتا جہاں پاور مشین کام کر رہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جو ہونا تھا ہو گیا ہے۔ اب آگے کی سوچو''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور اس نے بلیو لائٹ گن بلیک زیرو کی جانب اچھال دی۔ بلیک زیرو نے گن دبوچ کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اس نے گن جیب میں ڈال لی۔

''اس سے پہلے کہ کسی کو کرنل رالف کی ہلاکت کا علم ہو جائے۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن ہم ہیں کہاں۔ یہ کون سی جگہ ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہم جنگل میں ہی ڈراپ ہوئے تھے اور کرنل رالف بھی یہیں تھا اس کا تو یہی مطلب ہے کہ ہم ابھی سانڈر بن کے جنگلات میں ہی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس جگہ سے کتنی دور ہیں جہاں پاور مشین کام کر رہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہمارے یہاں سے نکلنے کے لئے دیواروں میں سوراخ بن گئے ہیں۔ ہم ان سوراخوں سے نکل کر باہر جا سکتے ہیں''۔ جولیا نے دیوار میں بنے ہوئے سوراخوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو کرنل رالف کی بلیو لائٹ گن سے نکلنے والی بلیو لائٹ سے بن گئے تھے جو وہ بلیک زیرو پر فائر کر رہا تھا۔

''ہاں۔ تم یہاں رکو۔ میں دیکھتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا ایک دیوار کے سوراخ کے پاس آ گیا اور دوسری

طرف جھانک کر دیکھنے لگا۔ سامنے ایک راہداری تھی جو خالی دکھائی دے رہی تھی۔ بلیک زیرو چند لمحے باہر دیکھتا رہا پھر اس نے سوراخ میں اپنا سر ڈالا اور پھر وہ ہاتھوں اور پیروں کے بل اس سوراخ سے نکلتا چلا گیا۔ اسے باہر جاتے دیکھ کر جولیا نے آگے بڑھ کر کرنل رالف کے ساتھیوں کی گری ہوئی دو مشین گنیں اٹھا لیں۔

''آ جاؤ۔ یہاں کوئی نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا بھی دیوار میں بنے ہوئے اس سوراخ سے نکل کر باہر آ گئی۔ راہداری زیادہ طویل نہیں تھی لیکن وہاں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے پلٹ کر دیکھا تو اسے وہاں وہی ایک کمرہ دکھائی دیا جس سے نکل کر وہ باہر آئے تھے۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کے سر پر پختہ چھت تھی اور چھت کی بناوٹ دیکھ کر بلیک زیرو کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ وہ اس وقت زیر زمین کسی حصے میں موجود تھے۔

''ہم کسی تہہ خانے میں ہیں۔ ہمیں یہاں سے باہر نکلنا ہوگا''۔ بلیک زیرو نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے راہداری میں آگے کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔ کچھ دور جاتے ہی ان کے سامنے ایک سپاٹ دیوار آ گئی۔ دیوار میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔

''یہاں تو راستہ بند ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہاں سے نکلنے کا ضرور کوئی نہ کوئی راستہ ہوگا۔ ہمیں ان

دیواروں کو چیک کرنا چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا اور وہ سامنے والی دیوار پر ہاتھ پھیرنے لگا جبکہ جولیا سائیڈ کی دیواروں کو چیک کرنے میں مصروف ہو گئی۔

بلیک زیرو چند لمحے دیوار پر ہاتھ پھیرتا رہا پھر اس کی نظریں دیوار کی جڑ پر پڑیں جہاں ہلکا سا ابھار تھا۔ بلیک زیرو نے اس ابھار کو غور سے دیکھتے ہوئے اس پر زور سے ٹھوکر ماری تو اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار کسی شٹر کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ دیوار کو اس طرح کھلتے دیکھ کر جولیا اور بلیک زیرو فوراً دیوار کی سائیڈوں سے لگ گئے۔ دوسری طرف ایک عمودی راستہ اوپر کی طرف جا رہا تھا جہاں انہیں کھلا آسمان دکھائی دے رہا تھا۔

''ایک مشین گن مجھے دے دو''...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا نے ایک مشین گن اسے تھما دی اور پھر وہ دونوں سائیڈ کی دیواروں سے لگتے ہوئے احتیاط بھرے انداز میں عمودی راستے پر اوپر چڑھنا شروع ہو گئے۔ اوپر آتے ہی انہیں باہر جنگل دکھائی دیا تو ان دونوں کے چہروں پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ گویا انہیں بے ہوشی کی حالت میں جنگل سے باہر نہیں لے جایا گیا تھا۔ جنگل میں ہر طرف سے انہیں مختلف جانوروں کے بولنے اور چیخنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ سامنے اور دائیں بائیں گھنے درختوں کے جھنڈ تھے اور ہر طرف اونچی اونچی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

بلیک زیرو اور جولیا جیسے ہی تہہ خانے والے راستے سے نکل کر

باہر آئے اسی لمحے اچانک سامنے جھاڑیوں میں تیز ہلچل سی پیدا ہوئی۔ بلیک زیرو اور جولیا نے چونک کر جھاڑیوں کی طرف دیکھا تو یہ دیکھ کر وہ بے اختیار طویل سانس لے رہ گئے۔ جھاڑیوں میں ہلکے نیلے لباس والے بے شمار مسلح افراد موجود تھے جو ان کے تہہ خانے والے راستے سے باہر آتے ہی جھاڑیوں سے نکل آئے تھے اور ان کے سامنے آ گئے تھے۔ ظاہر ہے ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں کے رخ ان دونوں کی جانب ہی تھے۔

''خبردار۔ جہاں ہو وہیں رک جاؤ اور اپنا اسلحہ پھینک دو۔ ورنہ بھون دیئے جاؤ گے''...... ان میں سے ایک شخص نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا وہ ان کا انچارج معلوم ہو رہا تھا۔

''کیا خیال ہے لیڈی ہارنٹ۔ کیا ہم ان کی بات مان لیں''۔ بلیک زیرو نے جولیا کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ ہم ان کی بات مان لیں۔ یہ خود ہی بے موت مرنے کے لئے ہمارے سامنے آ گئے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں''...... جولیا نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''تو پھر شروع کریں''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے اچانک ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کر لی۔ بلیک زیرو نے بھی مشین گن کا رخ مسلح افراد کی جانب کر دیا۔ انہیں مشین گنیں سیدھی کرتے دیکھ کر مسلح افراد میں یکلخت بے چینی سی دوڑ گئی اور پھر اچانک ان کی

مشین گنیں آگ اگلنا شروع ہو گئیں۔ ماحول یکلخت مشین گنوں کی تیز ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔

مسلح افراد تواتر سے جولیا اور بلیک زیرو پر فائرنگ کر رہے تھے۔ گولیاں بلیک زیرو اور جولیا کے جسموں سے ٹکرا ٹکرا کر اچٹ رہی تھیں اور اپنی چلائی ہوئی گولیوں کا یہ انجام دیکھ کر مسلح افراد میں بوکھلاہٹ پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ گولیاں ان دونوں کے جسموں پر پڑ رہی تھیں لیکن انہیں نقصان پہنچانے کی بجائے ان کے جسموں سے یوں ٹکرا کر اچٹتی جا رہی تھیں جیسے وہ گوشت پوست کے انسان نہ ہوں بلکہ فولاد کے بنے ہوئے ہوں۔

بلیک زیرو اور جولیا خود پر برسنے والی گولیوں سے بے پرواہ ہو کر مشین گنیں لئے آہستہ آہستہ فائرنگ کرنے والے افراد کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں اس طرح اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر مسلح افراد بوکھلا گئے اور وہ بوکھلاہٹ میں الٹے قدموں پیچھے ہٹتے ہوئے ان پر فائرنگ کرنے لگے۔

''انہوں نے بلٹ پروف لباس پہن رکھے ہیں۔ فائرنگ روکو۔ ان پر بم برساؤ۔ جلدی''...... ان کے انچارج نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کا حکم سنتے ہی مسلح افراد نے بلیک زیرو اور جولیا پر فائرنگ کرنا بند کر دی پھر اچانک مختلف اطراف سے چند ہینڈ گرنیڈز اور راڈز بم اُڑتے ہوئے آئے اور جولیا اور بلیک زیرو کے قریب آ گرے۔

''ان سے بچو''...... بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے جولیا کا ہاتھ پکڑ کر سائیڈ کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ اچھلے ہی تھے کہ یکلخت ماحول یکے بعد دیگرے کئی دھماکوں سے گونج اٹھا۔ بموں کے دھماکوں کے پریشر سے ہوا میں اچھلے ہوئے بلیک زیرو اور جولیا کے جسموں کو زور دار جھٹکے لگے اور وہ تیز رفتار پرندوں کی طرح اُڑتے ہوئے دور جا گرے۔

دونوں گھنی اور خشک جھاڑیوں پر گرے تھے۔ ان کے جسموں پر پہلے ہی ہارڈ بلا کر تھے اس لئے انہیں بھلا چوٹ کیسے آ سکتی تھی۔ گرتے ہی وہ دونوں تیزی سے اٹھے اور اس طرف بھاگے جس طرف سے مسلح افراد ان پر فائرنگ کر رہے تھے اور بم برسا رہے تھے۔ مسلح افراد کی طرف بھاگتے ہوئے جولیا اور بلیک زیرو نے ایک ساتھ فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ ان کے فائرنگ کرتے ہی مسلح افراد میں جیسے افراتفری سی پھیل گئی۔ وہ ان پر اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئے۔

''تم ان پر دائیں طرف سے حملہ کرو میں انہیں بائیں جانب سے سنبھالتا ہوں۔ یہ سب انسانیت کے دشمن ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے''...... بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور فائرنگ کرتی ہوئی تیزی سے دائیں طرف بھاگتی چلی گئی۔ بلیک زیرو بھی بائیں جانب بھاگا اور پھر اس نے جھاڑیوں میں بھاگتے ہوئے مسلح افراد پر

فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ گولیوں کی بوچھاڑ بھاگتے ہوئے افراد پر پڑی تو وہ چیختے ہوئے اچھل اچھل کر گرنا شروع ہو گئے۔ ان میں سے کئی افراد نے بلیک زیرو کی فائرنگ سے بچنے کے لئے خود کو نیچے گرا لیا تھا اور نیچے گرتے ہی انہوں نے اپنی طرف آنے والے بلیک زیرو پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی لیکن بلیک زیرو پر گولیوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

بلیک زیرو کو گولیوں سے بچتے دیکھ کر ایک شخص جو درخت کی آڑ میں چھپا ہوا تھا اس نے فوراً جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اس کا سیفٹی پن دانتوں سے کھینچ کر پوری قوت سے بلیک زیرو پر کھینچ مارا۔ بلیک زیرو نے اسے ہینڈ گرنیڈ پھینکتے دیکھ لیا تھا۔ ہینڈ گرنیڈ اُڑتا ہوا جیسے ہی بلیک زیرو کی جانب آیا بلیک زیرو نے چھلانگ لگائی اور اپنی طرف آنے والے ہینڈ گرنیڈ کو فضا میں ہی دبوچ لیا۔ ہینڈ گرنیڈ ہاتھ میں آتے ہی اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما۔ دوسرے ہی لمحے ہینڈ گرنیڈ اس کے ہاتھ سے نکل کر سامنے موجود جھاڑیوں کی طرف اُڑتا چلا گیا جہاں کئی مسلح افراد چھپے ہوئے اس پر فائرنگ کر رہے تھے۔ ہینڈ گرنیڈ جھاڑیوں میں گر کر زور دار دھماکے سے پھٹا اور جھاڑیوں میں چھپے ہوئے مسلح افراد کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔ بلیک زیرو نے دوڑتے دوڑتے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور اس درخت کے قریب سے گزرتا چلا گیا جس کے پیچھے چھپے ہوئے شخص نے اس پر ہنڈ گرنیڈ پھینکا تھا۔ درخت کے قریب سے

گزرتے ہوئے بلیک زیرو نے ہوا میں ہی اپنا رخ پلٹا اور درخت کے ساتھ لگے شخص پر فائرنگ کر دی اور وہ شخص خون میں لت پت ہو کر درخت سے ٹکراتا ہوا وہیں گر گیا۔

بلیک زیرو کمر کے بل نیچے گرا اور پھر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے دائیں طرف مزید مسلح افراد موجود تھے۔ انہوں نے بلیک زیرو کو اس طرح گرتے دیکھ کر چھلانگیں لگائیں اور تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ بلیک زیرو نے فوراً اپنا رخ بدلا اور ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ اس کی طرف آنے والے افراد چیختے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے اچھل اچھل کر زمین پر گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔

جنگل کے مختلف حصوں سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جولیا نے دوسری طرف موجود مسلح افراد پر کھل کر فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔ اس کے جسم پر بھی چونکہ ہارڈ بلا کر تھا اس لئے اس پر بھی مسلح افراد کی فائرنگ کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اسے گولیوں سے بچتے دیکھ کر مسلح افراد، جولیا پر مسلسل بم پھینک رہے تھے اور جولیا ان بموں سے بچنے کے لئے ادھر ادھر اچھل رہی تھی۔ جولیا اور بلیک زیرو جنگل میں موجود مسلح افراد پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑے تھے۔ کے جی بی کی فورس دو افراد کے سامنے جیسے بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ ان دونوں کو ہلاک کرنے کے لئے ان پر مسلسل فائرنگ اور بمباری کر رہے تھے لیکن یہ دونوں افراد جیسے ان کے

لئے وبالِ جان بن گئے تھے۔ نہ ان پر گولیوں کا اثر ہو رہا تھا اور نہ ہی انہیں بم کوئی نقصان پہنچا رہے تھے۔

دو اطرف سے لڑتے ہوئے بلیک زیرو اور جولیا گھومتے ہوئے ایک بار پھر اکٹھے ہو گئے۔ وہ دونوں اپنے گرد پھیلے ہوئے مسلح افراد کو مسلسل نشانہ بنا رہے تھے۔ جیسے ہی ان کی مشین گنیں خالی ہوتیں وہ ہلاک ہونے والے مسلح افراد کی مشین گنیں اٹھا لیتے اور انہی کی گنوں سے ان پر موت بن کر چھا جاتے۔ ابھی وہ دونوں مسلح افراد کا مقابلہ کر رہے تھے کہ اچانک درختوں کے پیچھے سے دو گن شپ ہیلی کاپٹر نکل کر اس طرف آ گئے۔ بلیک زیرو اور جولیا اس وقت جنگل کے اس حصے میں موجود تھے جہاں درخت کم تھے۔ انہیں آسانی سے ہیلی کاپٹروں سے دیکھا جا سکتا تھا۔ ہیلی کاپٹر والوں نے جیسے ہی انہیں دیکھا انہوں نے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گنوں کے دہانے کھول دیئے اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹروں کے نیچے لگی ہوئی ہیوی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیوں کی قطاریں ان پر برسنا شروع ہو گئیں۔ جولیا اور بلیک زیرو نے ہیلی کاپٹر سے فائرنگ ہوتے دیکھ کر فوراً دائیں بائیں چھلانگیں لگا دیں۔ ہیلی کاپٹر کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں ان کے ارد گرد لمبی لکیریں بناتی چلی گئیں۔ بلیک زیرو اور جولیا نے گرتے ہی اپنے رخ پلٹے اور اپنے اوپر سے گزرتے ہوئے ہیلی کاپٹروں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ گولیاں ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے سے رگڑ کھاتی ہوئی گزرتی

چلی گئیں۔ دونوں ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے ان کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔

آگے جاتے ہی دونوں ہیلی کاپٹر تیزی سے پلٹے اور ایک بار پھر جولیا اور بلیک زیرو پر فائرنگ کرتے ہوئے ان کی جانب بڑھے۔ بلیک زیرو اور جولیا نے ہیلی کاپٹروں سے ہونے والی گولیوں سے بچنے کے لئے تیزی سے دائیں بائیں کروٹیں بدلنا شروع کر دیں۔ ہیلی کاپٹر کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں بھی ہارڈ بلاکر کی وجہ سے انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی تھیں لیکن اس وقت صورتحال چونکہ سنگین تھی اس لئے نفسیاتی طور پر بلیک زیرو اور جولیا ان گولیوں سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جب ہیلی کاپٹر گولیاں برساتے ہوئے ایک بار پھر ان کے اوپر سے گزر گئے تو جولیا اور بلیک زیرو فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''اس طرف چلو لیڈی ہارٹ۔ جلدی''...... بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا تو جولیا تیزی سے اس کی طرف لپکی اور پھر بلیک زیرو نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور وہ دونوں تیزی سے جھاڑیوں کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ ابھی وہ جھاڑیوں کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ اسی لمحے پیچھے جانے والے ہیلی کاپٹر پلٹے اور اس بار ان ہیلی کاپٹروں سے فائرنگ ہونے کی بجائے دو دو میزائل، لانچروں سے نکلے اور چنگاریاں اُڑاتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے بھاگتے ہوئے جولیا اور بلیک زیرو کی طرف بڑھے۔ بلیک زیرو اور جولیا نے بھاگتے

بھاگتے پلٹ کر دیکھا اور پھر جیسے ہی ان کی نظریں اپنی طرف آتے ہوئے میزائلوں پر پڑیں بلیک زیرو نے جولیا کو دھکا دیا اور خود بھی دائیں طرف چھلانگ لگا دی۔ جولیا اچھل کر سائیڈ میں گری۔ اسی لمحے چار میزائل ان کے قریب سے گزرتے ہوئے سامنے جھاڑیوں میں گرے۔ یکے بعد دیگرے چار دھماکے ہوئے اور ہر طرف آگ کا الاؤ سا پھیلتا چلا گیا۔ دھماکے اس قدر زور دار تھے کہ بلیک زیرو اور جولیا سائیڈوں میں گرنے کے باوجود زمین سے اچھل اچھل کر دور جا گرے تھے۔

گرتے ہی بلیک زیرو تیزی سے پلٹا تو اس نے ایک ہیلی کاپٹر کے لانچر سے ایک اور میزائل نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ اس میزائل کو اپنی طرف آتے دیکھ کر بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے بلیو لائٹ گن نکال لی جو اسے جولیا نے دی تھی اور اس نے جیب میں ڈال لی تھی۔

بلیو لائٹ گن نکالتے ہی وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اس نے گن کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف آنے والے میزائل کی جانب کیا اور بٹن پریس کر دیا۔ میزائل اس سے ابھی بیس پچیس فٹ دور تھا۔ بلیو لائٹ گن سے نیلے رنگ کی روشنی نکل کر بجلی کی سی تیزی سے میزائل کی طرف بڑھی۔ دوسرے لمحے زور دار دھماکہ ہوا اور میزائل راستے میں ہی بلاسٹ ہو گیا۔ فضا میں آگ کا ایک بڑا الاؤ روشن ہوا۔ اس الاؤ میں ایک لمحے کے لئے اس طرف

آتے ہوئے دونوں ہیلی کاپٹر چھپ گئے۔ یہ دیکھ کر بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور اس نے سامنے کی طرف دوڑنا شروع کر دیا اور پھر جیسے ہی اسے سامنے سے ہیلی کاپٹر آتا ہوا دکھائی دیا اس نے دوڑتے دوڑتے بلیو لائٹ گن کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کرتے ہوئے بٹن پریس کر دیا۔ گن سے بلیو لائٹ نکل کر بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف گئی۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر یوں تباہ ہو کر بکھرتا چلا گیا جیسے بلیک زیرو نے اس پر میزائل مار دیا ہو۔

اس ہیلی کاپٹر کو تباہ ہوتے دیکھ کر دوسرے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ بوکھلا گیا اس نے تیزی سے اپنا ہیلی کاپٹر موڑنا چاہا لیکن بلیک زیرو نے فوراً اس ہیلی کاپٹر پر بھی بلیو لائٹ فائر کر دی۔ بلیو لائٹ کا ہیلی کاپٹر سے ٹکرانا تھا کہ دھماکے سے دوسرے ہیلی کاپٹر کے بھی ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔

دونوں ہیلی کاپٹروں کو تباہ ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو نے سکون کا سانس لیا اور رک گیا۔ جولیا نے بھی دونوں ہیلی کاپٹروں کو تباہ ہوتے دیکھ لیا تھا وہ جھاڑیوں سے نکل کر بھاگتی ہوئی بلیک زیرو کے پاس آ گئی۔

''اب ہمیں یہاں موجود کسی ایک مسلح شخص کو پکڑنا ہو گا۔ وہی ہمیں اس جگہ لے جا سکتا ہے جہاں پاور مشین کام کر رہی ہے''۔ جولیا نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک زیرو نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔ انہیں دائیں طرف سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔

''مسلح افراد اس طرف موجود ہیں۔ آؤ''...... بلیک زیرو نے کہا اور تیزی سے اس طرف بھاگنا شروع ہو گیا جس طرف سے اسے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ درختوں کے جھنڈ میں گھس کر وہ دونوں جیسے ہی دوسری طرف آئے انہیں سامنے سے چند مسلح افراد ادھر ادھر بھاگتے دکھائی دیئے۔ جولیا اور بلیک زیرو دھڑلے سے بھاگتے ہوئے ان مسلح افراد کے سامنے آ گئے۔ انہیں درختوں کے جھنڈ سے نکلتے دیکھ کر مسلح افراد وہیں ٹھٹھک گئے۔ ان کے چہروں پر شدید خوف اور گھبراہٹ کے تاثرات تھے۔

''بھوت بھوت۔ بھاگو یہاں سے۔ ورنہ یہ دونوں بھوت ہمیں بھی ہلاک کر دیں گے''...... ایک شخص نے خوف کی زیادتی سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے پلٹ کر تیزی سے ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ اس کی بات سن کر اس کے ساتھی بھی پلٹ کر بھاگنے لگے۔ ظاہر ہے انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ جولیا اور بلیک زیرو پر نہ تو کسی گولی کا اثر ہو رہا تھا اور نہ بم کا اور ان دونوں نے جس طرح سے دو گن شپ ہیلی کاپٹروں کو تباہ کیا تھا اس سے وہ انہیں بھوت ہی سمجھنا شروع ہو گئے تھے۔ انہیں اس طرح بھاگتے دیکھ کر جولیا نے مشین گن سے ایک شخص پر فائرنگ کی۔ گولیاں اس شخص

کی ٹانگوں پر لگیں اور وہ چیختا ہوا وہیں گر گیا۔ اسے گرتے دیکھ کر جولیا اور بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر زخمی ہونے والا شخص اور زیادہ بوکھلا گیا اور زخمی ہونے کے باوجود وہ ان سے بچنے کے لئے تیزی سے ہاتھوں کے بل رینگنے کی کوشش کرنے لگا۔

"رک جاؤ۔ ورنہ گولی مار دوں گی"...... جولیا نے اس کے قریب پہنچ کر چیختے ہوئے کہا اور زخمی وہیں رک گیا اور ان کی جانب ترحم زدہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"نن نن۔ نہیں نہیں۔ مجھے مت مارو۔ میں میں"...... اس نے خوف بھرے لہجے میں کہا اس کے ساتھی بھاگتے ہوئے جھاڑیوں اور درختوں میں غائب ہو گئے تھے۔

"ہم بھوت نہیں تمہاری طرح انسان ہیں۔ ہم سے ڈرو مت"۔ بلیک زیرو نے اس شخص نے نزدیک آتے ہوئے کہا۔

"اگر تم انسان ہو تو پھر تم پر بموں اور گولیوں کا اثر کیوں نہیں ہوتا"...... اس شخص انہیں خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اب وہ اسے کیا بتاتا کہ ان دونوں نے لباسوں کے نیچے فائبر آپٹیکل گلاسز کے ریشوں سے بنے ہوئے جھلی نما ایسے لباس پہن رکھے ہیں جو بلٹ پروف تھے۔

"یہ سب چھوڑو اور اپنا نام بتاؤ جلدی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مم مم۔ میرا نام ایڈوف ہے۔ کراگ ایڈوف"...... زخمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہارا تعلق کے جی بی فورس سے ہے"...... بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔

"ہاں۔ میں کے جی بی کی فورس سے تعلق رکھتا ہوں"...... اس نے جواب دیا۔

"کرنل رالف یہاں اپنے ساتھ کے جی بی کی کتنی فورس لایا تھا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مجھے ان کی صحیح تعداد کا علم نہیں ہے لیکن بہت بڑی فورس ہے جو ان سارے جنگلوں اور ان کے اردگرد کے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے"...... ایڈوف نے جواب دیا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ کرنل رالف ہلاک ہو چکا ہے"...... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ ہمیں کنٹرول روم سے بتایا گیا تھا کہ انڈر گراؤنڈ بلیک روم میں چیف پر ان دونوں غیر ملکیوں نے حملہ کر دیا ہے جو ہیلی کاپٹر کے ذریعے جنگل میں آ گئے تھے۔ کنٹرول روم کا انچارج جو چیف کے بعد ہمارا سیکنڈ انچارج ہے، نے ہمیں فوراً بلیک روم کی طرف بھیج دیا اور ہمیں حکم دیا کہ جیسے ہی تم دونوں بلیک روم سے باہر نکلو تمہیں وہیں ہلاک کر دیا جائے"۔ ایڈوف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارے سیکنڈ انچارج کو کیسے معلوم ہوا کہ بلیک روم میں کرنل رالف کو ہم نے ہلاک کیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''وہ کنٹرول روم سے بلیک روم کو مسلسل مانیٹر کر رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے چیف کو تم سے لڑتے اور اسے تمہارے ہاتھوں ہلاک ہوتے دیکھا تھا''...... ایڈوف نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو بلیک روم میں خفیہ کیمرے لگے ہوئے تھے جس سے وہ ہمیں مانیٹر کر رہا تھا''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بلیک روم کے ساتھ جنگل کے ہر حصے میں بھی کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ سیکنڈ انچارج اب بھی تمہیں دیکھ رہا ہو گا''۔ ایڈوف نے کہا۔

''نام کیا ہے تمہارے سیکنڈ چیف کا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میجر کاروف نام ہے اس کا''...... ایڈوف نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ میجر کاروف جس کنٹرول روم میں موجود ہے۔ وہ کنٹرول روم کہاں پر ہے اور کیا پاور مشین بھی وہیں موجود ہے جس سے پاکیشیا کے علاقے سردار پور میں تاریکی پھیلائی گئی ہے''۔ بلیک زیرو نے پوچھا لیکن اس سے پہلے کہ ایڈوف اس کی بات کا جواب دیتا اچانک ایک درخت پر سے سرخ رنگ کی روشنی کی ایک لکیر سی نکل کر گرے ہوئے ایڈوف پر پڑی۔ ایڈوف کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گیا۔ سرخ روشنی کی لکیر اس کے سینے پر پڑی تھی جہاں ایک بڑا سا سوراخ بن

گیا تھا اور اس سوراخ سے دھواں نکل رہا تھا۔ ایڈوف چند لمحے تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو اور جولیا نے چونک کر اس درخت کی جانب دیکھا جہاں سے سرخ روشنی کی لکیر نکلی تھی۔ انہوں نے سر اٹھایا ہی تھا کہ اسی لمحے درخت کے گھنے پتوں سے سرخ رنگ کی دو اور لکیریں نکل کر ان کی طرف بڑھیں۔ بلیک زیرو اور جولیا نے روشنی کی سرخ لکیروں کو درخت سے نکلتے دیکھ کر فوراً دائیں بائیں چھلانگیں لگا دیں۔ سرخ لکیریں ٹھیک اس جگہ پڑیں جہاں ایک لمحہ قبل جولیا اور بلیک زیرو موجود تھے۔ دوسرے لمحے زمین پر چھوٹے چھوٹے دو گڑھے پڑ گئے جو یکلخت جل کر سیاہ ہو گئے تھے اور ان سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ درخت سے مزید سرخ لکیریں نکل کر جولیا اور بلیک زیرو کی طرف بڑھتیں بلیک زیرو نے فوراً ہاتھ میں پکڑی ہوئی بلیو لائٹ گن کا رخ اس درخت کی جانب کیا اور بٹن پریس کر دیا۔ گن سے نیلے رنگ کی روشنی نکل کر درخت پر پڑی۔ زور دار دھماکہ ہوا اور درخت کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ درخت کو تباہ کرتے ہی بلیک زیرو فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ارد گرد موجود دوسرے درختوں کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا کہ کہیں ان درختوں پر بھی ایسی ڈیوائسز نہ لگی ہوئی ہوں جن سے جان لیوا سرخ روشنی فائر کی جا سکتی تھی لیکن دوسرے درختوں سے سرخ روشنی کی کوئی لکیر نہ نکلی تو وہ مطمئن ہو گیا۔

''لگتا ہے میجر کاروف نے ایڈوف کو جان بوجھ کر ہلاک کیا ہے

تاکہ وہ ہمیں یہ نہ بتا سکے کہ جنگل میں وہ سپاٹ کہاں ہے جہاں پاور مشین موجود ہے''...... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لگتا ہے میجر کاروف ہماری باتیں سن رہا تھا''...... بلیک زیرو نے بھی جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ایڈوف ہلاک ہو چکا ہے اور یہاں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ لگتا ہے اس کے تمام ساتھی ہمارے خوف سے بھاگ گئے ہیں۔ اب ہم اس قدر وسیع جنگل میں وہ مقام کیسے تلاش کریں گے جہاں پاور مشین موجود ہے''...... جولیا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''اس کے لئے اب ہمیں ان جنگلوں میں ہی گھومنا پھرنا پڑے گا۔ ہمیں ایک بار وہ چمنی دکھائی دے جائے جہاں سے سیاہ دھواں خارج ہو رہا ہے تو پھر ہم اس مقام پر آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ اور جہاں چمنی موجود ہو گی وہیں پاور مشین بھی موجود ہو گی جو ظاہر ہے انڈر گراؤنڈ ہی ہو سکتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہمارے لئے گھنے جنگلوں میں چمنی تلاش کرنا بھی تو آسان نہیں ہو گا۔ اسے ڈھونڈنے کے لئے ہمیں نجانے کہاں کہاں بھٹکنا پڑے''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ''...... اچانک بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''چمنی انہی جنگلوں میں موجود ہے اور پاکیشیا کے علاقے سردار

ر پر مسلسل اندھیرا طاری رکھنے کے لئے انہیں پاور مشین سے خلاء ں موجود اوزون کی سطح پر کاربن پھیلانے کے لئے سائنگر گیس کا مسلسل اخراج کرنا پڑتا ہے اور اس گیس کے بننے سے چمنی سے کثیف دھواں نکلتا رہتا ہے جسے وہ کسی بھی صورت میں نہیں روک سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں تو پھر''...... جولیا نے اس کی بات نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

''وہ چمنی اسی جنگل میں موجود ہے۔ اس سے مسلسل نکلنے والے دھویں کو ہم آسانی سے دیکھ سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن کیسے''...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اگر ہم کسی اونچے درخت پر چڑھ جائیں تو ہمیں دور سے دھواں اگلنے والی چمنی ضرور دکھائی دے جائے گی۔ چمنی اگر گھنے درختوں میں بھی چھپی ہوئی ہو گی تو وہاں سے اٹھنے والا سیاہ دھواں ہمیں ضرور دکھائی دے جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''گڈ شو۔ تم واقعی دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین بھی ہو ہارنٹ۔ واقعی اگر ہم اونچے درختوں پر چڑھ جائیں تو ہم اس مقام کو آسانی سے دیکھ سکتے ہیں جہاں سے کثیف دھواں خارج ہو رہا ہو گا۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو''...... جولیا نے بلیک زیرو کی تعریف

کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''تو پھر آئیں جنگل میں بھٹکنے کی بجائے کسی بڑے اور اونچے درخت کو تلاش کریں جو ہمیں ہماری منزل تک پہنچانے کے کام آ سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں جنگل میں بڑے اور اونچے درخت کو تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں انہیں ایک بڑا اور اونچا درخت دکھائی دے گیا جو دوسرے تمام درختوں سے کافی اونچا تھا۔

''یہ درخت ہمارے کام آ سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں اکیلا اس پر چڑھتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ درخت کافی چوڑا ہے۔ ہم دونوں اس پر ایک ساتھ چڑھ سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی''...... بلیک زیرو نے کاندھے اچکا کر کہا اور پھر وہ دونوں بندروں کی سی پھرتی سے درخت پر چڑھتے چلے گئے۔ درخت پر چڑھتے ہوئے وہ مسلسل سر گھما گھما کر چاروں طرف دیکھ رہے تھے لیکن جنگل چونکہ گھنا تھا اور ہر طرف درخت ہی درخت پھیلے ہوئے تھے اس لئے انہیں کسی طرف سے بھی دھواں نکلتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''لگتا ہے ہمیں اس درخت کی چوٹی تک جانا پڑے گا''۔ بلیک

زیرو نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے درخت کی چوٹی کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔ درخت تقریباً چالیس فٹ بلند تھا۔ وہ دونوں درخت کی سب سے اونچی اور موٹی شاخ پر آ گئے اور پھر ان کی نظریں چاروں طرف سرچ لائٹوں کی طرح گھومنا شروع ہو گئیں۔ پھر ایک جگہ ان کی نظریں جم گئیں۔

''وہ دیکھو لیڈی ہارنٹ۔ اس طرف درختوں سے سیاہ دھواں نکلتا ہوا دکھائی دے رہا ہے''...... بلیک زیرو نے ایک طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جولیا چونک کر اس طرف دیکھنے لگی جس طرف بلیک زیرو نے اشارہ کیا تھا۔ کافی دور درختوں کے بیچ میں سے اسے دھواں نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا جو لہریں لیتا ہوا آسمان کی طرف جا رہا تھا۔ دھواں انتہائی کثیف تھا۔

''حیرت ہے۔ یہ دھواں ہمیں اس وقت کیوں دکھائی نہیں دیا جب ہم ہیلی کاپٹر پر اس جنگل میں آئے تھے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دھواں وقفے وقفے سے نکل رہا ہے۔ شاید سانگر گیس کی پاور کم اور زیادہ کرنے کے لئے مشین آٹو ورک کر رہی ہے جس کی وجہ سے دھوئیں کا اخراج کبھی تیز ہو جاتا ہے اور کبھی کم اور کبھی بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا وہ چمنی اور پاور مشین اسی جگہ موجود ہو گی جہاں سے

دھواں نکل رہا ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”ظاہر سی بات ہے۔ جنگل کے کسی اور حصے سے تو ہمیں دھواں اٹھتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ وہ مشین اسی جگہ ہی ہو سکتی ہے اور ہمیں اب وہیں جانا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چلو نیچے اترو“...... جولیا نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں درخت سے نیچے اترنے ہی لگے تھے کہ اچانک دور سے روشنی کی دو لکیریں سی چمکیں اور بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف بڑھتی چلی آئیں۔ ان لکیروں کو دیکھ کر بلیک زیرو اور جولیا تیزی سے نیچے اترنا شروع ہو گئے لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی نیچے گئے ہوں گے کہ دونوں لکیریں اس درخت سے آ ٹکرائیں جس پر وہ دونوں موجود تھے۔ دوسرے لمحے زوردار دھماکہ ہوا اور درخت کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ بلیک زیرو اور جولیا جو اس درخت پر چڑھے ہوئے تھے انہیں یوں محسوس ہوا جیسے اس درخت کے ساتھ ان کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے ہوں۔ دونوں تیزی سے اور سر کے بل نیچے زمین پر گرتے چلے گئے۔

میجر شرما اپنے ساتھ بیس افراد کی مسلح فوج کو لے کر کاشاک پہاڑیاں جنہیں جنوبی پہاڑیاں بھی کہا جاتا تھا کے دامن میں پہنچا تھا۔ اسے چونکہ شاگل کی آمد سے پہلے وہاں پہنچنا تھا اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کو تیز رفتار ہیلی کاپٹروں میں لے کر وہاں آیا تھا۔

جنوبی پہاڑیوں کے دامن میں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہاں خاموشی دیکھ کر میجر شرما مطمئن ہو گیا تھا کہ وہ شاگل کے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ گیا ہے۔ اب اسے شاگل کا انتظار تھا جو اپنے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر وہاں آنے والا تھا۔

شاگل جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچتا، میجر شرما فوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ شاگل پر حملہ کر دیتا اور اس سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چھین کر لے جاتا۔

میجر شرما نے اپنے مسلح ساتھیوں کو اردگرد موجود چٹانوں اور

پہاڑیوں کے مختلف حصوں میں چھپنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ اس نے ان سب کو ایسی جگہ چھپنے کے لئے کہا تھا جہاں سے وہ بروقت اور فوراً نکل کر میدان میں آنے والے شاگل اور اس کے مسلح ساتھیوں کو گھیر سکیں۔ میجر شرما نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے دی تھیں کہ انہیں اگر شاگل کی فورس کو نشانہ بھی بنانا پڑے تو وہ بغیر ہچکچائے اس کی فورس پر حملہ بھی کر سکتے ہیں البتہ وہ شاگل کو نشانہ بنانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ ان کا مقصد شاگل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا حصول ہے جنہیں وہ ہر حال میں اس سے چھین کر لے جائیں گے۔ وہ اپنے ساتھ چند شارپ شوٹرز کو بھی لایا تھا جو رائفل سے دور سے بھی شاگل اور اس کے ساتھیوں کو نشانہ بنا سکتے تھے۔

میجر شرما نے پوزیشن چیک کی اور پھر وہ ایک کھلی پہاڑی غار میں آ گیا جہاں سے وہ میدان اور میدان میں آنے والے راستوں پر آسانی سے نظر رکھ سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا جس سے وہ اپنے ساتھیوں کو فرداً فرداً ہدایات دے رہا تھا۔ میجر شرما ابھی غار میں آیا ہی تھا کہ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ میجر شرما نے ٹرانسمیٹر آن کیا تو اسے کرنل وشال کی تیز آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل وشال کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... کرنل وشال اسے مسلسل کال دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"یس۔ میجر شرما اٹنڈنگ یو اوور"...... میجر شرما نے کرنل وشال

کی آواز سن کر مؤدب لہجے میں کہا۔

"کہاں ہو تم میجر شرما اور تم نے ابھی تک مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی ہے۔ کیا شاگل، عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر اس جگہ نہیں پہنچا ہے جہاں اس نے مجھے آنے کے لئے کہا تھا۔ اوور"۔ کرنل وشال نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ ابھی تک نہیں آیا ہے اور میری آپ سے بات ہوئی تھی تو میں نے کہا تھا کہ میں کام پورا ہونے کے بعد ہی آپ کو رپورٹ کروں گا۔ میں نے اس جگہ کا گھیراؤ کر لیا ہے جہاں شاگل نے آپ کو آنے کے لئے کہا تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافی دیر سے یہاں موجود ہوں لیکن شاگل صاحب ابھی تک یہاں نہیں پہنچے ہیں۔ اوور"...... میجر شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کہیں اس کم بخت کا یہاں آنے کا ارادہ تو نہیں بدل گیا۔ وہ احمق انسان ہے۔ ڈھنگ سے وہ کوئی کام کرنے کا عادی ہی نہیں ہے۔ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ اوور"...... کرنل وشال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر وہ یہاں نہ آئے تو پھر میں ان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل کرنے کے لئے ان کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دوں گا لیکن اسی صورت میں جب آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے۔ اوور"...... میجر شرما نے کہا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ شاگل کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اوور"۔ کرنل وشال نے چونک کر کہا۔

"یس چیف۔ میں نے اس کے ہیڈ کوارٹر کی مکمل لوکیشن چیک کر رکھی ہے اور میں ہیڈ کوارٹر کے چند ایسے پوائنٹس بھی جانتا ہوں جہاں سے میں اپنی فورس لے کر خفیہ طور پر شاگل صاحب کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتا ہوں اور وہاں اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہوں۔ اوور"...... میجر شرما نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ اگر شاگل نے اپنے وعدے کی پاسداری نہ کی اور وہ اگلے دس سے پندرہ منٹ تک وہاں نہ پہنچا تو تم اپنی فورس کو لے کر فوراً اس کے ہیڈ کوارٹر میں گھس جانا اور وہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نکال لانا۔ اوور"...... کرنل وشال نے کہا۔

"اس دوران اگر شاگل صاحب نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہو تو پھر میں کیا کروں گا۔ اوور"...... میجر شرما نے پوچھا۔

"ہونہہ۔ شاگل نے اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہو گا تو تم وہاں سے ان کی لاشیں اٹھا کر لے آنا اور شاگل کو ہلاک کر دینا۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پرائم منسٹر کو دکھا کر یہی شو کروں گا کہ انہیں میں نے ہی ہلاک کیا ہے۔ اوور"۔ کرنل وشال نے کہا۔

"جیسا آپ کا حکم جناب۔ اوور"...... میجر شرما نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم انتظار کرو اگر شاگل اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے وہاں آ جائے تو تم اسے کچھ مت کہنا۔ تمہیں اس سے صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل کرنا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے ساتھیوں کے ہاتھوں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف مارا جائے۔ میرے اس سے لاکھ اختلاف سہی لیکن وہ کافرستان کا وفادار ہے اور اس نے کافرستان کے مفاد کے لئے بہت کام کیا ہے۔ ایسے شخص کو کم از کم ہمارے ہاتھوں ہلاک نہیں ہونا چاہئے لیکن بہ امرِ مجبوری اگر تمہیں اس کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا پڑے تو پھر اس کی ہلاکت ہمارے لئے ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر میں کافرستانی پرائم منسٹر کو یقین نہیں دلا سکوں گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ریڈ ناٹ نے ہلاک کیا ہے۔ اوور"...... کرنل وشال نے کہا۔ اسی لمحے وادی میں ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو میجر شرما نے چونک کر غار کے دہانے سے سر نکالا اور اس جانب دیکھنے لگا جدھر سے سیاہ رنگ کا ایک بڑا ہیلی کاپٹر اُڑتا ہوا تیزی سے آ رہا تھا۔

"ایک منٹ جناب آپ ہولڈ آن رہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر اس طرف آ رہا ہے۔ میں اسے چیک کر لوں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر کافرستان سیکرٹ سروس کا ہو۔ اوور"...... میجر شرما نے کہا۔

"اوکے۔ میں ہولڈ کرتا ہوں۔ اوور"...... کرنل وشال کی آواز سنائی دی۔ میجر شرما نے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں لگا ہوا ہک اپنی پتلون کی بیلٹ میں پھنسایا اور پھر اس نے اپنی جیکٹ کی جیب میں

ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی مگر انتہائی طاقتور دور بین نکال لی۔ اس نے دور بین آنکھوں سے لگائی اور سامنے سے آنے والے ہیلی کاپٹر کو چیک کرنے لگا۔ ہیلی کاپٹر کے سائیڈ پر بنے ہوئے ایک نشان کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ نشان ایک شیر کا تھا جس کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس کے دانت واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے اور شیر دو پنجے اٹھائے شکار پر جھپٹنے والے انداز میں ہوا میں اچھلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے فرنٹ میں اسے پائلٹ اور اس کی سائیڈ سیٹ پر شاگل بیٹھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ میجر شرما نے دور بین آنکھوں سے ہٹائی اور اسے جیب میں ڈالتے ہوئے اس نے بیلٹ کی ہک سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

''ہیلو ہیلو۔ چیف کیا آپ آن لائن ہیں۔ اوور''...... میجر شرما نے تیز آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''یس۔ میں لائن پر ہی ہوں۔ اوور''...... کرنل وشال کی جواباً آواز سنائی دی۔

''میں نے ہیلی کاپٹر چیک کر لیا ہے۔ ہیلی کاپٹر کافرستان سیکرٹ سروس کا ہی ہے اور اس میں شاگل صاحب بھی موجود ہیں۔ اوور''۔ میجر شرما نے کہا۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ شاگل نے اپنے وعدے کی پاسداری کی ہے اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کی حالت میں اس میدان میں میرے سامنے ہلاک کرنے کے لئے

لے آیا ہے۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ اوور''...... کرنل وشال نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہیلی کاپٹر میدان کے وسط میں لینڈنگ کر رہا ہے۔ میں کارروائی کرنے کے بعد آپ کو کال کرتا ہوں۔ اوور''...... میجر شرما نے کہا۔

''رکو۔ میری بات سنو۔ اوور''...... کرنل وشال نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اوور''...... میجر شرما نے کہا۔

''میں ہیلی کاپٹر میں ہوں اور جنوبی پہاڑیوں کی طرف آ رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تم شاگل کے خلاف کارروائی کرو تو میں بھی شاگل کے ساتھ ہی رہوں تا کہ اسے شک نہ ہو سکے کہ اس ساری کارروائی کے پیچھے میرا ہاتھ ہے۔ اوور''...... کرنل وشال نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ یہاں آ رہے ہیں۔ اوور''...... میجر شرما نے چونک کر پوچھا۔ اسے اس بات پر حیرت ہوئی تھی کہ کرنل وشال نے اپنے یہاں آنے کے بارے میں پہلے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی اور اب وہ کہہ رہا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر سے وہاں پہنچ رہا ہے۔

''ہاں۔ بس میں پانچ منٹ تک پہنچ جاؤں گا۔ اوور''...... میجر شرما نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کے آنے کے بعد ہی میں

کارروائی شروع کروں گا۔ اوور"...... میجر شرما نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کرنل وشال نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ جیسے ہی رابطہ ختم ہوا میجر شرما نے فوراً ٹرانسمیٹر کے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"اپنی پوزیشنیں سنبھال لو۔ شاگل ہیلی کاپٹر میں آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ زیادہ فورس معلوم نہیں ہو رہی ہے۔ جب تک میں آرڈر نہ دوں تم میں سے کوئی باہر نہیں آئے گا اور نہ ہی ان پر حملہ کرے گا۔ اوور اینڈ آل"...... میجر شرما نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اس نے ٹرانسمیٹر میں لگے ہوئے سپیشل مائیک سے اپنے ان سب ساتھیوں کو ہدایات دی تھیں جو اس آپریشن کے لئے اس کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے کر میجر شرما نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر اس نے دوربین جیب سے نکال کر آنکھوں پر لگا لی اور وہ ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگا جو میدان کے وسط میں لینڈ کر رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے لینڈ ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کے دروازے کھلے اور اس میں سے چار مسلح افراد اور فرنٹ سے شاگل نکل کر باہر آ گیا۔ شاگل آنکھوں کے اوپر ہاتھ رکھ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ میدان میں کسی کو تلاش کر رہا ہو۔

"اس کے ساتھ صرف چار افراد ہی ہیں یا ہیلی کاپٹر میں اور مسلح افراد بھی موجود ہیں"...... میجر شرما نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند

لمحوں تک دوربین فوکس کر کے ہیلی کاپٹر کے اندر جھانکنے کی کوشش کرتا رہا لیکن ہیلی کاپٹر کا فرنٹ اس کے سامنے تھا اس لئے وہ دوربین سے بھی ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چند لمحے میجر شرما، شاگل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اپنے ساتھ لائے ہوئے شوٹرز سے بات کرنے لگا۔

"آل شوٹرز۔ ہوشیار رہنا۔ تمہیں شاگل کے ساتھ موجود ان چار مسلح افراد کو ہلاک کرنا ہے۔ شاگل پر تم فائر نہیں کرو گے۔ چیف آ رہا ہے۔ اس کے آنے کے بعد ہم یہاں کارروائی شروع کریں گے"...... میجر شرما نے ٹاپ شوٹرز سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ مخالف سمت سے ایک اور ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دیا۔ میجر شرما دوربین سے اس ہیلی کاپٹر کو چیک کرنے لگا اور پھر ہیلی کاپٹر کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر ریڈ ناٹ ایجنسی کا ہی تھا جس کے فرنٹ پر اسے کرنل وشال بیٹھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

شاگل اور اس کے ساتھی بھی سر اٹھا کر اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر شاگل کے ہیلی کاپٹر کے قریب لینڈ ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کے لینڈ ہوتے ہی ہیلی کاپٹر سے کرنل وشال نکل کر باہر آ گیا اور انتہائی شان سے چلتا ہوا شاگل کی جانب

بڑھنے لگا۔

''اوکے۔ شارپ شوٹرز۔ شاگل کے ساتھیوں کو نشانہ بناؤ''۔ میجر شرما نے کرنل وشال کو شاگل کی طرف بڑھتے دیکھ کر ٹرانسمیٹر پر شارپ شوٹرز سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے دوربین سے شاگل کے قریب کھڑے اس کے مسلح ساتھیوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے مختلف اطراف سے چار فائر ہوئے اور میجر شرما نے ان چاروں افراد کو اچھل اچھل کر نیچے گرتے دیکھا۔ اپنے ساتھیوں کو اس طرح اچھل اچھل کر گرتے دیکھ کر شاگل بری طرح سے چونک پڑا تھا اور اس کی طرف بڑھنے والا کرنل وشال بھی ٹھٹھک گیا تھا۔ شاگل بے حد بوکھلایا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''اوکے۔ اب ان پر گیس شیل فائر کرو۔ جلدی''...... میجر شرما نے ٹرانسمیٹر پر چیختے ہوئے کہا تو اچانک پہاڑیوں اور چٹانوں کے پیچھے چھپے ہوئے اس کے ساتھیوں نے ہیلی کاپٹروں کی طرف گیس شیل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ شیل کرنل وشال اور شاگل کے ہیلی کاپٹروں کے ارد گرد گرے اور وہاں ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیلتا چلا گیا۔ میجر شرما آنکھوں پر دوربین لگائے مسلسل اسی طرف دیکھ رہا تھا لیکن اب چونکہ وہاں خاصا دھواں پھیل گیا تھا اس لئے اسے نہ کرنل وشال دکھائی دے رہا تھا نہ شاگل اور نہ ہی ان دونوں کے ہیلی کاپٹرز۔

میجر وشال کچھ دیر اسی انداز میں کھڑا رہا پھر اس نے دھواں ہوا

میں تحلیل ہوتے دیکھا۔ تحلیل ہوتے ہوئے دھویں میں اب اسے دونوں ہیلی کاپٹر دکھائی دینا شروع ہو گئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہاں سے دھواں مکمل طور پر ہوا میں تحلیل ہو گیا تو میجر شرما نے ہیلی کاپٹروں کے قریب کرنل وشال اور شاگل کو گرے دیکھا۔ انہیں ساکت دیکھ کر میجر شرما کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ تیزی سے غار سے نکلا اور ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے چھپے ہوئے ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کرتے ہوئے باہر بلانے لگا۔ اس کا اشارہ ملتے ہی اس کے ساتھی جو پہاڑیوں اور چٹانوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے تیزی سے باہر آئے اور دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کی جانب بڑھتے چلے گئے اور پھر ہیلی کاپٹر کے نزدیک آتے ہی انہوں نے شاگل کے ہیلی کاپٹر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

شاگل زمین پر ساکت پڑا تھا۔ میجر شرما نے اس کے نزدیک جا کر اس کی نبض چیک کی پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر تیزی سے اس کے ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھا۔ میجر شرما نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا تو اس نے فوراً شاگل کے ہیلی کاپٹر کا سائیڈ والا دروازہ کھول دیا۔ جیسے ہی سائیڈ والا دروازہ کھلا اسی لمحے اچانک ہیلی کاپٹر سے مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ ہوئی اور سامنے کھڑے کئی مسلح افراد چیختے ہوئے اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ ہیلی کاپٹر سے مشین گنوں کی فائرنگ ہوتے دیکھ کر اور اپنے

ساتھیوں کو گولیوں کا نشانہ بنتے دیکھ کر میجر شرما بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ شاگل کے ہیلی کاپٹر سے اس طرح اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کی جا سکتی ہے جبکہ اس نے ہیلی کاپٹروں کے پاس آنے سے پہلے وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس بھی پھیلا دی تھی۔

ہیلی کاپٹر کے اندر سے فائرنگ ہوتے ہی اس کی نظریں چار افراد پر پڑیں جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں موجود تھے۔ باہر موجود افراد پر فائرنگ کرتے ہوئے وہ چاروں چھلانگیں لگا کر ہیلی کاپٹر سے باہر آ گئے اور زمین پر کمر کے بل گر کر دائیں بائیں تیزی سے کروٹیں بدلتے چلے گئے۔ زمین پر کروٹیں بدلتے ہوئے بھی ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنیں خاموش نہیں ہوئی تھیں۔ انہوں نے ارد گرد موجود میجر شرما کے ساتھیوں پر بلاتعطل فائرنگ جاری رکھی تھی۔

بدلی ہوئی صورتحال دیکھ کر میجر شرما نے وہاں سے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے دائیں طرف کودنے والے ایک بوڑھے کی نظر اس پر پڑی تو اس نے اچانک میجر شرما پر فائرنگ کر دی۔ دوسرے ہی لمحے میجر شرما کو اپنی ٹانگوں میں بے شمار گرم سلاخیں اترتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ نیچے گرتے ہوئے اس نے فوراً دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ اس کے چہرے کا بھرتہ

بن جاتا۔ زمین پر گر کر اس نے پلٹ کر اس بوڑھے کی طرف دیکھا جس نے اس کی ٹانگوں پر گولیاں ماری تھیں تو وہ اسے تیزی سے دوڑ کر اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ میجر شرما نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ بوڑھے کی طرف کر دیا جو اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ میجر شرما بوڑھے پر فائرنگ کرتا بوڑھے کی ٹانگ چلی اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا اور بوڑھے نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نال اس کے سر سے لگا دی۔

”خبردار۔ اگر حرکت کی تو کھوپڑی اڑا دوں گا“...... نوجوان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور میجر شرما کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ اس آواز کو پہچان چکا تھا۔ یہ آواز علی عمران کی تھی جسے وہ اس کے ساتھیوں سمیت یہاں شاگل سے چھیننے کے لئے آیا تھا۔

دونوں سر کے بل نیچے گر رہے تھے۔ نیچے گرتے ہوئے بلیک زیرو نے فوراً ہوا میں قلابازی کھائی اور پھر وہ مخصوص انداز میں پیرا ٹروپنگ کرتا ہوا پیروں کے بل زمین پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ درخت سے گرنے والی جولیا نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ نیچے آتے ہوئے اس نے بھی مخصوص انداز میں قلابازیاں کھانا شروع کر دی تھیں اور پھر جیسے ہی زمین نزدیک آئی اس نے اپنا جسم رول کیا اور پھر وہ بھی پیروں کے بل زمین پر آ گئی۔

’’لگتا ہے انہوں نے جنگل میں جگہ جگہ موت کے جال پھیلا رکھے ہیں اور وہ ہمیں مسلسل مانیٹر کر رہے ہیں اور جہاں انہیں موقع ملتا ہے وہ ہم پر اٹیک کر دیتے ہیں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ہاں۔ وہ ہمیں انسان نہیں بھوت سمجھ رہے ہیں اور ان کی یہی کوشش ہے کہ ہم بھوتوں کو وہ خود سے دور ہی رکھیں اور ہم جہاں نظر آئیں ہم پر وار کر دیا جائے‘‘...... بلیک زیرو نے مسکراتے

ہوئے کہا تو جولیا بھی مسکرا دی۔

’’تم خود کو بھوت کہنا چاہو تو کہہ لو۔ میں خود کو بھوت کہلانا پسند نہیں کروں گی‘‘...... جولیا نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس کی جگہ عمران ہوتا تو جولیا کی اس بات پر وہ اسے یہی جواب دیتا کہ بھوت مذکر ہے اس لئے ظاہر ہے جولیا کو بھوت نہیں کہا جا سکتا تھا البتہ وہ بھتنی ضرور کہلائی جا سکتی تھی۔ اس خیال کے آتے ہی بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

’’کیوں مسکرا رہے ہو‘‘...... جولیا نے اسے مسکراتے دیکھ کر کہا۔

’’کچھ نہیں۔ ویسے ہی ایک خیال آ گیا تھا‘‘...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’کیسا خیال‘‘...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا جیسے اس نے اس کا دماغ پڑھ لیا ہو۔

’’کچھ نہیں۔ آئیں۔ اب ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ پاور مشین کہاں کام کر رہی ہے۔ اس سے پہلے کہ کے جی بی کی فورس ہم پر کسی اور ذریعے سے وار کرے۔ ہمیں جلد سے جلد اس مقام پر پہنچ جانا چاہئے جہاں دھواں اگلتی چمنی موجود ہے‘‘...... بلیک زیرو نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ چلو‘‘...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا اور وہ دونوں اس سمت چلنا شروع ہو گئے جہاں انہوں نے درخت کی چوٹی سے دور درختوں کے درمیان دھواں نکلتے دیکھا تھا۔

ابھی وہ دونوں تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں درختوں کے درمیان سے زائیں زائیں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ ان آوازوں کو سن کو وہ چونک پڑے۔ انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو انہیں درختوں کے اوپر سے بے شمار شعلے چمکتے ہوئے دکھائی دیئے جو تیزی سے ان کی طرف آ رہے تھے۔

''اوہ۔ لگتا ہے انہوں نے ہم پر پاور اسٹیشن سے میزائل برسانے شروع کر دیئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ جلدی کریں۔ یہ فائر میزائل ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہو گا۔ میزائلوں کے پھٹتے ہی یہاں ہر طرف خوفناک آگ بھڑک اٹھے گی''...... بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے سامنے کی جانب دوڑنا شروع کر دیا۔ جولیا بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکی اور پھر وہ پوری رفتار سے چھلانگیں مارتے ہوئے بھاگنا شروع ہو گئے۔ جیسے ہی انہوں نے بھاگنا شروع کیا ان کے پیچھے جنگل میں جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ فائر میزائل درختوں سے ٹکرا ٹکرا کر بلاسٹ ہونا شروع ہو گئے تھے اور ان کے پیچھے جیسے آگ کا سمندر روشن ہوتا جا رہا تھا۔ بلاسٹ ہونے والے میزائلوں سے نکلنے والی گیس تیزی سے آگ پکڑ رہی تھی جو ہر طرف کسی خوفناک اژدہے کی طرح چنگھاڑتی ہوئی بڑے الاؤ کی شکل میں پھیل رہی تھی۔

بلیک زیرو اور جولیا جھاڑیوں اور زمین پر گرے ہوئے چھوٹے

موٹے درختوں پر سے چھلانگیں لگاتے ہوئے بھاگتے چلے جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے تیزی سے آگ کا طوفان آ رہا تھا جس کی زد میں آنے والی ہر چیز جل کر راکھ بنتی جا رہی تھی۔

''اور تیز بھاگو لیڈی ہارنٹ۔ اور تیز۔ اگر ہم اس آگ کی زد میں آ گئے تو اس سے ہمیں ہارڈ بلا کرز بھی نہیں بچا سکیں گے''۔ بلیک زیرو نے پلٹ کر اپنے پیچھے آتے ہوئے آگ کے الاؤ کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی رفتار میں اضافہ کر دیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے بگٹٹ بھاگنے لگی۔ جس طرف وہ دونوں بھاگ رہے تھے اسی طرف سے بدستور میزائل فائر ہو رہے تھے اور جنگل میں ہر طرف آگ بھڑکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

''اور تیز۔ اور تیز''...... بلیک زیرو بھاگتے ہوئے مسلسل چیخ رہا تھا۔ وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے درختوں اور جھاڑیوں سے بچتے ہوئے بھاگے چلے جا رہے تھے۔ پیچھا کرتی ہوئی آگ سے بچنے کے لئے وہ زگ زیگ انداز میں بھاگ رہے تھے۔ انہیں شاید بھاگتے ہوئے دیکھا جا رہا تھا کیونکہ وہ جس طرف بھی مڑتے تھے آگ لگانے والے میزائلوں کا رخ انہی کی طرف ہو جاتا تھا۔ بعض میزائل ان کے سامنے پھٹتے تھے جہاں آگ کے بڑے بڑے الاؤ روشن ہو گئے تھے۔ آگ دیکھ کر جولیا اور بلیک زیرو فوراً راستہ بدل لیتے۔ کافی دیر تک انہیں میزائلوں سے نشانہ بنانے کی کوشش کی جاتی رہی پھر میزائلوں کا سلسلہ رک گیا۔ اب تک جنگل میں جتنے

میزائل فائر ہوئے تھے ان میزائلوں نے جنگل میں قیامت برپا کر دی تھی۔ ہر طرف سے آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جس سے پیدا ہونے والا دھواں جنگل کے اوپر ہی نہیں نیچے بھی تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا۔

جنگل میں دھواں ہونے کی وجہ سے انہیں چاروں طرف کہر سی پھیلی ہوئی دکھائی دینے لگی تھی جس سے انہیں آگے بڑھنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ دھواں انہیں اپنی آنکھوں میں مرچوں کی طرح چبھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

”ہونہہ۔ تو وہ خود کو اس دھوئیں کی مدد سے ہم سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ انہوں نے ہمیں میزائلوں سے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کوشش میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے تھے اس لئے انہوں نے ہر طرف دھواں بکھیر دیا ہے تاکہ ہم اندھے ہو جائیں اور اس مقام تک نہ پہنچ سکیں جہاں پاور مشین موجود ہے“...... جولیا نے کہا۔

”وہ کچھ بھی کر لیں لیکن ہم پاور مشین تک ضرور پہنچیں گے۔ ہارنٹ نے کبھی اور کسی بھی صورت میں ہار ماننا نہیں سیکھا“۔ بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہمارے پاس اس دھوئیں سے بچنے کا کوئی انتظام بھی تو نہیں ہے۔ دھواں میری آنکھوں میں مرچوں کی طرح بھر گیا ہے“۔ جولیا

نے کہا۔ میزائلوں سے ہونے والے دھماکوں اور وہاں لگنے والی آگ کی وجہ سے جنگل کا نظام جیسے درہم برہم ہو کر رہ گیا تھا۔ درختوں پر موجود پرندے چیختے چلاتے ہوئے آسمان کی جانب اڑ گئے تھے جبکہ چھوٹے بڑے جنگلی جانور ہر طرف چیختے چلاتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ زہریلے دھوئیں سے ان جانوروں کا بھی برا حال ہو رہا تھا اور دھوئیں نے شاید انہیں اندھا کر دیا تھا کیونکہ ان میں سے بے شمار جانور بھاگتے ہوئے سامنے آنے والے دوسرے جانوروں اور درختوں سے ٹکرا ٹکرا کر گر رہے تھے۔

”میری آنکھیں بھی جل رہی ہیں لیکن ہمیں یہ سب برداشت کرنا پڑے گا۔ پاکیشیا کی سرزمین اور عوام کے لئے“...... بلیک زیرو نے کہا۔ ان دونوں نے آنکھیں بھینچ لی تھیں۔ ان کی آنکھیں جل رہی تھیں اور دھواں ان کے پھیپھڑوں میں داخل ہوتا جا رہا تھا جس سے انہیں اپنے گلے میں شدید جلن کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا۔ دونوں نے اپنے گلے پکڑ لئے تھے اور لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اچانک بلیک زیرو کی نظریں سامنے موجود سرخ رنگ کی جھاڑیوں پر پڑیں۔ ان جھاڑیوں پر زرد رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے جن پر سرخ رنگ کے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔

”کیلوگا۔ یہ تو کیلوگا کے پھول ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیلوگا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسا نام ہے“...... جولیا نے حیران

ہوتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ۔ ابھی بتاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور تیزی سے ان زرد پھولوں کی جانب بڑھا جو سرخ جھاڑیوں پر کثرت سے کھلے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ بلیک زیرو نے جلدی جلدی چند پھول توڑے اور ان کی پتیاں توڑ کر منہ میں ڈال کر چبانا شروع کر دیں۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو ہارنٹ۔ یہ پھول زہریلے بھی ہو سکتے ہیں۔ دیکھ نہیں رہے یہ جھاڑیوں پر کھلے ہوئے ہیں جن کا رنگ بھی سرخ ہے''...... بلیک زیرو کو سرخ پھول منہ میں ڈال کر چباتے دیکھ کر جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''نہیں لیڈی ہارنٹ۔ یہ پھول زہریلے نہیں ہیں بلکہ ان پھولوں میں تو ہر زہر کا تریاق موجود ہے۔ مجھے افریقہ کے جنگلوں میں جانے کا ایک مرتبہ اتفاق ہوا تھا۔ وہاں مجھے دنیا کے سب سے زہریلے سانپ کاپر ہیڈ نے کاٹ لیا تھا۔ زہر میرے جسم میں بری طرح سے سرایت کر چکا تھا اور میرے جسم پر چھالے ابھرنا شروع ہو گئے تھے۔ میں اس قدر اذیت میں مبتلا ہو گیا تھا کہ مجھے اپنی موت صاف دکھائی دینے لگی تھی لیکن پھر جنگلوں کے ایک قبیلے کا وحشی میرے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر وہاں پہنچ گیا۔ اس نے جو مجھے اس حالت میں دیکھا تو وہ گھبرا گیا اور پھر وہ دوڑ کر جنگل میں گیا اور ایسے ہی پھول توڑ کر لے آیا۔ میری حالت اس وقت بہت

خراب تھی۔ اس نے پھولوں کی پتیاں ہتھیلوں میں مسل کر میرے منہ میں ڈالنی شروع کر دی تھیں۔ جیسے جیسے پتیوں کا رس میرے حلق میں اترتا جا رہا تھا میرے جسم میں زہر سے لگنے والی آگ مانند پڑنا شروع ہو گئی تھی اور پھر کچھ ہی دیر میرے فنا ہوتے ہوئے تمام احساسات واپس لوٹ آئے اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وحشی نے انہی پھولوں کی پتیوں کا لیپ جب میرے جسم پر زہر سے بننے والے زخموں پر لگایا تو زخم بھی حیرت انگیز طور پر ختم ہوتے چلے گئے۔ مجھے اس وحشی نے اس پھول کا نام اور اس کی خاصیت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا تھا کہ دنیا کے تمام جنگلوں میں ایسے پھول قدرتی طور پر موجود ہوتے ہیں جو جان لیوا زہر کا بھی تریاق ثابت ہوتے ہیں اور دیکھ لیں جیسے جیسے میں ان پھولوں کی پتیاں چبا کر ان کا رس اپنے حلق میں اتار رہا ہوں مجھ پر سے زہریلے دھویں کا اثر ختم ہوتا جا رہا ہے اور اب میرے حلق اور آنکھوں میں جلن کا احساس بھی نہیں ہو رہا ہے''...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو کیا میں بھی پھولوں کی پتیاں چبا لوں''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ جلدی کریں۔ ورنہ زہریلا دھواں آپ کے دماغ پر چڑھ گیا تو آپ کے لئے مشکل ہو جائے گی اور آپ کو سانس لینا بھی دوبھر ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس نے دو زرد پھول توڑ کر جولیا کو دے دیئے۔ جولیا نے فوراً ان پھولوں کی چند

پتیاں توڑیں اور انہیں منہ میں ڈال کر آہستہ آہستہ چبانے لگی۔ پتیوں کا ذائقہ کسیلا تھا۔ جیسے جیسے جولیا پتیاں چباتے ہوئے ان کا رس اپنے حلق سے نیچے لے گئی اسے واقعی حلق اور آنکھوں میں لگنے والی مرچوں کا احساس کم ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ یہ محسوس کرتے ہی کہ واقعی پھولوں کی پتیاں تریاق کا کام کر رہی ہیں جولیا نے دونوں پھولوں کی ساری پتیاں توڑ کر منہ میں ڈالیں اور انہیں جلدی جلدی چبانا شروع ہو گئی۔ ان پتیوں کو چبانے کے چند ہی لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں ہونے والی جلن کا احساس مکمل طور پر ختم ہو گیا۔

''واقعی ان پھولوں کی پتیوں نے تو حیرت انگیز طور پر حلق اور آنکھوں کی جلن ختم کر دی ہے ورنہ مجھے تو سانس لینا بھی مشکل ہو گیا تھا''...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے انہیں ہر طرف پھیلے ہوئے دھوئیں میں ہلکی ہلکی نیلاہٹ دکھائی دینے لگی۔

''یہ نیلا رنگ کیسا ہے''...... جولیا نے حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ان جانوروں کی طرف دیکھیں''...... بلیک زیرو نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا ادھر ادھر بھاگنے والے جانوروں کو دیکھنے لگی جو نیلا رنگ پھیلتے ہی زمین پر گر کر یوں تڑپنا شروع ہو گئے تھے جیسے انہیں تیز دھار چھریوں سے ذبح کیا جا رہا ہو۔

''اوہ۔ تو اب انہوں نے دھوئیں میں زہریلی گیس بھی پھیلا دی

ہے تاکہ ہم زہریلی گیس کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائیں''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا ہے جو ہمیں پہلے ہی کیلوگا کے پھول مل گئے تھے اور ہم نے انہیں چبا لیا تھا۔ ان پھولوں کے رس کی وجہ سے ہم پر اس زہریلی گیس کا اثر نہیں ہو رہا ہے۔ اگر ہم نے کیلوگا کے پھول نہ چبائے ہوتے تو اب تک ہم بھی ان جانوروں کی طرح یہاں پڑے تڑپ رہے ہوتے''۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور جانوروں کو اذیت ناک انداز میں چیختے اور تڑپتے دیکھ کر جولیا کانپ کر رہ گئی۔

''واقعی اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ ورنہ دشمنوں نے تو ہمیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے وہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے ہر ممکن طریقہ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن ہم بھی پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اب ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔ کافی وقت ضائع ہو گیا ہے''۔ بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

''بالکل۔ جب تک ہم پاور مشین کو تباہ نہیں کر دیتے اس وقت تک اب ہمارے قدم بھی نہیں رکیں گے''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ ایک بار پھر اس طرف دوڑنا شروع ہو گئے جس طرف انہوں نے چمنی سے سیاہ دھواں نکلتے دیکھا تھا۔ وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہیں درختوں کے ایک بڑے جھنڈ میں ایک بہت بڑی چمنی

دکھائی دی جو درختوں میں چھپی ہوئی تھی۔ یہ چمنی اینٹوں کے بھٹوں کی چمنی سے کہیں بڑی تھی۔ اس چمنی سے مسلسل دھویں کا اخراج ہو رہا تھا۔

چمنی دیکھتے ہی بلیک زیرو اور جولیا وہیں رک گئے۔ اسی لمحے انہیں اپنے اردگرد کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ دونوں نے چونک کر دیکھا تو ہلکی نیلی وردیوں میں ملبوس بے شمار افراد انہیں گھیرے ہوئے کھڑے تھے۔ وہ سب مشین گنیں لئے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن ان کے چہروں پر خوف کے تاثرات واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے کہ جو انسان جنگل میں اس قدر ڈیتھ ٹریپس سے بچتے چلے آئے ہیں وہ بھلا آسانی سے ان کی گرفت میں کیسے آ سکتے ہیں۔

انہیں دیکھ کر جولیا اور بلیک زیرو کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔ مسلح افراد نے انہیں گھیرے میں لیتے ہی ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ گولیاں ایک بار پھر جولیا اور بلیک زیرو کے جسموں سے ٹکرا ٹکرا کر اچٹنا شروع ہو گئیں اور اپنی گولیوں کا انجام دیکھ کر مسلح افراد میں افراتفری سی مچ گئی۔ پھر جیسے ہی بلیک زیرو اور جولیا نے ان کے خلاف جوابی کارروائی کرنا شروع کی ان کے تو ہاتھ پاؤں ہی پھول گئے۔ جولیا نے مشین گن سے ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی جبکہ بلیک زیرو انہیں بلیو لائٹ گن سے نشانہ بنا رہا تھا اور مسلح افراد کو جیسے وہاں سے بھاگنے کی کوئی راہ

ہی نہیں مل رہی تھی۔

بلیک زیرو نے مسلح افراد کو بلیو لائٹ گن سے نشانہ بناتے ہوئے گن کا رخ چمنی کی جانب کیا اور یکے بعد دیگر کئی بار گن کا فائر بٹن پریس کر دیا۔ گن سے نیلی روشنی نکل کر چمنی پر پڑی اور چمنی میں جگہ جگہ سوراخ بنتے چلے گئے پھر اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور چمنی کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔ چمنی کو اس طرح تباہ ہوتے دیکھ کر مسلح افراد وہاں سے بھاگنا شروع ہو گئے۔ جولیا اور بلیک زیرو نے ان کا تعاقب کر کے انہیں مسلسل نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

کچھ ہی دیر میں بلیک زیرو اور جولیا جنگل کے اس مقام پر پہنچ گئے جہاں ایک بہت بڑی عمارت بنی ہوئی تھی۔ عمارت کے گرد بے شمار مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے لیکن مسلح افراد بھلا بلیو گن کے سامنے کیا حیثیت رکھتے تھے۔ بلیک زیرو نے ان پر بلیو لائٹ فائر کرنا شروع کر دی جبکہ جولیا مشین گن سے انہیں بھون رہی تھی۔

مسلح افراد کو ہلاک کرتے ہی بلیک زیرو نے عمارت کی دیواروں میں بلیو لائٹ گن سے سوراخ بنائے اور پھر وہ اس عمارت میں داخل ہو گئے۔ ان دونوں نے عمارت کے ایک ایک حصے کو بلیو لائٹ گن سے تباہ کرنا شروع کر دیا۔ عمارت کے ایک تہہ خانے میں انہیں ایک بہت بڑی مشین دکھائی دی جس پر سفید ایپرن پہنے بہت سے افراد کام کر رہے تھے۔ اس مشین سے بڑے بڑے پائپ منسلک تھے جو اوپر جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ بلیک

زیرو اور جولیا نے وہاں موجود ایک ایک فرد کو ہلاک کیا اور پھر بلیک زیرو نے مشین پر مسلسل بلیو لائٹ فائر کرنا شروع کر دی جس سے مشین کے پرزے پگھلنا شروع ہو گئے اور چند لمحوں بعد مشین ایک زور دار دھماکے سے مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔

بلیک زیرو اور جولیا نے عمارت کا جائزہ لیا تو انہیں ایک بڑے ہال میں اسلحے کا ڈھیر دکھائی دیا جو کے جی بی فورس کا اسلحہ تھا۔ بلیک زیرو اور جولیا نے وہاں سے ریموٹ کنٹرول بم اٹھائے اور انہیں مشین کے ڈھانچے اور عمارت کے ہر حصے میں لگانے شروع کر دیئے۔ عمارت کے ایک حصے میں انہیں ایک ہیلی کاپٹر دکھائی دیا تو وہ ریموٹ کنٹرول لے کر اس ہیلی کاپٹر میں آ گئے اور پھر وہ ہیلی کاپٹر سے ساندر بن کے جنگلات سے نکلتے چلے گئے۔ ساندر بن کے جنگلات سے دور آتے ہی بلیک زیرو نے ریموٹ کنٹرول آن کر کے جب اس کے بٹن پریس کئے تو جنگل میں جیسے آتش فشاں ابل پڑا۔ ان کے پاور مشین اور عمارت میں لگائے ہوئے بم پھٹ پڑے تھے جس سے جنگل میں آگ کا ایک بڑا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا اور آگ کے اس طوفان سے آسمان سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

اپنا مشن مکمل کر کے بلیک زیرو اور جولیا بے حد مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے طویل جدو جہد کر کے اور مشکل ترین مرحلوں کو عبور کر کے آخر کار پاور مشین کو تلاش کر لیا تھا اور اب وہ اس مشین کو تباہ کر کے وہاں سے نکلے جا رہے تھے۔ انہیں یقین تھا

کہ اس مشین کے تباہ ہوتے ہی خلاء میں موجود اوزون گیس میں کاربن کی آمیزش شامل ہونا بند ہو گئی ہو گی اور چند ہی گھنٹوں میں اوزون گیس وہاں پھیلی ہوئی کاربن گیس کے اثرات بھی ختم کر دے گی اور پاکیشیا کے علاقے سردار پور پر چھایا ہوا اندھیرا ہمیشہ کے لئے دور ہو جائے گا۔

''ہونہہ۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ کرنل وشال ہمیں شاگل کے ہاتھوں ہلاک ہوتے دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے ہمیں چھیننے کے لئے ہی یہاں آیا تھا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین گن کی نال ایک لمبے تڑنگے نوجوان کے سر سے لگا رکھی تھی جو وہاں آنے والے مسلح افراد کا سربراہ معلوم ہوتا تھا۔ عمران نے اسے پلٹ کر بھاگتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے فوراً اس کی ٹانگوں پر گولیاں مار کر اسے گرا لیا تھا اور بھاگتا ہوا اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔

شاگل کو گرفت میں لیتے ہی عمران اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر جنوبی پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا تھا جہاں شاگل کے کہنے کے مطابق ریڈ ناٹ کا سربراہ کرنل وشال انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔ عمران کے پاس مصدقہ اطلاعات تھیں کہ ساندر بن کے جنگلات میں پاور مشین کی حفاظت

کے لئے جہاں کے جی بی فورس کو تعینات کیا گیا ہے وہاں کافرستان سے ساندر بن کے جنگلات میں جانے والے غیر ملکی ایجنٹوں کو روکنے کے لئے ریڈ ناٹ ایجنسی کام کر رہی تھی اور چونکہ پاکیشیا کو اندھیروں میں ڈبونے کے لئے کافرستان اور روسیاہ نے گٹھ جوڑ کر رکھا تھا اس لئے عمران نے کافرستان میں داخل ہو کر ریڈ ناٹ کے خلاف کام کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ ہر صورت ریڈ ناٹ کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتا تھا تاکہ وہ ریڈ ناٹ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے اور کرنل وشال کو ہلاک کر کے کافرستان کو ایسا سبق سکھا سکے کہ کافرستان ہل کر رہ جائے اور اسے معلوم ہو جائے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بازوؤں میں اتنی طاقت موجود ہے کہ وہ پاکیشیا کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے والوں کے خلاف مؤثر کارروائی اور ان شیطان صفت انسانوں کی بیخ کنی کرنا جانتے ہیں جو پاکیشیا کے ساتھ ساتھ تمام دنیا کی انسانیت کے خلاف کام کرنے پر کمربستہ رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسلسل ایکشن کرتے ہوئے کافرستان میں داخل ہونا چاہتا تھا اور ریڈ ناٹ کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانا چاہتا تھا لیکن ان کے راستے میں شاگل حائل ہو گیا تھا اور وہ شاگل کے چنگل میں پھنس گئے تھے لیکن اب جب عمران کو معلوم ہوا کہ ریڈ ناٹ ایجنسی کا چیف کرنل وشال ان کی ہلاکت دیکھنے کے لئے خود آ رہا ہے تو اس نے شاگل کو انہی جنوبی پہاڑیوں کی طرف جانے کا کہہ دیا تھا۔

شاگل چونکہ عمران کے رحم و کرم پر تھا اس لئے وہ اس کی ہر بات مان رہا تھا۔ چنانچہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر میں بٹھا لیا۔ عمران کے کہنے پر اس نے اپنے ساتھ چار مسلح افراد کو بھی لے لیا تھا۔ عمران نے ان چاروں کی مشین گنوں سے میگزین نکال کر خالی کر دیئے تھے تاکہ موقع ملنے پر بھی وہ ان پر حملہ نہ کر سکیں۔ شاگل اپنے مسلح افراد کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے اگلے حصے میں سوار ہو گیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی شاگل کے ہیڈ کوارٹر سے اسلحہ لے کر ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں آ گئے۔ عمران ہیلی کاپٹر کے عقبی مرر سے شاگل اور اس کے ساتھیوں پر مسلسل نظر رکھے ہوئے تھا۔

شاگل انہیں لے کر جیسے ہی پہاڑی علاقے میں پہنچا وہاں ایک اور ہیلی کاپٹر آ گیا۔ عمران کھڑکی سے دوسرے ہیلی کاپٹر کو آسانی سے دیکھ رہا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر میں اس نے پائلٹ کی سائیڈ سیٹ پر کرنل وشال کو بھی بیٹھے دیکھ لیا تھا۔

عمران ہیلی کاپٹر کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ اردگرد پہاڑیوں اور ہر طرف پھیلی ہوئی چٹانوں کا بھی جائزہ لے رہا تھا۔ اس کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ ان پہاڑیوں اور چٹانوں کے پیچھے مسلح افراد چھپے ہوئے ہیں جو ان کے اور شاگل کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے وہاں آئے ہیں۔ گو کہ حملہ آوروں میں سے ایک بھی حملہ آور اسے دکھائی نہیں دیا تھا لیکن عمران کا دل کسی بھی طرح سے

مطمئن نہیں ہو رہا تھا اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر میں ہی رکنے کا کہا تھا جبکہ شاگل اور اس کے چار مشین گن بردار ساتھی ہیلی کاپٹر سے نکل کر باہر جا چکے تھے۔ اور پھر جب دوسرا ہیلی کاپٹر لینڈ ہوا اور اس ہیلی کاپٹر سے کرنل وشال نکل کر شاگل کی طرف بڑھا تو عمران نے چٹانوں کے پیچھے سے چار شعلے چمکتے دیکھے۔ ان شعلوں کے چمکتے ہی اسے شاگل کے قریب کھڑے چاروں مشین گن بردار چیختے ہوئے زمین پر گرتے نظر آئے۔ ان چاروں کو اس طرح گرتے دیکھ کر عمران کو یقین ہو گیا کہ اس کا اندازہ غلط نہیں ہے۔ وہاں پہلے سے ہی حملہ آور موجود ہیں جو شاگل سے انہیں چھین کر لے جانا چاہتے ہیں اور یہ کام ظاہر ہے کرنل وشال کا ہی ہو سکتا ہے جس کے بارے میں عمران پہلے سے ہی جانتا تھا کہ کرنل وشال اور شاگل میں کسی طور پر نہیں بنتی تھی اور وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے تھے۔

عمران نے جب وہاں دھواں اگلتے شیل فائر ہوتے دیکھے تو اس نے اپنے ساتھیوں کو سانس روکنے کا کہا اور خود بھی سانس روک لیا۔ جب تک وہاں دھواں پھیلا رہا ان چاروں نے سانس روکے رکھا اور جب دھواں ہوا میں تحلیل ہوا اور عمران نے مرر سے مسلح افراد کو پہاڑی غاروں اور چٹانوں کے پیچھے سے بھاگ کر نکلتے اور ہیلی کاپٹروں کی بڑھتے دیکھا تو اس نے اپنے ساتھیوں کو ایکشن

کے لئے تیار ہونے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ جیسے ہی باہر سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے سامنے موجود مسلح افراد پر مشین گنوں کے دہانے کھول دیئے اور پھر وہ چھلانگیں لگاتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے باہر آ گئے۔

آنے والوں کے لئے چونکہ یہ حملہ انتہائی غیر متوقع تھا اس لئے وہ جوابی کارروائی کرنے کا سوچتے ہی رہ گئے اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ عمران نے جان بوجھ کر اس شخص کے پیروں میں گولیاں ماری تھیں تاکہ وہ اسے زندہ رکھ کر اس سے پوچھ گچھ کر سکے۔

''اپنا نام بتاؤ۔ جلدی''...... عمران نے اس شخص کے سر میں مشین گن کی نال چبھوتے ہوئے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

''میجر شرما۔ میں میجر شرما ہوں''...... میجر شرما نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اپنے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اترتے اور عمران کو موت بن کر اپنے سر پر مسلط دیکھ کر اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

''کس ایجنسی سے تعلق ہے تمہارا''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''ہمارا کسی ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا تعلق ایک پرائیویٹ گروپ سے ہے''...... میجر شرما نے زخمی اور عمران سے خوف زدہ ہونے کے باوجود اس سے اپنی پہچان چھپانے کی کوشش

کرتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کے لہجے میں کھوکھلا پن صاف محسوس کر لیا تھا۔ عمران نے مشین گن اٹھائی اور اس نے میجر شرما کے سر کے پاس فائرنگ کر دی۔ گولیاں میجر شرما کے سر کے گرد زمین پر پڑیں اور میجر شرما بری طرح سے چیخ اٹھا۔

''سچ بولو۔ ورنہ اگلی بار گولیوں سے تمہارا سر کھل جائے گا''۔ عمران نے غرا کر کہا۔

''مم مم۔ میرا تعلق کرنل وشال سے ہے جو ریڈ ناٹ کا چیف ہے''...... میجر شرما نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم یہاں کرنل وشال کے حکم پر شاگل سے ہمیں چھیننے کے لئے آئے تھے''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم تمہیں شاگل سے چھین کر لے جانے کے لئے آئے ہیں اور تم پر کریگ گیس کا اثر کیوں نہیں ہوا جس سے ہم نے شاگل اور ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں کو بے ہوش کیا تھا''...... میجر شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم گیس پروف ہیں۔ ہم پر اب کسی گیس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بہرحال یہ بتاؤ۔ کرنل وشال کے حکم سے تم ہمیں کہاں لے جانے والے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''کرنل وشال نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم تمہیں شاگل سے چھین کر اس کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیں۔ وہ تم سب کو شاگل کے ہاتھوں مرتا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ تمہیں اپنے ہاتھوں سے

ہلاک کرے تاکہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی موت کا کریڈٹ اسے مل سکے''...... میجر شرما نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر اس نے تمہیں یہاں بھیجا تھا تو پھر اسے خود یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی''...... عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''وہ چاہتا تھا کہ اس کارروائی کے بارے میں شاگل کو اس پر شک نہ ہو۔ ہم یہاں کارروائی کرتے اور تمہیں ان کے درمیان سے نکال کر لے جاتے۔ شاگل کو جب ہوش آتا تو اسے یہاں کرنل وشال بھی بے ہوش پڑا ہوا ملتا۔ ہم نے یہاں اس انداز میں کارروائی کرنی تھی کہ شاگل کو یہی لگتا کہ ہمارا تعلق تمہارے کسی حمائتی گروپ سے ہے اور ہم تمہیں اس سے آزاد کرانے کے لئے آئے تھے اور آزاد کرا کر لے گئے''...... میجر شرما نے کہا۔

''پلاننگ تو اچھی تھی لیکن افسوس۔ تمہاری اور کرنل وشال کی پلاننگ ہمارے ہوش میں رہنے کی وجہ سے ناکام ہوگئی۔ میں کرنل وشال اور شاگل کی رنجش کے بارے میں آگاہ تھا اس لئے جب میں نے سنا کہ کرنل وشال نے شاگل سے درخواست کی ہے کہ وہ ہمیں اس کی آنکھوں کے سامنے ہلاک کرے اور اس کے لئے شاگل بھی مان گیا تھا اور وہ ہمیں ان پہاڑی علاقوں میں لانا چاہتا تھا تو میں سمجھ گیا کہ کرنل وشال نے شاگل کو چکمہ دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ ہمیں شاگل کے ہاتھوں ہلاک کرنے کا کریڈٹ نہیں لینے دینا چاہتا تھا اس لئے مجھے یقین تھا کہ کرنل وشال نے ہمیں

شاگل کے ہاتھوں سے چھیننے کے لئے یہاں ضرور کوئی نہ کوئی ٹریپ لگا رکھا ہوگا اور میرا اندازہ غلط ثابت نہیں ہوا ہے''۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے ساتھی بھاگتے ہوئے اس کے پاس آگئے۔

''ہم نے ان تمام حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا کیا۔ بس یہی ایک رنگروٹ باقی بچا ہے۔ اسے بھی گولی مار دو''...... عمران نے کہا تو میجر شرما بوکھلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا تنویر نے عمران کی بات سنتے ہی اس پر فائرنگ کر دی اور میجر شرما ساکت ہوتا چلا گیا۔

''آخر یہ سب کون تھے جنہوں نے شاگل پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے چار ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا''۔ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ تو آپ کو پہلے ہی اس سارے کھیل کا پتہ چل گیا تھا اسی لئے آپ نے ہمیں ہیلی کاپٹر سے باہر نکلنے سے روک دیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے ان حملہ آوروں کی تعداد کا اندازہ نہیں تھا اور میں یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ ہمیں شاگل سے چھیننے کے لئے کیا لائحہ عمل اپنائیں گے اس لئے میں فوری طور پر ہیلی کاپٹر سے باہر نہیں

آنا چاہتا تھا۔ انہوں نے شاگل کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر کے ہر طرف کریگ گیس پھیلا دی۔ اگر ہم ہیلی کاپٹر کے اندر ہونے کے باوجود سانس نہ روک لیتے تو اس گیس کے اثر سے ہم بھی یہاں بے ہوش پڑے ہوتے اور کرنل وشال کے ساتھی ہمیں باندھ کر ریڈ ناٹ کے ہیڈ کوارٹر پہنچا چکے ہوتے اور پھر وہ شاید ہمیں ہوش میں لانے کی بجائے ڈائریکٹ موت کے منہ میں پہنچا دیتے''...... عمران نے جواب دیا۔

''بہرحال۔ اب تو یہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ شاگل اور کرنل وشال بھی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ ان کا کیا کرنا ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''کرنل وشال ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے لیکن ہمیں ابھی اس کے ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کرنا ہے اور اس لئے ظاہر ہے ہمیں اس کے ہیڈ کوارٹر میں جانا پڑے گا''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ اب ہمیں اس کے ہیڈ کوارٹر جانے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیوں۔ کیا آپ نے ریڈ ناٹ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا پروگرام مؤخر کر دیا ہے''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ انسانیت کے ان دشمنوں کو سزا ضرور ملے گی۔ کرنل وشال بھی ہلاک ہو گا اور ریڈ ناٹ کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو گا جہاں انسانیت کے دشمن موجود ہیں۔ لیکن اب ہمیں ان کے ہیڈ کوارٹر میں

ڈائریکٹ نہیں جانا پڑے گا۔ کرنل وشال یہاں اپنے ہیلی کاپٹر میں آیا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد یہ اسی ہیلی کاپٹر میں اپنے ہیڈ کوارٹر جائے گا۔ میں اس ہیلی کاپٹر میں طاقتور بلاسٹرز لگا دوں گا۔ جو اس کے ہیڈ کوارٹر میں ہر طرف تباہی پھیلا دیں گے پھر نہ کرنل وشال رہے گا اور نہ ریڈ ناٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر''...... عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

''یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ اس سے ہم مزید کسی مشکل اور پریشانی میں پھنسنے سے بھی بچ جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''تم شاگل کے ساتھ آئے ہوئے چار مسلح افراد کی لاشوں کو چھوڑ کر باقی سب لاشوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ کرنل وشال کے ہوش میں آنے سے پہلے یہاں سے سب کچھ صاف ہو جانا چاہئے تاکہ جب اسے ہوش آئے تو اسے یہی معلوم ہو کہ اس کے سپیشل گروپ نے کام کر دکھایا ہے اور شاگل کی قید سے وہ ہمیں نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ تیزی سے وہاں بکھری ہوئی لاشیں ہٹانے میں مصروف ہو گئے۔ عمران، شاگل کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا اور اس نے ہیلی کاپٹر کی عقبی سیٹ کے نیچے رکھا ہوا ایک بڑا سا باکس نکالا اور اسے لئے ہوئے باہر آ گیا۔ اس باکس میں طاقتور بلاسٹرز تھے جو وہ شاگل کے ہیڈ کوارٹر کے اسلحہ کے ڈپو سے نکال کر لایا تھا۔ شاگل چونکہ عمران کے رحم و کرم پر تھا اس لئے وہ اسے اپنے

ساتھ اسلحہ کے ڈپو میں لے جانے کے لئے مجبور تھا۔ عمران نے اس کے سامنے یہ طاقتور بلاسٹرز اٹھائے تھے اور شاگل کو بتایا تھا کہ وہ ان بلاسٹرز سے ریڈ ناٹ کے ہیڈ کوارٹر کو اُڑانا چاہتا ہے اور چونکہ شاگل، کرنل وشال اور ریڈ ناٹ کو پسند نہیں کرتا تھا اس لئے وہ خاموش ہو گیا کہ اگر عمران ریڈ ناٹ کو ختم کر دے اور کرنل وشال کو ہلاک کر دے تو ان کی حکومت ہر مشن کے لئے کافرستان سیکرٹ سروس کو ہی ترجیح دے گی اور کسی بھی معاملے میں انہیں پیچھے نہیں رکھا جائے گا۔

عمران باکس لے کر کرنل وشال کے ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں سوار ہو گیا۔ اس نے باس کھول کر اس میں موجود بلاسٹرز کو ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بھی خصوصی طور پر چیک کی تھی اور پھر وہ ہیلی کاپٹر سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس دوران اس کے ساتھی وہاں سے میجر شرما اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر غار اور چٹانوں کے پیچھے چھپا چکے تھے اور وہاں موجود خون کے نشانات مٹی سے صاف کر دیئے گئے تھے۔

''اب ہمیں کیا کرنا ہے''...... ان تینوں نے عمران کے نزدیک آ کر پوچھا۔

''انتظار''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''انتظار۔ کس بات کا انتظار''...... صفدر نے پوچھا۔

''میری بارات کے آنے کا انتظار اور میری بارات تو تب ہی آئے گی جب میری دلہن ساندر بن کے جنگلوں سے بخیر و عافیت واپس آئے گی جسے چیف نے ایک انجان فارن ایجنٹ ہارنٹ کے ساتھ وہاں بھیج رکھا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ تینوں بری طرح سے چونک پڑے۔

''انجان فارن ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ کیا جولیا کسی انجان فارن ایجنٹ کے ساتھ ساندر بن کے جنگلات میں گئی ہے''...... تنویر نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک ایکریمی فارن ایجنٹ ہے جسے ہارنٹ کہا جاتا ہے۔ چیف نے اسے ساندر بن کے جنگلات میں کے جی بی ایجنسی کے خلاف مشن پر کام کرنے کے لئے خصوصی طور پر بلایا تھا تاکہ وہ کے جی بی ایجنسی کے خلاف کام کرے اور اس پاور مشین کو تباہ کر سکے جس سے کافرستان اور روسیاہ، پاکیشیا کے علاقے سردار پور کی طرح پورے پاکیشیا پر اندھیرا مسلط کرنا چاہتے تھے''...... عمران نے جواب دیا۔ مشن کی تفصیلات اور ساندر بن کے جنگلات میں جولیا کے جانے کا تو ان سب کو علم تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ جولیا کسی انجان ایجنٹ ہارنٹ کے ساتھ ساندر بن کے جنگلات میں گئی ہوئی ہے۔ وہ اب تک یہی سمجھ رہے تھے کہ چیف نے ان کے دو گروپس بنائے ہیں جن میں سے ایک گروپ عمران کے ساتھ کام کر رہا ہے جبکہ دوسرا گروپ جولیا کی سربراہی میں ساندر بن کے

جنگلات میں کارروائی کرنے گیا ہے جس میں ظاہر ہے فور اسٹارز ہی شامل ہو سکتے تھے لیکن اب عمران انہیں بتا رہا تھا کہ جولیا کے ساتھ فور اسٹارز نہیں بلکہ ایک ایکریمی فارن ایجنٹ ہارنٹ موجود ہے جسے چیف نے خصوصی طور پر ایکریمیا سے بلایا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ کیا چیف کو ہم پر بھروسہ نہیں تھا جو سانڈر بن کے جنگلات میں مشن پر کام کرنے کے لئے اس نے ایکریمیا سے فارن ایجنٹ کو بلایا ہے اور پھر چیف نے ہمیں بریف کئے بغیر مس جولیا کو بھی اس کے ساتھ بھیج دیا ہے۔ مس جولیا کسی نئے آدمی کے ساتھ کیسے کام کر سکتی ہے"...... صفدر نے بھی اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"چیف کے معاملات چیف ہی سمجھ سکتا ہے۔ وہ ہم پر بھروسہ کرتا ہے لیکن اس کے لئے ملکی مفادات زیادہ اہم ہیں اور جس فارن ایجنٹ کو تم سب غیر سمجھ رہے ہو اس کے ساتھ جولیا تو کیا تم سب بھی ایکریمی مشنز میں کئی بار کام کر چکے ہو۔ اس کا اصل نام مائیکل ہے اور میرا خیال ہے کہ مائیکل نہ تمہارے لئے اجنبی ہے اور نہ جولیا کے لئے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ ٹھیک ہے کہ مائیکل ہمارے لئے اجنبی نہیں ہے لیکن اسے ہی خاص طور پر سانڈر بن کے جنگلات میں کام کرنے کے لئے کیوں بلایا گیا ہے"...... تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

"مائیکل پہلے کافرستان میں کام کر چکا ہے اور اس کا کافی وقت

سانڈر بن کے جنگلات میں بھی گزرا تھا۔ وہ سانڈر بن جنگلات کے چپے چپے سے واقف تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ سانڈر بن کے جنگلات میں ایسے کون سے خفیہ راستے ہیں جہاں سے وہ کے جی بی ایجنسی کی نظروں میں آئے بغیر اپنے ٹارگٹ تک پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے اس مشن میں اس کی ضرورت زیادہ تھی۔ چیف نے سوچ سمجھ کر ہی جولیا کو اس کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ دونوں اپنی پوری توجہ اپنے مشن پر مرکوز رکھ سکیں اور ہر حال میں پاور مشین تک پہنچ کر اسے تباہ کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"حیرت ہے۔ آج تم چیف اور اس کے اقدامات کی بڑی حمایت کر رہے ہو۔ کیا چیف نے اس کے لئے تمہیں الگ سے چیک دینے کا کہا تھا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ چیف نے کہا تھا کہ اگر میں تم سب کے سامنے اس کی تعریف کروں گا تو وہ میری اور جولیا کی شادی کا سارا بار اپنے ذمہ لے لے گا اور مجھے بازار سے چھوہارے بھی نہیں خریدنے پڑیں گے"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تنویر برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا۔

"بہرحال عمران صاحب۔ میں اس بات سے اختلاف ہی کروں گا کہ مس جولیا کو مائیکل یا ہارنٹ کے ساتھ سانڈر بن کے جنگلات میں مشن مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ جس طرح ہم کافرستان میں داخل ہوئے تھے اسی طرح ہم سانڈر بن کے

جنگلات میں بھی جا سکتے تھے اور اگر ہم شاگل اور ریڈ ناٹ جیسی فورسز سے ٹکرانے کی ہمت رکھتے ہیں تو پھر ہم کے جی بی ایجنسی سے بھی ٹکرانے اور اسے نیست و نابود کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اگر یہ ٹاسک بھی ہمیں دے دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا''...... صفدر نے کہا۔

''اپنے اس اختلاف کو فی الحال اپنی پاکٹ میں رکھو۔ واپس جا کر چیف کو پیش کر دینا وہ خود ہی تمہیں اس بات کا جواب دے گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ عمران انہیں لے کر ایک پہاڑی غار میں آ گیا جہاں سے وہ شاگل اور کرنل وشال کے ہیلی کاپٹروں کو آسانی سے چیک کر سکتے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں شاگل اور کرنل وشال کو ہوش آ گیا اور پھر وہ دونوں بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک دوسرے کی جانب بڑھے۔ ان دونوں میں شاید تکرار شروع ہو گئی تھی۔ وہ ایک دوسرے پر بڑے غصیلے انداز میں جملے کس رہے تھے۔ ان کی آوازیں تو سنائی نہیں دے رہی تھیں لیکن ان کے انداز بتا رہے تھے کہ وہ ایک دوسرے سے اس بات پر لڑ رہے ہوں کہ ان کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں۔ پھر انہوں نے شاگل اور کرنل وشال کو غصے سے اپنے اپنے ہیلی کاپٹروں کی جانب جاتے دیکھا۔

دونوں ہیلی کاپٹروں کے پائلٹ بھی ہوش میں آ چکے تھے۔ شاگل کے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے اپنے چاروں ساتھیوں کی لاشیں باری باری ہیلی کاپٹر میں رکھیں اور کچھ ہی دیر میں دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے دکھائی دیئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دونوں ہیلی کاپٹر مخالف سمتوں میں پرواز کرتے چلے گئے۔ ہیلی کاپٹروں کے جاتے ہی عمران اور اس کے ساتھی غار سے نکل کر باہر آ گئے۔ عمران کے ہاتھ میں ایک ٹرانسمیٹر تھا جو اسے میجر شرما سے ملا تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کی میموری سے اسے کرنل وشال کی فریکوئنسی کا بھی جو اس ٹرانسمیٹر پر پہلے سے ہی ایڈجسٹ تھی، کا علم ہو گیا تھا۔ ابھی وہ غار سے نکل کر باہر آئے ہی تھے کہ اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

''ہیلو ہیلو۔ کرنل وشال کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی کرنل وشال کی تیز آواز سنائی دی۔

''یس۔ میجر شرما اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے میجر شرما کی آواز میں کہا۔

''گڈ شو۔ میجر شرما۔ تم نے بڑی زبردست اور انتہائی کامیاب کارروائی کی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو شاگل کی ناک کے نیچے سے لے جا کر تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم اپنی مثال آپ ہو۔ گڈ شو۔ اوور''...... کرنل وشال کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ میں نے آپ کے حکم پر عمل کیا ہے۔ اوور“۔ عمران نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ شاگل بڑا چالاک بنا پھرتا تھا۔ وہ سارا الزام مجھ پر ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہ میرے کہنے پر یہاں لایا تھا اور یہاں پہلے سے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا کوئی گروپ چھپا ہوا تھا جس نے اچانک حملہ کیا اور انہیں چھڑا کر لے گیا۔ اوور“...... کرنل وشال نے کہا۔

”یس چیف۔ ہم نے وہاں ایسا ہی ماحول پیدا کیا تھا تاکہ شاگل کو یقین ہو جائے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کے اپنے ہی ساتھی اس سے چھڑا کر لے گئے ہیں۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”بہرحال۔ تم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ میں تم سے بے حد خوش ہوں۔ یہ بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں اور تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور“...... کرنل وشال نے پوچھا۔

”عمران اور اس کے ساتھی میرے قدموں میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں چیف اور میں انہیں ہیلی کاپٹر میں آپ کے ہیڈ کوارٹر لے جا رہا ہوں۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو۔ تم وہاں پہنچو۔ میں بھی آ رہا ہوں۔ پھر میں اپنے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں ماروں گا۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت کا کریڈٹ مجھے ملے گا صرف

مجھے۔ اوور“...... کرنل وشال نے کہا۔

”یس چیف۔ اوور“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”او کے۔ اب ہیڈ کوارٹر میں ہماری ملاقات ہو گی۔ اوور اینڈ آل“...... کرنل وشال نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے بھی بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ہونٹوں پر آسودہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

”تم ایک بار اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچو تو سہی کرنل وشال۔ وہاں تمہاری ملاقات ہم سے نہیں بلکہ اپنی موت سے ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”کیا آپ نے اس کے ہیلی کاپٹر میں بلاسٹر فکسڈ کر دیئے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں“...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”لیکن ہم ان بلاسٹرز کو ڈی چارج کیسے کریں گے۔ اس کا کیا انتظام کیا ہے آپ نے“...... صفدر نے پوچھا۔

”یہ ٹرانسمیٹر اب ڈی چارجر کا کام کرے گا۔ میں نے اس ٹرانسمیٹر اور ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسیاں بلاسٹرز کے ساتھ ایڈجسٹ کر دی ہیں۔ کال کے دوران میں ایک بٹن پریس کروں گا تو ہیلی کاپٹر میں موجود تمام بلاسٹر ڈی چارج ہو جائیں گے اور پھر ان کے بلاسٹ ہوتے ہی ریڈ ناٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہوا میں تنکوں کی اُڑ جائے گا“...... عمران نے کہا۔

"چلیں۔ یہ کام تو تمام ہوا۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ ساندر بن کے جنگلات میں ہارنٹ اور مس جولیا تو موجود ہیں۔ کیا ہمیں بھی ان کی مدد کے لئے وہاں جانا پڑے گا"...... صفدر نے پوچھا۔

"اگر انہوں نے ضرورت محسوس کی تو وہ ہمیں خود ہی کال کر لیں گے لیکن ابھی تک ان کی طرف سے مجھے کوئی کال موصول نہیں ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے کام میں مصروف ہیں اور فی الحال انہیں ہماری مدد کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر چلیں یہاں سے کہیں ایسا نہ ہو کہ شاگل پھر یہاں آ جائے اور ہم اس سے جان چھڑانے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے پھریں"...... صفدر نے کہا۔

"شاگل کو اب یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ یہی سمجھ رہا ہو گا کہ ہمیں ہمارے ساتھی چھڑا کر لے گئے ہیں۔ ہماری تلاش کے لئے وہ بھاگ دوڑ ضرور کرے گا لیکن اس کا یہاں آنے کا تو مجھے کوئی مقصد دکھائی نہیں دیتا"...... تنویر نے کہا۔

"وہ اپنے چاروں ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر لے گیا ہے لیکن یہاں ہونے والی کارروائی کی انوسٹی گیشن کے لئے وہ یہاں ضرور آئے گا اور یہاں سے ایسے کلیو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جس سے وہ ہم تک پہنچ سکے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ہمارا یہاں سے نکل جانا ہی مناسب ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اطمینان

بھرے انداز میں پہاڑی راستوں پر چلے جا رہے تھے۔ آدھے گھنٹے کے بعد ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجی تو وہ سب خاموش ہو گئے۔ عمران نے فوراً ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

"میجر شرما۔ کہاں ہو تم۔ میں ہیڈ کوارٹر پہنچ چکا ہوں لیکن تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر ابھی تک یہاں نہیں پہنچے ہو۔ تم تو مجھ سے پہلے وہاں سے نکل چکے تھے پھر اب تک تم یہاں پہنچے کیوں نہیں۔ اوور"...... میجر وشال کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"میجر شرما۔ کون میجر شرما کرنل کنگال۔ میں میجر شرما نہیں ہوں۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ آواز تو عمران کی ہے۔ کیا مطلب۔ تم عمران۔ تم میجر شرما کے ٹرانسمیٹر پر کیسے بات کر رہے ہو"۔ دوسری طرف سے کرنل وشال کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اپنے منہ سے بات کر رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ میجر شرما کہاں ہے اور اس کے ساتھی۔ وہ سب کہاں گئے۔ اوور"...... کرنل وشال نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے ان سب کو نرکھ میں پہنچا دیا ہے اور اب تم بھی وہاں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ میں نے تمہارے ہیڈ کوارٹر کو تم

سمیت نرکھ میں پہنچانے کا پورا بندوبست کر لیا ہے۔ اوور''۔ عمران نے کہا۔

''کک کک۔ کیا کہا۔ تم نے میجر شرما اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن کیسے۔ یہ سب کیسے ہوا اور کب ہوا۔ اوور''۔ کرنل وشال نے اسی انداز میں کہا۔

''جب تم اور شاگل ہیلی کاپٹروں کے پاس بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت میجر شرما اور اس کے ساتھیوں نے ہمیں شاگل کے ہیلی کاپٹر سے نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن ہم ان کا استقبال کرنے کے لئے تیار تھے جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹروں کے پاس آئے ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ میں چاہتا تو تمہیں اور شاگل کو بھی بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کر سکتا تھا۔ شاگل سے زیادہ اس بار میری تم سے دشمنی تھی۔ تم نے کے جی بی ایجنسی کے ساتھ مل کر جس طرح پاکیشیا کو تاریک کرنے کی سازش کی تھی اس کی سزا تمہارے لئے موت سے کم نہیں ہوسکتی تھی لیکن تم اس سازش میں اکیلے شریک نہیں تھے۔ میں تمہیں تمہارے ہیڈ کوارٹر میں موجود ریڈ ناٹ کے ایک ایک شخص کے ساتھ ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اسی لئے میں نے تمہیں زندہ جانے دیا تھا۔ لیکن جس ہیلی کاپٹر میں تم یہاں سے گئے تھے اس میں تم اپنی موت اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ میں نے اس ہیلی کاپٹر میں طاقتور بلاسٹر چھپا دیئے تھے۔ جن کا کنٹرول میرے ہاتھوں میں ہے۔ اب مجھے بس ایک

بٹن پریس کرنے کی دیر ہے پھر تم اور تمہارا ریڈ ناٹ کا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا۔ تم نے پاکیشیا کو اندھیرے میں پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ میں اسی طرح تمہاری زندگیوں پر اندھیرا طاری کر دوں گا۔ ایسا اندھیرا جس سے تم کبھی باہر نہیں آ سکو گے۔ اوور''۔ عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ تم۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم ہیلی کاپٹر میں بلاسٹرز کہاں سے لا کر رکھ سکتے ہو۔ تمہیں تو شاگل اپنے ہیلی کاپٹر میں اپنے ساتھ لایا تھا۔ اوور''...... کرنل وشال نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ شاگل مجھے نہیں لایا تھا بلکہ اسے میں ساتھ لایا تھا تاکہ میں تم تک پہنچ سکوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم نے واقعی میرے ہیلی کاپٹر میں بلاسٹرز لگا رکھے ہیں۔ اوور''...... کرنل وشال نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ ان بلاسٹرز کی آواز سننا چاہتے ہو تو سن لو۔ میں بٹن پریس کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر تیز وائبریٹ ہوا اور اس پر لگا ہوا سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے جلنا بجھنا شروع ہو گیا اور پھر بلب اچانک بجھ گیا۔ اسی لمحے انہیں دور بادلوں کے کڑکنے کی آوازیں

سنائی دیں اور پھر کچھ ہی لمحوں کے بعد انہیں دور آسمان پر سرخ رنگت سی ہوتی ہوئی دکھائی دینے لگی جیسے اس طرف کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

''ریڈ ناٹ ہیڈ کوارٹر تو گیا کام سے۔ ہمارا مشن پورا ہو گیا ہے۔ اب ہم مل کر یہاں رمبا سمبا ناچ سکتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کام آپ کو ہی مبارک ہو۔ ہم سے اچھا ناچ آپ کو آتا ہے چاہے وہ رمبا سمبا ہو یا بندر ٹپہ۔ ہم تو تماشہ دیکھنے والوں میں سے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تماشہ دیکھنے والے پیسے بھی پھینکتے ہیں۔ اگر تم وعدہ کرو کہ تم تماشہ بھی دیکھو گے اور پیسے بھی پھینکو گے تو میں تمہیں دنیا کے تمام ناچ دکھا دوں گا لیکن ابھی نہیں۔ ساتھ دینے والی ساندر بن سے آ جائے گی پھر......'' عمران نے تنویر کی جانب کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''اب ہمیں جانا کہاں ہے یہ تو بتا دیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''میں ٹرانسمیٹر پر این ٹی سے رابطہ کرتا ہوں۔ وہ یہاں آ کر ہمیں لے جائے گا۔ جولیا اور ہارنٹ جب اپنا مشن پورا کر لیں گے تو وہ بھی این ٹی کے پاس آ جائیں گے اور پھر ہم سب ایک ساتھ واپس اپنے وطن لوٹ جائیں گے جہاں سردار پور پر چھایا ہوا

اندھیرا ختم ہو گیا ہو گا اور دن کا اجالا نمودار ہو گیا ہو گا''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے عمران کی کلائی پر موجود واچ ٹرانسمیٹر سے اس کی کلائی پر ضربیں لگنا شروع ہوئیں تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اب کیا ہوا''...... اسے چونکتے دیکھ کر صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اس نے فوراً واچ کا ونڈ بٹن کھینچا اور اسے دائیں طرف گھما کر اندر دبا دیا اسی لمحے واچ میں موجود ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

''ہیلو ہیلو۔ ہارنٹ کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک انتہائی کرخت آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

''یس پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہم نے اپنا کام پورا کر لیا ہے۔ تم کہاں ہو اور تمہارے کام کا کیا ہوا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے ہارنٹ نے پوچھا۔

''ہمارا بھی کام پورا ہو گیا ہے۔ ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر ایم ایم کی طرف جا رہے ہیں۔ اوور''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ مشین پورا ہونے کا سن کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا اور بلیک زیرو نے مل کر ساندر بن کے جنگلات میں اس پاور مشین کو تباہ کر دیا ہے۔

''گڈ۔ ہم بھی اسی طرف جا رہے ہیں۔ اوور''...... ہارنٹ کی

آواز سنائی دی۔

''میں ایم ایم کو کال کرتا ہوں تاکہ وہ ہمیں آ کر لے جائے۔ تم سے اب وہیں ملاقات ہو گی۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر لیا۔

''یہ آواز اس مائیکل کی تو معلوم نہیں ہو رہی تھی جس کے بارے میں آپ نے بتایا تھا''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہاں ٹرانسمیٹر کال کیچ کی جا سکتی ہے۔ اس لئے وہ آواز بدل کر بول رہا تھا''...... عمران نے اسے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

''ہارنٹ نے کہا ہے کہ اس نے اپنا کام پورا کر لیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے اور مس جولیا نے ساندر بن کے جنگلات س پاور مشین تباہ کر دی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ان کا مشن پورا ہو گیا ہے اور اب وہ وہاں سے این ٹی ں طرف جا رہے ہیں جس کا کوڈ اس نے ایم ایم بتایا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ آخر کار جیت حق کی ہی ہوئی ے اور ہم باطل کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ہم نے یاہ اور کافرستان کی سازش کا تار و پود بکھیر دیا ہے''...... صفدر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جیت ہمیشہ حق کی ہی ہوتی ہے اور باطل کی ہار۔

کافرستان اور روسیاہ سے حق کی لڑائی میں تو ہمیں جیت حاصل ہو گئی ہے اب پتہ نہیں میں اپنے حق کی لڑائی کب جیتوں گا''۔ عمران نے کہا۔

''آپ کس حق کی بات کر رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ایک ہی حق ہے میرا جس پر میرا رقیب روسفید قبضہ جمائے بیٹھا ہے''...... عمران نے کن انکھیوں سے تنویر کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر سے این ٹی کو کال کی اور اسے اپنی لوکیشن بتاتے ہوئے فوری طور پر وہاں پہنچنے کے لئے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

''جب تک این ٹی نہیں آتا میں سردار پور میں موجود سلیمان سے بات کر لیتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ سردار پور سے اندھیرا دور ہوا ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور پاکیشیا کے علاقے سردار پور میں موجود سلیمان سے رابطہ ملانے لگا۔

رابطہ ہونے پر سلیمان نے اسے بتایا کہ سردار پور پر چھایا ہوا اندھیرا چھٹنا شروع ہو گیا ہے اور سردار پور کے باسی جو اس اندھیرے کو قدرتی آفت سمجھ رہے تھے اور انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر التجائیں کر رہے تھے

اندھیرا دور ہوتے اور دن نکلتے دیکھ کر مسرت بھرے انداز میں چیختے چلاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے تھے اور دن کی روشنی دیکھ کر جو جہاں تھا اس نے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ وہیں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کا شکر بجا لانا شروع کر دیا تھا۔ سردار پور میں سورج کی روشنی پھیلتے ہی پورے پاکیشیا میں جیسے جشن کا سماں بندھ گیا تھا۔ یہ سب سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان اور خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔

ایک گھنٹے کے بعد این ٹی دو جیپیں لے کر وہاں پہنچ گیا۔ ان کے ساتھ جولیا اور بلیک زیرو بھی تھے جو شاید کافی دیر پہلے این ٹی کے پاس پہنچ چکے تھے۔ جولیا کو دیکھ کر تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل بے حد خوش ہوئے۔ وہ سب جیپوں میں بیٹھ گئے اور این ٹی انہیں لے کر اپنے خفیہ ٹھکانے کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہارنٹ ان سب کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔ ہارنٹ بے حد سنجیدہ اور خاموش تھا۔

"کیا بات ہے مائیکل۔ تم اس قدر خاموش کیوں ہو۔ کچھ بولتے کیوں نہیں"...... صفدر نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مائیکل۔ کون مائیکل۔ میں مائیکل نہیں ہارنٹ ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بہلانے کے لئے مائیکل کا نام لیا تھا اور بلیک

زیرو اس بات سے لاعلم تھا کہ عمران نے اس کا تعارف ان سے فارن ایجنٹ مائیکل کے طور پر کرایا ہے۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ تم مائیکل نہیں ہو سکتے۔ ہم مائیکل کے ساتھ کئی بار کام کر چکے ہیں لیکن تمہارا بولنے کا انداز اور خاص طور پر تمہارا قد کاٹھ اس سے بہت مختلف ہے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی یہ مائیکل نہیں لگتا"...... تنویر نے کہا۔

"کیوں عمران صاحب۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ مس جولیا کے ساتھ ساندر بن کے جنگلات میں مائیکل بطور ہارنٹ کام کر رہا ہے لیکن یہ مائیکل تو نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو این ٹی کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"مجھے کیا معلوم کہ یہ گھسیارہ کون ہے۔ مجھے تو جو چیف نے بتایا تھا وہی میں نے تمہیں بتا دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم بھی اسے نہیں جانتے کہ یہ کون ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"قسم لے لو جو میں نے اسے کبھی خواب میں بھی دیکھا ہو"۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"تو پھر یہ کون ہے اور چیف نے اسے میرے ساتھ کیوں اٹیچ کیا تھا۔ یہ درست ہے کہ یہ ایک منجھا ہوا اور انتہائی زیرک ایجنٹ ہے اور مجھے کسی بھی مقام پر یہ محسوس نہیں ہوا کہ میں اسے نہیں

جانتی لیکن اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے مجھے عجیب سی الجھن ضرور ہو رہی تھی کہ یہ انتہائی پراسرار شخصیت ہے۔ ایسی پراسرار شخصیت جو ہمارے بے حد قریب رہ چکی ہے“...... جولیا نے کہا۔

”کیوں بھائی شکل سے تو تم گھسیارے لگ رہے ہو۔ کیا تمہارے اندر کوئی پراسرار شخصیت چھپی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو خود ہی بتا دو کہ تم کون ہو تاکہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس بات کی تسلی ہو سکے کہ جولیا نے تمہارے ساتھ مشن مکمل کر کے کچھ غلط نہیں کیا ہے“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

”ہم نے اپنا مشن پورا کر لیا ہے جیسا کہ تم چاروں نے۔ اس بات پر ہمیں بحث نہیں کرنی چاہئے کہ میں کون ہوں اور تم کون ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیوں بھائی گھسیارے۔ کیا تمہیں اپنی پہچان بتاتے ہوئے شرم آتی ہے“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”نہیں۔ جو میں نے کہا ہے اسی کو اہم سمجھو۔ باقی سب بھول جاؤ اور این ٹی جیپ روک دو۔ اب میں واپسی کا اپنا انتظام خود کروں گا“...... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

”روک دو بھائی جیپ۔ اسے ہمارے ساتھ سفر کرتے ہوئے شاید پیٹ میں درد ہونا شروع ہو گیا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور این ٹی نے جیپ روک دی۔ جیسے ہی اس نے جیپ روکی

بلیک زیرو اچھل کر جیپ سے باہر نکل گیا۔ وہ سب غور سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”اب میں چلتا ہوں۔ امید ہے تم سب بھی جلد پاکیشیا پہنچ جاؤ گے“...... بلیک زیرو نے اس بار مخصوص لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر نہ صرف عمران اور اس کے ساتھی بلکہ این ٹی بھی اچھل پڑا۔ یہ آواز ان کے چیف ایکسٹو کی تھی۔ ایکسٹو کی آواز سن کر وہ جیسے ساکت رہ گئے۔ بلیک زیرو نے انہیں ہاتھ ہلاتے ہوئے اللہ حافظ کہا اور تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ پہاڑی علاقے میں ایک پہاڑی کے پیچھے جا کر غائب ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بدستور اس طرف دیکھ رہے تھے جس طرف بلیک زیرو بھاگتا ہوا غائب ہوا تھا۔

”ارے باپ رے۔ یہ۔ یہ تو چیف کی آواز تھی۔ مارے گئے میں تو انہیں کئی بار گھسیارہ کہہ چکا ہوں“...... عمران نے ہکلاتے ہوئے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”چیف کی آواز نہیں۔ ہارنٹ کے روپ میں ہمارے ساتھ چیف موجود تھے۔ مس جولیا کا احساس غلط نہیں تھا۔ ان کے ساتھ پراسرار شخصیت کے روپ میں چیف خود موجود تھا جسے ہم سب ہارنٹ سمجھتے رہے ہیں“...... صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ارے باپ رے۔ جولیا نے اس بار چیف کے ساتھ مل کر مشن مکمل کیا ہے“...... عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں

کہا۔ جولیا کے چہرے پر پہلے حیرت کے تاثرات تھے لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ زندگی میں پہلی بار اس نے چیف کے ساتھ مل کر مشن مکمل کیا ہے تو فرطِ مسرت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''یہ تو واقعی مس جولیا کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ چیف ساندر بن کے جنگلات میں مشن مکمل کرنے کے لئے ہم میں سے کسی کو لے جانے کی بجائے مس جولیا کو ساتھ لے گئے تھے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن اگر یہ چیف ہی تھا تو اس نے جولیا کو اپنے بارے میں بتایا کیوں نہیں۔ وہ ہارنٹ کے روپ میں کیوں تھا''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف کے ساتھ جولیا تو کیا ہم بھی کام کرتے تو چیف سے ڈرے ڈرے اور سہمے سہمے سے رہتے۔ چیف نے جولیا سے اس لئے اپنی شخصیت چھپائی ہو گی تاکہ جولیا اس کی شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر مشن پر اپنے انداز سے کام کر سکے''...... عمران نے کہا۔

''بہرحال میرے لئے یہ واقعی انتہائی حیرت کی بات ہے کہ اس بار چیف نے ہمارے ساتھ مل کر کافرستان میں ایک مشن مکمل کیا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ رہتے یا مس جولیا کے ساتھ ایک ہی بات ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کاش کہ مجھے اس بات کا پہلے پتہ چل جاتا کہ ہارنٹ چیف ہے تو میں''...... عمران کہتے کہتے رک گیا۔

''تو میں کیا''...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''اسے تمہارا بڑا بھائی مان کر اس سے تمہارا ساتھ تاحیات کے لئے مانگ لیتا''...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور جیپ این ٹی اور اس کے ساتھیوں کے کھلکھلاتے ہوئے قہقہوں سے گونج اٹھی۔

ختم شد

عمران سیریز میں سسپنس، ایکشن اور تھرل سے بھرپور شاہکار ناول

مکمل ناول

آئی بالز

مصنف
ظہیر احمد

آئی بالز — جنہیں اسرائیلی ایجنٹ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

آئی بالز — جو پاکیشیا کے چار معصوم بچوں کی مصنوعی مشینی آنکھوں میں نصب تھے۔

آئی بالز — جنہیں معصوم بچوں کی آنکھوں سے نکالنے کے لئے اسرائیلی ایجنٹوں نے ان چاروں بچوں کو اغوا کرلیا۔

کاپر ہیڈ — اسرائیلی ایجنسی۔ جس نے آئی بالز کے حصول کے لئے فارن ایجنٹوں کی مدد کے لئے اپنا ایک سپر ایجنٹ بھی پاکیشیا بھیج دیا۔

وہ لمحہ — جب ان چاروں بچوں کو اسرائیلی ایجنٹوں نے اغوا کرلیا اور ایکسٹو نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہر حال میں ان بچوں اور اسرائیلی ایجنٹوں کو تلاش کرنے کا سخت حکم دے دیا۔

ایکسٹو — جس نے ممبران کو حکم دیا تھا کہ وہ اگر بچوں اور اسرائیلی ایجنٹوں تک نہ پہنچ سکے تو ان سب کو ہمیشہ کے لئے سیکرٹ سروس سے فارغ کردیا جائے گا۔

جولیا — جو ایک بچہ اغوا کرنے والے کے تعاقب میں تھی اور تعاقب کرنے والے نے کار ایک جگہ روک کر جولیا پر فائرنگ کرنی شروع کردی۔

جولیا جسے گولیاں لگ گئی تھیں اور وہ انتہائی زخمی حالت میں سڑک پر بے یارومددگار پڑی تھی۔

صفدر — جو کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ ڈارک مین کی تلاش میں تھا۔

ڈارک مین — اسرائیل کا سپر ایجنٹ جس نے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو ان کی کار میں ہی زندہ جلا کر راکھ بنادیا۔ کیا واقعی ——؟

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی اس عمارت میں داخل ہو گئے۔ جہاں ڈارک مین چاروں بچوں کے ساتھ موجود تھا۔ مگر

وہ لمحہ — جب کامیاب ہونے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ سوائے ناکامی کے کچھ نہ آیا۔

وہ لمحہ — جب جنگل میں عمران کو گولی ماردی گئی۔

وہ لمحہ — جب ڈارک مین اور اس کے ساتھی موت بن کر عمران پر جھپٹ پڑے۔

عمران — جس نے آخری لمحات میں ایک درندے کا روپ دھار لیا تھا۔ مگر کیوں ——؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی اغوا ہونے والے چاروں بچوں کو تلاش کرسکے۔ یا ——؟

ڈارک مین اور اس کے ساتھی ان بچوں کے آئی بالز کیوں حاصل کرنا چاہتے تھے۔